

ÖUP-57-11-1-68-5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 90.547.

Accession No. 22941

Author

2961

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

HISTORY OF NIRMUL HYDERABAD DEMINIANCE

checked 1975

تاریخ یادگار کا برسرِ قلم

۱۳۲۵ھ
تذکرہ و منزل

جکو

خالہ راجہ سیدہ بی بی سیدہ امجد علیہ

۱۳۲۵ھ

جن

تذکرہ و منزل یادگار کا برسرِ قلم ۱۳۲۵ھ

مکتبہ خیر و برکت لاہور

Check 7-1978



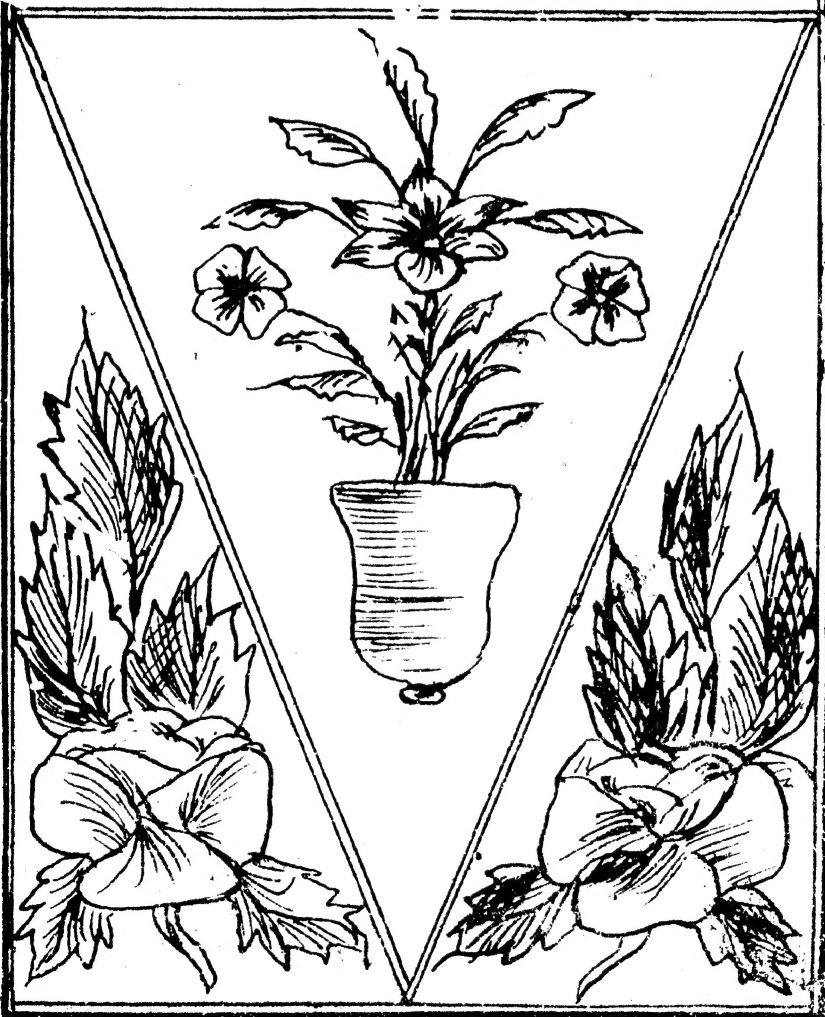
بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله تقوا والصلاة والسلام على عبد الله الذي لا ينطق

الاعباد

کبوترن محمد امام الدین غفر له وستر عبوبہ بحدت ناظرین مضامین تیار خ حکام و عمل پیشین
اور شائقین سیر سلاطین سابقین میں ہے کہ صانع بے مثل خالق لایزال نے اس کارخانہ ایجاد و
تعمین - اور اس انقلاب نفیریزہ آفرین کو - اور تمامی موضوعات و مسنوعات کو بزرگ تازہ
اور صورہ جدیدہ زمیت اور رونق بخشی - اور حکمت کاملہ اسکے بند و نچے حالات و اوقات کو
لعینان تعاقب اور متضادہ وجودین لائی ہے اوس حکمت میں کسی بشر کو اور کسی ملک کو مجال
مقابل نہیں - ہو یا ہے کہ تھبہ نزل ملک دکن وطن مالوف اس چچان کا ہے - ایک شخص
چچا مالوف نے کئے حالات و واقعات کو بطور اخبار عبارت فارسی سلیس و مضمون انیس
باقضائے وقت قلم بند کیا ہے - قصار انجلیو جبکہ باصر بعض اصحاب و احباب تاقی
فضل کرتے کئے بار اور ترجمہ کرنے کا ایک بار ہوا - بنظر تنقید و کمال اکثر الفاظ غیر ہوا
ابلا مبوط اور انشاء مملو طبا کر اصلاح کر دیا - اور یہ مذکور ایک مدت ممتد سے چلا آتا ہے اور

اسکے نقول فارسی متروہ ہو گئے اس خیال سے اسکی اصلاح سے مجھ کو کچھ تعرض نہیں تھا لاکھ
 دوستان کیمیت مجاہد مفاہمت کے اصرار سے اقرار لے لیا کہ ضرور ایفاء وعدہ کروں۔
 کوئی تنقل کی خواہش کی کیسے ترجمہ اردو کی فرمائش کی۔ لہذا پاس خاطر یاران شفق فریت
 اپنے مواعد کا ایفاء کر دیا۔ وگر و ما کو فیقول لا خیر باللہ ۲۹۶۱ ۷



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہذیب ثانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ عَلَى سَائِلِينَ بِرِزْقِهِ الْعَالَمِينَ

اما بعد واضح ہوا از انجا کہ ہر ایک انسان حواہش کرایہ می ہوتا ہے، اپنے اقتضای سرشت ازلی پر۔ اور عامل ہوتا ہے علی نحو ذلک۔ ہر چند دوسرے اسکے ردیف و حریف اپنے اپنے مسلک و منہج پر گنج گنجیکہ اپنے شریک حل اور اپنے نظیر مثل بنانا چاہتے ہیں مگر وہ سرنوشت ارلی اوسکو اپنے خط مستقیم سے سرمو تفاوت نہیں کرنے دیتا وہ شخص مصداق اسکا ہوتا ہے۔

اِذَا حَقَّ لِلَّهِ عَالِبٌ عَلَى اَرَاكُهُ تَتَابَسُّ نَفْسُ الْاِمْرِئِ اِیسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا اپنے کلام پاکین وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى اَمْرِهِ۔ دین آوان و دین احیان ایک ہر دلعزیز و محب انگیز میان سید احمد علی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلف اکبر مولوی سید امجد علی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلف متوطن منصبہ نزل ضلع عادل آباد ملک دکن اس پیمان کے مہوطن اور صاحب ہے اس امر کے تقاضی ہو کہ تذکرہ نزل فارسی میں ہے اگرچہ اسکی فارسی عام فہم ہے تاہم بہ سبب اسکے کہ اس دور و سیر میں اردو کا بہت و اج ہو گیا ہے۔ اردو ہو جاتا کہ یہ بھی ایک یادگار ہے۔ بعد تمام و انصرام طبع ہو آوران سید زادہ صاحب کو اس پیمان سے کئی وجوہ سے علا و مہوطنی وغیرہ فوق الذکر کی سیکندریہ تلمذ بھی حاصل ہے۔ اور سید زادہ صاحب مرقط و شفیق بین اور انکی طبیعت نہایت سلیم اور متواضع ہے۔ صاحبنازلت سید صبح النوب حسب ہین مکام اخلاق سوانکی سیادت اور اونکی نجابت ہویدا ہے۔ ذی حوصلہ حسب سلیقہ ہین۔ اس ناچیز کیساتھ بعض اوقات دینی اہل

بین مومنین ہے بہن۔ ان کے والد امجد مولوی سید امجد علی صاحب زاد امجدہ بڑے عالی
 ہمت نبی مروت کا لالہ استعداد قابل السواد والمواد میں اور بڑے مجتہد اور مقرر ہیں اور
 مولوی صاحب بڑے بڑے خدمات لائقہ ہمت فائقہ کوشل تحصیل داری و مسابقات کثیرہ کے بالترتیب
 ملازمت کلکٹر نظام وغیرہ اپنے تدریس صاحبہ و تجاویز قابلہ سے رنگ نظام کو بہ خوشنرمی جاکر بہ
 نیک ترین وجہ انجام دیکر موزون حکام مافوق عالم تمام و مصدر آفرین خاص عام ہوئے۔
 مولوی صاحب طبع و زون کلام منظم میں پر مذاق نہور آفاق ہیں۔ ہمارے وطن کے فوٹ
 سٹر جمیرین سے ہیں۔ سرایہ مساکین میں۔ پرسان حال ناقصین ہیں۔ گروہ موصدین ہیں و
 اصل وفد مخلصین میں شامل ہیں ان کے اجداد بہت قدیم سکان ابتدائی آبادی قبیلہ نزل سے
 نزل ہی کہہ میں ان کا سلسلہ تاقیہ شہ قہر باض صاحب قہر سلسلہ العیز سے جو بزرگ صاحب
 ریاضت وافر الحفا ظلت مشہور و معروف ہیں ملتہم ہر در حضرت شاہ صاحب ذکرہ اجمالا و
 مشہور و عائد ذکرہ نزل میں راجع ہے یہاں زیادہ تفصیل و تطویل کی حاجت نہیں (یہ عاجز و کمین
 استدرعا ترجمہ ثانی کو بدین مراد و بدین مفاد اپنے ذمہ لے لیا کہ محبت وطن کی ہر ایک فرد و بشر کو
 بلکہ ہر ایک جو ان کو لاحق رہتی ہے جسکے شانین وار د ہے جسکے کو وطن میں الیہ اپنی
 اگرچہ وہ وطن اور وہ مقام مسکن فارستان و کورد و کیوں نہ ہو بڑے امصار و بلاد پرانجا
 و انہار سے غیر و خوش اسلوب لافرو زہے۔ وطنی غذائے کثیف بقابلہ غذائے لطیف و
 مقامات کے لذیذ ہوتی ہے۔ یہ رباعی فارسی کی اس محل پر مناسب موزون ہے۔
 حب الوطن از تہمت سلیمان خوشتر و خار وطن از کینل ریحان خوشتر و یوسف کہ بمصر پادشاہی میکند
 میگفت اگر گداہوں کفنان خوشتر و نزل سے الوقت وہ نزل نہر ہا جو نہا نہ سابق تھا۔ یہ غنا
 متبرحم جو حالت نزل کی اپنے اہم طفلی میں دیکھا تھا۔ اس کے عشر شیر نہیں۔ اپنی خرد سالی کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة على من لا نبي بعده وانما بان روزگار اور دانشمند
 پنہنے کا پرورش نہ رہی ^{۱۲۳} لیکن اس سوسرہ عیسوی مطابق یکہزار و دو سو تیس ہجری میں ایک صاحب
 فرشتہ ملک ملک سمجھی نیک جان بالکلمہ ہائے ارا و تنبیہ استعصیل سرگردان قوم ہندو کہ جو ظلم و جور
 و کینہ انہی ظلم و فساد کی آتش کو ایک عالم تباہ و خاک بنا کر کسا کہ بہت کجوت باز کفر نواح بلد فرخندہ
 بنیاد عید آباد و ازراہ ناکپور جو کہ مذکور تھا و قصبت صوبہ ہزار کا ہی تباہی ہمیشہ نہ الہ مطابق دوم ذیقعد
 جیو دریا گنگا سے فراغت پاک خاص و قصبہ بل برتھام کیا۔ اس وقت کا تہجہ وقت نیاز و نند آفاق بنو عا
 عبدالرزاق بن عبد بنی باشند و قصبہ بلخیرپ کا سرنا نڈر صوبہ محمد آباد بدیر بنی بہت منشی گری ٹیہ کسر انگری
 کے ماتوا و مرعز رضا۔ مستابہا و کے پاس کر ملاقات کیا بڑی خاطر درات بیشتر و روزاری بہت سی
 سرفراز فرما کر اپنی زبان خاص کہے کہ اگر احوال مینداران ماضی و حال کمان سلفا و رہنمائی قلمت
 اور آبادی قصبہ بلخیرپ کو جو کہ کوئی زمین تحریر کرنا کپور سی و الپا تو کچھ تاری ملاحظہ کیو سطر تیار کہین
 پس الحکم صفا بہا و بہت ہی تلاش تحس و اخبار یاریہ کو اکابر سیرتہ ربط و اس کے اخیر ماعت میں
 لیکر قلمبند کیا اور اس مباحثہ کا نام مذکورہ نزل کہا اب سق بمقام یاد کا کہ محل ترجمہ مذکورہ نزل
 ہر یا ناظرین شایعین امید ہے کہ اس جمید با اگر غلطی اور سہو نظر آوی تو بہ نگاہ غفور مصلح فرماوی گے ذکر
 بنا و آبادی تعمیر قلعہ اندر فی آبادی نزل اور دو کسر احوال جو کتب تایخ ترتیب ہو
 رویان انبا الیہ بیان کرتے ہیں کہ ایام گذشتہ میں جاناب نزل کے نام سے آبادی اس جگہ محو
 عظیم ٹاہری خونا ک پریم درند و گند و واقع تھا یہ تھا آدمی کی طرح سے اس جگہ کو گذر تانہین تھا
 اتفاقاً تقدیر سے ایک شخص نہبانائیر نامی قوم کا کولی ساکن نواح پانچہ بعد اچلم او سکوندر و کو پہلے

زمینداران و سطر فکے بنایا ہو کہ متمول نہ الحال یکجہ ازراہ رشک و حد و ان ملت میں گرفتار ہو
 تھے۔ لہذا وہ ہنس رہے تھے۔ بڑی بڑی مال و دولت پیکار کو قطع تعلق ایک موضع میں موضعیات پٹی ٹکری۔
 حکام پاشا ایک حمایت اور توجہ کی سکونت اختیار کیا فکر میں نہ تھا۔ فاع البال خوشحال تھا میرٹھکار
 میں اپنی اوقات گزارتا تھا۔ اوس کی مذکور کی سوا زمین ایک ذخیرہ فیل سفید خداداد تھا اور سپر سوا ہو کر ایک
 روز اپنی حیات شکاری کو تو جو ہمراہ لیکر صحرایہ گمانب گیا۔ اتفاقاً ایک بواہ اوکریا کیسے بھاگی اور
 ساتھ کا ایک کتا شکاری اوس ٹری کی عمارت دور اوس ٹری کی کو تھانگو دیکھ کر کے پر جھل کر کے بھاگا
 وہ کوئی اس کیفیت دیکھ کر جانا کہ یہ مقام اور یہ زمین جرات و زلا و بی ملک ہی یہاں کوئی قلعہ اور برج قائم
 کرنا چاہئے۔ اور کوئی نشان مکان نامور یکا بطور یادگار سلف بنایا چاہئے۔ پس اس خیال سے وہاں سے واپس
 اپنے مکان آیا۔ دو ستر راجہ حکم دیا کہ پاشا جو اس صحرا پر اشجار کا غنما تھا جا کر اجازت بنا کر قلعہ
 اور آبادی جدید منگولی چاہی۔ حکم وقت کے بننے آبادی اور کشکار ارضی خیر و افتادہ قطع ہونے درختا
 بہ موقع کے کیس قدر غم و زنا نہ کٹر آٹھو متعلقہ نام نہا کر کے واسطے باندھنی قلعہ در آباد کرنے موضع جدید کے
 حکم دیا جبکہ نامبروہ ذوالکرم وقت سے اجازت حاصل کی عرصہ اندک میں بغیر ہی سنگ و خشت بنیاد
 بنائے قلعہ کی ڈالی اور دو کوئیچے ایک موضع خردوس بار اچھوڑ پوٹے زائد نہ ہو گا بسایا اور اوس
 موضع میں خود بھی موضع بنال اطفال کے رہنے پہنچے لگا۔ اور شہر و زبک تعمیرات اور قطع کرنے اشجار
 انہو کی مشغول ہوا۔ اوس زمانہ میں دور ویش حسب الحال ایک مسمی شاہ حق ریاض آور دوسرے
 شاہ صاحب تخت می پنجابی یہ دونوں باہم بہ سلسلہ دینی ہمسفر تھے عالم تیسارین وار و صحرانزل ہو کر
 نہا حق یا من تو اوس وقت و فی قبر ہی اور جگہ تیر موت حیات کا سچا فٹے اور شاہ صادق پنجابی اپنے
 رفیق واسطے قیام ہو نہ ہو کے رخصت کئے۔ نامبروہ ذوالکرم تشریف آوری شاہ جہاں کی سکر حسب عد و غم
 شرف ملازمت کو لیتے ہوئے سوا و جانکر تدبیر سوسی حاصل کی۔ اور لوازمات خدمت مہرسم عقیدت جو

بجائے کہ تھے اور اگر تاراکر و غنہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نسبت بادی موضع اور تعمیر قلعہ کی شائستگی موصوفی خدمت میں
 غلامی کی شائستگی موصوفی خدمت میں دریافت فرمایا کہ اس صفت کا کیا نام ہو نہایت ناز و مرض کیا کہ سنو زار کا کوئی
 نام قرار پایا حضرت شایبہ نے فرمایا کہ نام اس صفت کا نزل ہو پس اس زور کو وہ موضع نزل کے نام سے
 شہر پایا۔ متناجی تاج کہ ابتدائی آبادی نزل کو یا سنو سا کا عرصہ ہو تا بعضہ کہتے ہیں کہ یہ وہ اس ہو گا
 تالیف کی وقت پر نزل کی آبادی کا زمانہ ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ اس زمانہ کی وقت چھ سو زار ہو تا اس عرصہ یا سنو چھ
 سالین بہت سے اعمال و حکام اور جاگیر داران حضور و شایبہ ان صفت اس صفت نزل پر امور ہو کر مغرب
 ہو گئے انہی فہرست سامیوار بقید ماہ سال حکومت ایک کی ہر چند تلاش کی گئی مہرت نہوی مگر سجدہ او
 جتھر کہ پتہ ملا لکھیا گیا چنانچہ پل برج ہیں۔ سید اشرف پتھر اساطین۔ میر سعادت پتھر ار
 جوٹین۔ آقا علی ضایک ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ لکھنار اکہیر میں۔ محمد رضا جاگیر ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ جہان فہرست شیخ سعید خان فوجدار
 آقا ابو طالب پتھر ایک اسی میں۔ غزالیہ خان رزوی ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ پتھر اور چوہانویں۔ جلال خان ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ
 پتھر رستاقون۔ سید حسین علی ننگل ہٹا خان اور شرفیبا کہنی ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ گیارہ سو چھ میں۔ مرزا محمد علی
 مرزا موسیٰ بیگ ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ لکھنار ایک سو تیرہ میں حکومت نزل کی یہ موسیٰ بیگ سر فرزند ہو کر ایک تباہی و تباہی
 اور آبادی تعلیمین بوجہ حسن مشغول مگر قلعہ مذکور پائین میں جانشیناں موسیٰ آباد جو کہ فی الوقت ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ
 کے نام سے تبدیل ہو کر ایک محلہ قرار پایا آباد کر کے نیکیتی اور نام اور یہ خلق اس کو خوشدل و خوش
 رکھے فوج بھی گیا۔ ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ ننگل اور میتا لو اور یلنا اہلی وار ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ پتھر ایک سو اٹھارہ میں علیقتا اور قادر رضا
 کہنی اور ہار او و فرزند میتا ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ پتھر ار اور ایک جوئیں میں۔ جلیکت اور اپا کندر اور ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ پتھر ار
 ایک لوئیں میں سوار اور ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ پتھر ایک سو چھ میں۔ راجہ رنکر اور اور صف شکن خان اور کناتہ
 پتھر ہی میں ابتدائی ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ پتھر ایک سو چھ میں۔ لکھنار ایک سو پتھر اور بادشاہی سوار اور موسیٰ
 لکھنار میں ابتدا ^{۱۱۳۷} ۱۱۳۷ھ پتھر ایک سو پتھر نہایت لکھنار اور ایک سو پتھر نہایت فاضل بیگمان رہا

مبارک الملک ہونے میں ابتدائی سالہ پھر اراکیسوی ضلعی غنایہ سالہ پھر اراکیسوی بانو نصلی۔ یہ
 موضع نزل تہ تیغ آبادی پر گنہ اور قصبہ کو منسے شہر تپا یا۔ ابتدا دیہات پر گنہ نزل کو پر گنہ پٹی مرگ
 و فائر کر میں تحریر کرتے تھے مستقر حکام موضع پر مشعل تھا بعضی کہتے ہیں کہ وہی پٹی مرگ تھا غرض موت
 نزل کا قلعہ نمبا یاٹ فوق البذر کی سعی و زور و بڑی استواری اور استحکام کیسا تھا تیار ہوا اعمال کمر سنے
 جا کر حکم اور محفوظ قابل قیام حکام قرار دیے حکمہ اور دربار میں کیا نزل کا مقام باعث قیام حکام روز بروز
 رونق ہو چلا پر گنہ پٹی مرگ کے نام سے جو شہر تھا وہ بالکل یک لخت کا العلم ہو کر پر گنہ نزل کے نام سے شہر بنا
 سیر آئین الاغبا شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک میں براڑ کے جو کہ اوس زمانہ میں شاہزادہ سلطان مراد
 فرزند دم ابوالمظفر جلال الدین محمد کبر بادشاہ کو مقبضہ نصر میں تھا لکھا ہے۔ صوبہ اڑیس کے کار اور
 اکیسٹون محل کیسے کمن بنایا۔ پہنچ گنہ نزل اور بالکنڈہ اور بیگل اور اندور اور بون اور لوہ گاون اور
 کاہر سبیلی اور جھونگیر اور رام گیر یہ تمام کیقلم داخل ضلع صوبہ براڑ ستور اور ون محالات مذکور کو گورنر ملنگ
 کہتے تھے۔ اوس زمانہ میں نواح رام گیر میں بعضے جگہ ہاتھو کی بیدایش بھی ہوتی تھی۔ اور سر زمین بالکنڈہ
 اور بیگل میں فولاد اور آہن کی کان واقع ہو۔ اور نزل کو اطراف چاروں جانب میں رگا ونکی تولید بہت بہتر
 ہوتی تھی اور ظروف ٹکین بننے تھے۔ محلات پنج محل نزل کا اس تعداد اور اس مقدار پر تھا۔ خاص ملک
 وصول چوٹ لاکھ دام کا تیموئی کا تیس لاکھ دام کا راجورہ کا سولہ لاکھ دام پہلو چھ لاکھ دام کا تھا کسم
 آٹھ لاکھ چوٹ نہرو دام کا بنام کافی روپیہ جا پس دام ہوتے ہیں۔ سیر محمد قاسم فرشتہ میں لکھا ہے
 کہ جو تہ انتظام سلطنت شاہ محمود بنی کا آخر دور شاہ کلیم اللہ بہمنی کو رہا اور بسبب اختلاف عناد و فساد
 باہمی امر کی خانہ برانداز دولت کو تحلیل واقع ہوا اور صوبہ ران ممالک کو منسل عماد الملک و نظام الملک
 بحری اور عبداللہ قطب الملک اویوسف عادل خان اور فرزندان قاسم مرید کے طریق اطاعت و فرمان
 برداری سے محفوظ ہو۔ ایک زمانہ تک ہر طرف آپس میں ایک کے جدال و قتال کا بعد از ان

پیچ ہر ایک صوبہ سبجا خود مختار رہا اور سب سے پہلے نو سو چوبیس ہجرتیں سلطنت پہنچی پانچ قطعہ ہو گئے
 تفصیل عا و شاہیہ - سید شاہیہ - نظام شاہیہ - قطب شاہیہ - عادل شاہیہ یہ ہر پانچ کا ہر ایک اپنے
 تین تین کے خطابے مشہور کر رکھا تھا۔ ان میں ہنگامہ راسمین تمام صوبہ جات کن کے خلائق بہت سی تباہی ہو
 گئے تھیں مگر یہ متوجہ آباد کو اختیار سوزل اور بالکنڈا ہنگامہ وغیرہ محالہ داخل صوبہ بنیہ ہو گئے۔
 ذکر عروج پانچ قوم ایلموں کا اور پھونپنا نزل کی حکومت کا ان کو اختیار میں واقعان اخبار سال
 اسامہ و دیار میں قایم کیا بیان کرتے ہیں کہ کسی کنٹی نینکا از قوم ایلمی دار ساکن قصبہ و دورا و درو
 کا پسرین کی قدر رکھتا تھا تنگی زبان میں کنٹی کہتے ہیں لنگو کیو اسی سبب کنٹی نینکا کے نام سے نامزد ہوا اور
 وہ بلوچان فرار میں زر سے اپنی لڈان کرتا تھا اور وکو ملک میں بعض ندرات ایک ریور جاتوں کا تھا۔
 ایک جاٹ ایک وزیر اوقات تغیر رجالت سی حلقہ ت مویشی صحرائین جہان ایک ٹیلہ میں کا تھا نیلے
 سینگو نے اس ٹیلہ کو کوٹ والا اسی ٹیلہ کی تہ میں کسی نادر لاف میں شاہی کسی کا و فینہ اور گچ مخفی تھا وقتاً
 افسانہ فینہ کی ذخیرہ ان کے سینگو کو لپٹ گئی اور کہتے ہیں کہ اس فینہ کو بار بار عدو جو چہ دیو چہ سوچے
 مقفل طور پر کے پیل وں گامی سوچو کو جاموش و اپنی ننگو سولہ کی ناگہانی جانک جلا کر ناپا نہ لکھی ناپا
 اوکو کوشان کشان آدمی رات بغرض اپنی سجات کے اپنا مال کے دروازہ پر کھڑا ہوا اپنا مال کو اکا کر
 کیلئے اپنی سرور دروازہ کو حرکت دی ایک ایک من اعلیٰ بیدار ہوئی ڈا و کو بیدار کر دیا دروازہ کی آہٹ
 اوکو کا نین سوچی فوراً بستر سے اٹھ کر بخیال اپنے جاموش کے جو کہ گم تھا دروازہ پر آکر دروازہ کھولا دیکھا کہ
 کہ جاموش تو ناپا ہو گیا ننگو کو اس کے کیا بلا لکھی ہے تھیں سو لاپنی زوجہ کو آواز دی وہ لگتی چونکہ وہ مویشی کا
 معنی و سیدت پہچان کر ادا و غیبی سو اپنے زوجہ کو خبردار کی اور بیدار ہو کر چھپا لکھی بتلائی۔ چونکہ اکثر کاشتکار
 کے مٹا نوین بڑی بڑی غبار اور گڈی کو ڈاڑھ رکھتے تھے کہ تہ میں اس فوج و غلام غلبی کو ادین جاموش
 سینگو نے اتار لیا غلبہ میں اپنی زون و زوجہ ہر دو نے پوشیدہ کر دیکر پھر پھر اپنے تہ کو خوشی تمام آگیا

کئے وہ رات اون دونوں زوج زوجہ کو روز روشن سے زیادہ پر نور تھی جب قیامت طبع ہوا۔
 ہر ایک بفرینیک شریعت قدر مرتب تلاش رزق مقوم ہر طرف پھیل گئے شہر الیہ بھی بکار موجودہ مشغول
 ہوا ایک مدت تک اپنی حالت نحو کو محفوظ اتانی ماسدان زمانہ متصور رکھا تھا یہ تصور تاجکے ایک روز تو
 فرصت اور موقع اس شخص میں کیسے جو ہنسی ایک دوسرے چٹکدہ کر کے قفل کو اوسکی توڑ ڈالا اور بظن شرابی دیکھتا
 اس تمام زور سرخ بقدر کف دست یعنی شرفی بڑا ہموئی بقدر ضرورت الیکل باقی بدستور سابق منہی کہا
 اُس روز یہ نتیجہ منشا الیہ فراغت حاصل ہوئی۔ دوسال کے عرصہ میں ترقی مالی روز افزونی زراعت
 کی ہر ایک پر بظاہر کر کے قبضہ وانگری وطن مالون قامت کا قدیم گورنر وصول گسری پر کچہ رقم اضافہ
 کر کے گسری اجارہ لیا پھر تو وقتاً فوقتاً دولت و سکی روز افزونی کے آثار طمانیہ تبادلی کوئی وجہ اختلاؤ
 پوشیدگی کی باقی نہ رہی جسے کہ زمینداران نامی اور عمل تعلقات گسری گرد و نواٹکے نامبرہ سے ہر بار ہاسنغ
 قرض لیکر اپنی حوائج ضروریہ ابرا کرنے لگے ذکر نواب امین خان بہادر بن شیخ نظام منور کو
 جائیداد بالکل غیرہ کا اور قرض لینا نزدیک سے ایلمی وارندہ کو رکے اول نظر جانا تعلقہ
 نزل کا قرضہ کے عوض میں مقبضہ سے خان مسطور کے نواب امین خان بن شیخ نظام منور کو کہی
 المناطبت خان زمان خان بہا متخ جنگ امر کو بلا دکن سے ہو۔ تھوڑا سا حال و نکاس موقع میں مبتلا
 جانکر لکھا جاتا۔ شیخ نظام شرفا و نجائی قبضہ گیری جو کہ ساتھ کاف فارسی کے مضائقہ دار الملک بجا پور
 بغا صلہ و منزل کے بجا پور ہے۔ وہاں سکونت کتا تھا اور کیتھہ منقطع جا اوسکو قبضہ تصرف میں تھے
 اوسکا باپ نے گھرا پشیدہ سپاہی آدمی تھا وارث نامہ میں بڑی شرافت سپاہیوں کی تھی جبکہ حکم کل من علیہا
 شیخ نظام کا باپ تہ ہو گیا یہ نظام یتیم ہو گیا اوسکی والدہ میوہ ہو گئی چونکہ حنفیہ اور شریعہ تھے شوہر کے
 انتقال سے اقسام کے تکالیف و مصائب پہلور اوسکے فرزند یتیم پر بطاری ہو تا تکالیف سے پریشان ہو
 دار لا بابت بچا ورین اگر سکونت اختیار کر کے اپنی فرزند و بند کو پرورش کرنی تھی شیخ نظام ہنر آبادی مئی

اجدادی کے حاصل کرینیں مشغول ہو جو کہ کچھ پانچ ہزار کی تھے حاصل کیا گیا یہ سب مفلسی و بیکاری کی
 کے ورزش و غیرہ کی محنت سے شدت تک ہو جاتی تھی تو تعلیم خانہ کی مٹی سرنگوں پہنیں مخلوط کر کے پیتا تھا۔
 لنگڑا بن گئی مین اسکو کہتے ہیں کہ سرخ مٹی کو لنگر وغیرہ سے مٹا کر کے ورزش کی جگہ پر بچا ہے مین تاکہ
 کشتی اور گزشت گیارہ ہی کیونکہ کئی ہرج اور مسد بد نظریں کی روئے نہ پہنچو۔ دوسرا ایک شخص نجیب گان
 مشہور ملک بوجا نامی اور کافرق و شفیق ہو گیا اور یہ دونوں ہم ایام بے شعور سی اتفاق اور تباہ پیدا
 کئے تھے جبکہ ہر دوسن شعور و شبہ کو بھونچا اور اپنی فن پہلوانی اور شغل کشتی میں کامل ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ بلدہ
 مذکور میں ایک پہلوان سفید پونامی مشہور تھا اور وہ ایسی جت لگاتا تھا کہ تختہ تان میں ہاتھ آگے اور پٹیل پیچھے
 اڑتا تھا اور قوت جسمانی میں بھی اسکو مقابلہ کا کوئی تمام شہر میں نہیں تھا۔ وقت کے لوگوں کو سترم سپر لال حال تو
 اذ کو صرف کہاں ہی معلوم ہوتی تھی پنجہ کشتی میں بھی بکتا تھا اور ایک مکان دوسرے مکان پر ایک ہی جیت
 پھونچتا تھا۔ گویا ایک پندہ پیران تھا اور کبھی اپنی دونوں بل تمکونین در قبضہ پیچہ بر بندہ لیکر شاہ راہ شاہی گھا
 کے وسط میں ہر دو بازو اپنے کو لکڑیا لکڑا ہوتا تھا کامی رہے اور اسکو دونوں پیروں کے نیچے سے گزر جاتے تھے
 اگر سوار آتا تو اسکو واسطے اوپر جابٹے کرتا اسقدر کہ وہ سوار اسپر رہے خواہ فیل سوار ہو لڑنا اور وہ پہلوان
 جب بے پر جاتا تھا تو جہان سے جاتا وہ میں پر پیرا دیتا تھا اور اسکو بہت سے عادت تھیں کہ ان عادات میں اسکو
 لوگ اس شہر کے تنگ تہی مسجد عادت تھیں اسکو ایک بل شہنہ جو یہ کہ بلدہ یما و میں ایک صاحب مشہور نامی
 اسکو ایک تتر زار علی زار پروردہ مادر و پدر وہ پہلوان اوپر بھگدن عاشق زار در آشتہ کار تھا روزانہ ماند
 طیار مکانات کس طیارن اور پیران ہو کر اس ہو کر مہار پیر آتا تھا اور ایک از طلب مین اسکو کرتا و جمیل
 مردم فریب شیکدہ شہوت انگیز چارچا بادل فکر برہ اضطرار حاضر ہوتی تھی۔ اسبا و لوازمات شہرت و شہرت
 کے جو کہ یہ طلب تھے تہہ کے گھر سے بڑو رنکوا تھا۔ وارثان برق می تمثال کے خوف سے گزند اس دیو کو مین
 کرتے مگر اس کے دفع شر کیلئے فالو اور موقع دیکھتے پندہ رنکوا اسی طور گند کو اس لوگ کیا پائے تھن تشویش و

و تود وین بسر کرنا مگر کوئی صورت اندفاع و انقطاع اس خبیث کی اسکو سوچی نہیں تھی آخر کار اعلان کیا
 کہ جو شخص اس بلا کا گمانی و افسانہ نستی کو مجھ پر در کر گیا اسکو صد میں اپنی جا ملا و مقبوضہ سے نصف بخش دیا
 جبکہ یہ خبر شہرت پائی شیخ نظام نوق انکر اپنے رفیق کیسٹا اس سا ہو کر پا چلا کر قرار و اتفق کیا کہ اس عظیم کو
 اپنی شمشیر تبار سے انجام دوں گا۔ سا ہو تو اپنی سرور پر کاسیا ہونیکا خواہن تھا اور انصرام دہند کا جویان مگر
 ان ہر دو شت خاک سے اس امر شور کا پورا ہونا قیرن اعتبار نہیں رکھتا تھا۔ لاکن آخر کار سوچ لیا کہ ہر ایک
 کام کا انتظام کیسٹا سخت مصعب ہمت پر موقوف ہے۔ ان ہر دو دیر ان عالی ہمت کی ہمت کو دیکھ کر خدا بے فکر
 کر کے اپنی وعدہ کو اونی ظاہر کیا۔ اور انکو استحکام کیلئے اس مال موجودہ بطور معتول تموزا سا دیدیا تاکہ انہ
 کا مجموع ہو جائیں غرض وہ دوشیرن صحرا دلاوری نے موقع اور قابو کو دیکھ کر ایک شب بالکل اندھیری میں
 اس سا ہو کر مہاری کے تحت بن منظر آمد اس یو خبیث کی ریکر باہم ایسا قرار دیا کہ ایک بالا باہم مشابہ
 اسکو جاوے و سر نیچے رہے۔ اور والا اس کو قتل کر کے نیچے ڈال دیکے نیچے والا شک و ر و دش خبیث کو ایک
 ضرب جھڑپو مشک سے جبکہ کچے تجویز قرار دیا ہو چکی ایک پہرات گز گئی وہ تھکا رہا و رگڑا ہوا
 معبود ہر ایک مکان پر جو کسٹا سا ہو اپنی عشرت گاہ پر پہنچا اور ایک واز حبس ل کیا دفتر سا ہو الفور
 مع سامان عیش و طرب فرسور خاطر دایم اپنی طالب کے مشغول ہوئی وہ خوابیدہ بخت مخور و مسر ہو کر آلا
 تخت سو رہا۔ شیخ نظام آپ نیچے ریکر اپنے رفیق کو ہاریہ پیر سجا جبکہ وہ مہار پیر گیشیر بر نہ ہاتھین رکھتا تھا
 شمشیر کو حبش ہی دفتر سا ہو جو کہ پہلوین دن نا بکار پری تھی شمشیر کی جھک کو دیکھ کر اپنے حاشقہ آگاہ کی
 کہ کوئی متبادل پر آباد معلوم ہوتا ہے وہ بہت باوہل نے جواب دیا کہ کسی لشکر کی کیا مجال ہے کہ میرے
 مقابلہ کو آوے بلکہ ہر ام فلک بھی میرے آگے قدم توڑنا ہی ایسا کہ اپنے غل مر بوط ہو سکن میں نہ تھا
 وہ بہادر بدل مخور سا آگوا کر کہ اب کہیں وہ شیطان ملعون اپنی آنکھ سے دیکھا تو رابتر عیش سے اٹھ کر
 نہایت سخت غرور سے بالکل معاجہ ہو کر کہا کہ ای طغلاک مجھ کو تیرے اوائل سن آغاز شباب رحم آتا ہے

کہ بادا تیری دلی آرزو دل ہی میں غریب کا مناسبت سے یہ کہ اولاً تو اپنی شمشیر سے کام لے لے تاکہ کامیاب
 ہو یہ تمام گفتگو جب ختم ہوئی وہ سرد روانہ فرما دیا کہ میں لگا ہوا تھا اگر دین میں بھی دیکھ سامنے آتا تو بیکار
 اور شاخ گیا کہ اپنے مشق و لہر نہ ہو پارہ پارہ کرنا جہاں کہ تھا وہاں کسی قید بندش شیر نہ اور لغزش
 چاہا کہ عمل میں لاکر ایک ہی کہیں کو شمشیر کو اپنی اوس خدیش کے حلقہ معلق پر اس صندھ صفائی دہائی کہ
 روح پرواز ہوگی و خیرا ہو یہ سانچہ عجیبہ واقعہ غریب کے ایک شخص خفیف ضیعت سے ایسا معاملہ دو عین آیا
 دیکھ کر متحیر ہو گئی اور کہیم سے اس پہلو انکی طاعتیں آگئی وہ پہلو ان گرا گری میں اوس خدیش کشی کو
 نیچے کرنا چاہا مگر اوس خدیش کی جسم فیل تن کو اوتھانہ رکنا چاہا ایک چادر میں پوٹا باند کر خود اور
 ساہو کشان کشان قرار کا شیخ نظام پر گراؤ شیخ نظام اوس کرگس ناپاک کو نیچے پہونچنے سے پہلے
 جھک کر کے تین ضرب لگائے پہر پہر تمام شہر کے لوگ بطور تماشا بینان جمع ہو کر اوسکی انگلیش کو دیکھ کر متحیر ہو
 اور بہادر و فنی ہمت اور جرات پر ہر طرف سے تعظیم آفرین ہوتی تھی اس کا روست بستہ اور معاملہ سترنگ شہر
 اطراف و کنٹائنیں ملع ہوا یہ ہانتک کہ بادشاہ وقت کی سماعتیں بھی یہ خبر پہونچی یہاں لویا وعدہ
 ایصال الضفوت جو کیا تھا کر دیا انذفاع بلا عظیم کو غنیمت جاننا و خیرا ہو اپنی خواہش و رغبتی ہو
 اور رضا مند فی الدین کیسا کشندہ دیوسفید کے عقد کا چین الی شیخ نظام اوس بلدین ساتھ و
 سیرت کے بغیر غت سکونت کھا جبکہ لاوری اور بہادر کا شہر اوس شیخ نظام کا سلطنت بیجا پور میں
 مشہر ہوا اوس بلدین میں سیالین الدین نامی ایک بزرگ رہتے تھے انہوں نے شیخ نظام کو ایک کے
 کمرے پر شیخ نظام کے نام پر منور کا خطاب کندہ کر دیا کہ اپنے دست خاص سے عطا کر اؤں نا میں بوجھا
 بادشاہ حال شاہ تھا شیخ نظام کو کڑی آرزو طلب کے ملازمین مغزین میں نوکر رکھا مت ملاز
 میں شیخ نظام کے بہت سے مہات منکلات نظام پاسے باقتیا داری سخت نصرت طالع نظام
 مداح علیا کو پہونچا اور ساتھ خطاب مقرر جان کے سرفراز ہو گیا یہاں رفتہ رفتہ آوازہ جوا نوردی اور

شہادت اکثر ممالک کن میں پہنچا اوس زمانہ میں خط و کتب میں شورش و ہنگامہ رانی ڈاکو دکنی
 بڑی ہوتی تھی حیدرآباد کے رئیس اعلان قدردانی سپاہیان و رکھتا اس بنا پر شیخ نظام نے بلکہ
 بیجا پور کے قیام کو ترک کر کے حیدرآباد پہنچا حیدرآباد کے رئیس قدردانی کیساتھ رکھ کر اوس سے
 کارہاد شوار کا انتظام کر دیا چونکہ تخت یا درتھا شیخ نظام سے انتظام واقعی ہوا اور اس عہد میں سلطان
 ہند کو سبقت دے لو کہ کن اوسا و عبادوسی سنبھا باغی کی پیشانی تھی۔ شیخ نظام کی کارگزاری اور
 ہوشیاری اور بہادری اخبار نویسان شاہیکو جب پہنچا اوس وقت بادشاہ ہند کو اطلاع دی شاہ
 یہ خبر سننے ہی کبھال شاہانی دو گنا شہزادہ جتیا بایرکین ادا کیا حکم شاہی نفاذ پایا کہ شیخ نظام ہماری
 بارگاہ میں آوے اس کے بعد وہ ہر دوشین جنگل مبارزت خصوصاً شاہی میں حاضر ہو اور ہر دو
 شاہ ہند ہر طرح کے موقع اور امید آتا وہ مستعد کیا کہ بصد جان و بصیرت راز مصلحتاً بادشاہ کی ملتان
 سے بہت بردار ہو کر باغی مذکور کے پاس کر باغی ہوئے مولیٰ پیچند والگان مطلب لی شرکت عتبات
 باغیان ہو گیا اور خوجہ سردی اپنی بتلایا اور اپنا اعتماد کامل ڈال باغی طاعنی کے پاس شیخ نظام سے
 ہو گیا ایک موقع پر اس مفید کو بہت ہی حکمت سے گرفتار کر کے صنوین بادشاہ ہند کے لایینچا
 اس فتح نصرت غیبی کا دو گنا علیحدہ شاہ ہند ادا کیا۔ در باغی خاص میں بادشاہ نے کمال نشاط
 سے کہا کہ فتح نصرت الہی نے بامدلت کو فتح عظیم بخشی حاضیرین دربار ازراہ دت عرض کیا کہ یہ کام آتا
 اقبال خاندانی ہر شیخ نظام جلیلہ اور ترسپاسی آدمی تھا یعنی شہزاد کن کو ہاتھ میں لیکر مجاورہ
 دکنی حاضیرین بارہ صین شہر یا کسی بہت ہی خوش خوش کو کہا ایک بل تھا نہ دو بل تھو ملکہ ہم تہی سما
 فرزدان تھو دو سر وہاں کون کم اہل تھا۔ بادشاہ اور بڑی مفریزین اراکین سلطنت ازراہ فرزند
 جان لے گئے شیخ محض سپاہی آدمی ہی علم اور آداب بڑی معرہ ہے ازراہ قدردانی کئے اوسکی سپاس
 و ستایش کر کے خوش کئے چنانچہ یہ کلمات یک بل دو بل کے اور قدردانی بادشاہ کی نصرت النفل

دیار کن وغیرہ کی اسی جلسہ میں شیخ نظام ساتھ منصب ہفت ہزاری ذوات اور علم و نوبت اور خطا
 خان ناخان بہانج جنگ کے اور انکو فرزند گلان تھے خطا خان عالم اور پانچہزار دیت اور دوسرے
 فرزند ان بھی علی قدر مرتب سرفراز ہوئے اور بادشاہ نے نظامت صوبجات کن کی شیخ نظام کے نام سے
 تجویز کر کے دوسرے روز صبح اللہ تعالیٰ بخشے الممالک استا کا ذکر کیا کہ ہم ایسے تجویز کئے ہیں یعنی الممالک
 نے بجائے خود مقابل ہوا اور کچھ جواب دیا۔ بادشاہ نے وہ تامل پوچھا عرض کیا کہ حضور نے جو کچھ کہہ اڑا
 تدر والی تجویز فرما ہے میں بہت ٹھیک اور درست کے لاکن فدوی کو تامل اس امر کا عارض حال ہے کہ
 اگر ایسا شخص درویشوں کے بال جو اپنے عطر زمانہ کا لگانا۔ خدا نخواستہ بعد تسلط اور تقصیر و انتظام کن
 کے باقی ہو جائے تو نہایت ہی دشواری کا سامنا ہوگا۔ بادشاہ کو یہ بات خیر خواہی و صلاح آدیشی بہت پسند
 آئی ارادہ سابق کو ختم کر کے پرگنہ بالکنڈہ خان زمان خان بہانج جنگ کو اور پرگنہ بسبت خان نظام
 کو جسے فرزند کو اور چند موانع وغیرہ گسرنانڈر صوبہ محمد آباد سے یعنی ان تمام ذاتی ہمیشہ کیلئے اور
 پرگنہ جات کو گورنر بولندہ اور پٹکل اور بالا پور و گندلوارسی اور خاند پور اور جلال پور اور پٹکل اور
 وغیرہ گسرنانڈر صوبہ مذکورہ اور پرگنہ ویلولہ اور کم پٹی گسرنانڈر صوبہ فرخندہ مینا حیدر آباد کو یعنی
 جاگیر علی الدوام اور علاوہ و سکی صوبہ برار میں مقرر اور سرفراز فرمائے۔ خان زمان بہا کو اولاد
 کی نسبت تھیں ہمیشہ اپنی اولاد اور رفیقوں کے ساتھ طاعت بادشاہی برسی نشانی سے کرتے تھے لہذا انکی
 اطاعت فرمانبرداری کی خوبی تاریخ آثار عالمگیر یہ میں مرقوم اور یادگار زمانہ جبکہ اصل وقت
 موقت بادشاہ وقت قدردان خان زمان خان بہا و گران پوینچا رصلت فرمائے کیسے تاریخ سالہی
 (داخل المینتہ) انہیں یام میں خان زمان خان بھی فوت ہوئی انکی نعش کو سوادیجا پو میں سپرد دفن کروا
 اور اسی قعر فوت و موت کے خان عالم معہ برادران اور رفقاء اپنے لشکر شاہی میں حاضر اور سرگرم اطاعت
 رہتے تھے کہ شاہزادہ محمد اعظم شاہ ساتھ فوج بادشاہی اور جمعیۃ مملکت سدخان اور وزیر الممالک

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ اور دوسرے امراءے رکاب شاہی کے متوجہ ہندوستان کے ہو کر
دوسرے جانب سے شاہزادہ کمان شاہ عالم معہ فرزند ان خود اور امر کی ہندوستان کے بہت ہی قابلیت
استعداد و غیرت کا ملکہ کیا تھا مقابل ہو ساریہ مقابلہ و مقابلہ سرزمین گوالیار پر واقع ہوا۔ ^{۱۱۹} شاہزادہ
شاہزادہ محمد عظیم شاہ کے رعوت تھوڑی بہت جنگ لڑنے کے بعد تھے اپنی والدہ محلی لکھنؤ عالم گیر بادشاہ
کی مسیت بالاطلاق رکھا تاخیر تاج ملک شروع کیا اور حالت سفیرین و دہنزل کو ایک ہی
نزل کرتے پس بہت سے لوگ ہمہری کی سختی سفر خارج الامکان کی تاب نہ لا کر فرات سے علیحدہ ہو گئے
اور جو کہ باقی رہ گئے تھے زرافات منہ سورہ نہ سفر کی مصیبت کو بکے لینے جان بحق تسلیم ہو گئے و آخر
جب سخت گیر شو شاہزادہ کے ہمراہیوں کا دم تمام ہو چکا تب تک خانہ قضا و قدر ہی تجویز مناسبہ
کہ تہنا مار گئے انکی تاریخ وفات (رضنا حق) مہرجم اس واقعہ کا نہ بطور یا کارنامہ تحریر طبع ہو
عظیم ہند میں شایع ہو۔) ہر کس ناکس کو معلوم ہے اس معرکہ میں فرزند ان خانزمان خان نے برسی جانت
و شہادت سے بہادر کی دہادی اس معرکہ کی جانب یمن کوئی جانب نہ ہو امین خان بہادر زمامی فرزند
خرد خان زمان خان سولہ سال کی عمر و باقی رہ گئے اور تمام مقتولوں کا دفن بابا لعل کیو ردا کی
کے مقبروں میں جو کہ گوالیار میں واقع ہے جبکہ جلال قتال ہر شاہزادہ و لکھنؤ قوت ہو گیا شاہزادہ
محمد عظیم شاہ مارے گئے لڑائے امن ہلا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ مشرین ملازمت ختم
شاہ عالم کے ہوا و حکومت ہوا کہ ایک سوار سپہیل گون اور نیلا لباس کا جو کہ بڑی بہادر سیو ہو چ
و عاری بطریق لٹک ہو کہ کوئی زبانین سینے کہتے ہیں پینٹ کر رہا ہو چکا کام تمام کیا اوکو سما سے
پاس خضر کرد و ذوالفقار خان نے سوچا کہ اس جرات سوار کو گستاخی پر خیال کر کے شاید ارادہ شاہ عالم
کا نوعد گیر ہو گا کسی بندہ خدا کو نقصان پہنچے اس لئے بہت سی سواریل گون لباس کے ملا خطہ میں پیش
چو کہ بہادر ملی درجو انگریز امین خان نقشب خاطر بادشاہ ہوئے تھی فرمائے کہ وہ سوار خاص نقشب

ہو کر پیش کیا جاے۔ نایار امین خان چنگاہ پادشاہین لاکے بادشاہ نے ارزاہ قدر دانی بہادری اور
 دلاوری پر امین خان کے تحسین آفرین لکھ کر تقبیلون کے قتل پر فوسوس حسرت کج کہ حضرت پادشاہ ہند
 عالم گیر بادشاہ نے نہایت جوہر شناسی مشکل کامون کے آسان کے غرض سے پرورش کرتے تھے مفت میں
 ہلاک ہو گئے بعد ازاں سٹ سٹیف کو کمال تفضل اور جوہر شناسی کیا تھے امین خان کو منصب جاگیر پراکے
 باپ کی ارٹا اور فرزند ان خان عالم اور دوسرے فرزندوں کی اولاد کو منصب جاگیرت موروثی سے سرفراز فرمایا
 اور امین خان کو ہمراہ رکاب الخلفہ شہزادہ کو لیکئے چند روز کے بعد صوبہ داری عین پر پہنچ گئے۔ پہر وہاں
 تھوڑے وقفہ سے صوبہ رکسٹ رائڈرز کو اسکے بعد خط راجھو کی طرف منتقلت تفویض ہو کر صوبہ دار سر ریگ
 پٹن کے ہو گئے اس فوج میں اس طرف کے مفاد و باغیان ملک کیا تھے خوب جنگ ہو کر انتظام خاطر خواہ
 ہو گیا۔ اس نواح کے لاکھڑا دیو کے متجملہ کسٹرنادولانی کا یعنی سر ریگ پٹن کے اجماع کے وزیر کو دلوانی ہتھی
 میں مشہور خاص مقام میں اس زمین کے ہے اور امین خان نے اپنے عکداری سے ملک ہر ایک باشندہ اوس
 نواح کو حسن سلوک و حق شناسی راضی کھا چنانچہ ایک زمانہ تک ہر ایک مقام پر شجاعت اور سخا
 امین خان کی مشہوری اور ہود اس یار کے امین خان سوار کی تصویر گھڑیہ اور شمشیر کندہ پر مسلح ہر ایک
 معابد و منخانہ میں رکھو شاید تکت بھی رکھتے ہوں اور اس تصویر کی پرستش ہوتی رہی ہے غرض کہ نام نیک
 اور رویہ درست لکھا اس یار میں زندہ رہا۔ نواب امین خان کو سو ان سرفراز یونے پر گنہ بالکندہ و
 نزل و بیگل کو ٹائیر ہون و یوگیل و جلال پور و خداوند پور و پلوہ ویم پلی وغیرہ عنوان علی التعداد اور
 جاگیرت اٹھ صفات کے امتیاز حاصل تھا۔ تمامی صوبجات کن مین بہادری اور دلاوری میں امین خان
 اپنے حق بنطیر جاتا تھا۔ چونکہ تقدیرت باقی سے نہانہ کو نشیب فرزا لگا ہوا ہے اتفاقاً بعد مدت و راز کے
 خاندان کو کور جوہر مندوت لگا پریش ہو ابا بر نیاری و استواری ساز و سامان سکے زر نقد جاگیرت
 بر وقت نہیں بھیجیا ہذا باستعدا انابل جو کہ خان مسطور کجا نبے مامو تھا کسی ٹیکنا المی و اطلاق

سے مبلغ تیس ہزار روپیہ عنوان قرض حسنہ درخواست کیا ایلچی دار و لائی نے سے اعراض اور کنارہ کیا
 پہر بہت ہی سمجھانے منافیہ راضی ہو کر مستک فہری سودی طلب کیا خانہ کو نہ بظرف ضرورت پر گنہ بالکنڈہ
 سے فیصد پانچ روپیہ قرار دے کر کے بوعقد تین سال کے لکھ بھیجا ایلچی دار و مستک خاطر خواہ لیکر مبلغ تیس سال
 کر دیا مشہور کہ خانہ کو رو کر مبلغ مذکور کی ضرورت بغرض ملازما بادشاہ ہند کے دعوے ہوئی جب نوا
 امین خان ہندوستان واپسی میں مدت سفر بجائے تین سال کے ساتھ سال کی ہو گئی آغاز سال شہم
 میں جہاز کا نائب ظم دکن کے اس وقت جو حضور بادشاہی سے سید عالم خان بہادر منصوب تھے وارد دکن
 ہو کر بالکنڈہ کو پہنچ گئے۔ ایلچی دار کیونروا ب میں شکر طلب تھا صانع مبلغ قرضہ خود شروع کیا جبکہ چنانچہ
 آٹھ سال کا کیا گیا مبلغ مذکور مدد مل اور سو قریب لاکھ روپیہ واجب و اٹھارے خانہ کو رو کر جب
 سفر طویل کرنے پر باری فراجات کی بہت تھی کوئی سردار و الی معلوم نہ ہوئی آخر کار بعض احباب صاحب
 کی رائے سے تہامی برگ نہ مل کر آوا لائی مبلغ قرضہ بعد ان رہن تفویض ایلچی دار قرض خواہ کیلئے آواز
 نائب بنوا اس کے فوجی کہتے ہیں کہ ان ایام میں فقط ایک محل نزل جاگیر میں خانہ کو رو کے تھا اور اسکا
 محل اٹھارہ ہزار رو سے تیس ہزار تک تھا کیونکہ بعض مواضعات نزل کے جاگیر تین منصبدان شاہی
 تھے چنانچہ بھلا پورا و سرد پور و ماسے جاگیر رسید منجملہ صناع اور موضع مہادیو پور وغیرہ پانچ مواضع جاگیر میں
 کا مطلب ان کے تھے اور موضع جگلی ایلچن جاگیر پر تھا کہنی اور موضع سنگر پور مشروط منصب نزل
 کو تھا قاضی ڈیکو اور موضع جام اور سارنگ پور رسید دفع کو علیٰ ہذا القیاس موضع کو رٹکل وغیرہ بھی جاگیر
 میں تھے حاصل کلام برگ نہ مل جبکہ ایلچی دار مذکور کے قصہ قدر تین آیا اسخو رعایا کو قول و قرار متعبر دیکر
 افزائش عزت کی بنیاد ڈالی اور آبادی نزل میں بہت کوشش کی حتیٰ کہ محل نزل چالیس ہزار
 روپیہ تک بچھونکیا اس کی تیب میں اپنے ہمیشہ کے پاس بڑا نامور کھلا کو بیٹھا اہل باتش تو
 خاکستر ہو گیا ذکر حکومت جگپٹا و برادرزادہ کنشی نینگنا ایلچی دار اور متقابلہ مقتاتہ

کرنا نواب امین خان بہادر سے اور بیجا راوند کو رکھنا اپنے ایک وکیل کو ناظم
 دکن کے پاس جبکہ ٹیپیکنا فوت ہوا قائم مقام اور کاہتیجی سہمی ملکیت اور پسترم چودہری ساکن
 قصبہ بونہ ہو کر حاکم نزل ہوا۔ اسکے دیکھے ہو اسکا علیہ ایسا بیان کرتے ہیں کہ ملکیت راویست قد
 بلند عیشی حیات تھا معاملات مالی اور ملکی میں فریئر مل تھا خصوصاً بادی ملکات و پرورش عایا
 اور کھایت کار اور افزائش رقم مالگزاری اور احداث ٹاٹا ہاں اور ترمیم زندگی افتادہ میں بڑا ممتاز
 تھا۔ امین خان مذکور خیر متعال نیلکا مذکور اور قائم مقامی ملکیت کو کی سجا متوفی کے استماع کر کے
 اپنی جانب سے ایک خط تحریر کر کے ہمراہ اپنے کارپرداز کے ملکیت کو کے پاس اس مضمون سے بیجا کہ مدت
 بہن کی گزری اور مبلغ قرضہ داہو گویا بکولا مہ ہے کہ اس خط کے دیکھتے ہی پرگنہ نزل کو واگذا
 کر کے ہمار کارپرداز کے سپرد کرین ملکیت اس خط کے مضمون کو سنتے ہی ہم پر ہم ہو کر جواب لکھا کہ ہنوز
 زر قرضہ کی ادائیگا مل نہیں ہوئی اور اس کے مبلغ کثیر آپ کے کارپرداز کو دے دے باقی بہن بعد وصول
 تہامی مبلغ کے حنا دیکھا جاسکے گا بالفعل نام تعلقہ مرہونہ کا نہ لین۔ اگر کوئی ارادہ الکار دوسری قسم کا ہو تو
 مستعد اور حاضر ہوں۔ اور کارپرداز مرسلہ خانہ کور کو بڑی حیرتی ہو چلا دیکر اسنا و سامان جلال و قبال کا
 درست کے منتظر رہتے ہا۔ خانہ کور بد معاملگی اور بدسلوکی راوند مذکور دیکھ کر بہت ہی بیچ و تاب لکھتا واسطے
 تسخیر نزل کے غرض بالخرم کر کے ساتھ جمعیت شایستہ کے بالکنڈہ سو کوچ کر کے موضع جعفر پور عرف گونا پور چو کہ
 نزل سے وکوس فاصلہ پر واقع ہی پھر چکر تیرہ جنگ میں تھا کہ راوند مذکور ضرور دغا منطو کو سنکر استماع
 کر کے جمعیت سے رو پیادہ ہمراہ لیکر ان پھر چکا اور لڑائی بنیاد والی کامل لکھنے تک فریقین کے باہم
 خوب جنگ ہو رہا تو پتھانک تیرہ باری ہوتی رہی آخر کار فوج ملکیت راوی خانہ کور کی فوج پر یورش
 کر کے شکست دی اور کہتے ہیں تین کوس تک تاقب کے بہت سامان لوٹا حال کر کے فتح و فیروز سے
 نزل کو واپس آئے۔ بعد چند سو کہ راوند کو صلاح و مشورہ اپنے خیر خواہوں کو حضور ناظم دکن کے پاس

ایک شخص کو مندر پیش کش کرنے جانے کا ارادہ کیا اور اس کے پاس ایک بیٹھ نہایت مغرور و کمال
 بطلانی پیش کیا اس وقت بنگال کے نواب صفیہ بہاؤ اللہ دکن ہو کر تانہ وار تھے اور سید عالم علی خان نے اس کے
 معزول ہو گئے تھے اسے ہندوستان سے برفاقت سید عالم علی خان کے والدین سے کہنا امین خان اور
 سید عالم علی خان باہم اتفاق اتحاد و ارتباط کا تھا سید عالم علی خان میں کو با عت کمال اتحاد کے چاہتے تھے جبکہ
 نواب عالم علی خان شہید ہو چنانچہ مادہ تاریخ وفات سید عالم علی خان (شہادت سید عالم علی خان) ہو تو
 آصفیہ کو یہ سب شریک حال ہونے ناظم معزول کے دروازہ نہ ہونے سے ملازمت میں اپنے امین خان سے
 گو نہ مال تھا اسی سبب نواب صفیہ بہادر نے اسی سال میں ایک سندیا کی بھیل نزل کی جگہ پر روکنے ہم
 بمشروط نوکری ساتھ یا سو سوار اور دو ہزار پیادہ اور منصب خطاب جلگی کے سرفراز کے پس بعد وصول
 جاگیر اور سند و خطاب کے آبادی قلعہ میں بہت سی سعی و کوشش شروع کی تعمیرات لائے بہرین اور
 دیوار اینٹ کی طرف دی نزل کی و دیاری لڈین دیہا بچ محل نزل کی اور تیریا غاٹ اور نصب
 درختان انہ وغیرہ کا انتظام بخوبی کیا جو جو عمارتیں اس کے عمارت بنا کر وہ نواب لدولہ و نسہ ہو جو
 اور تیریا غاٹ تھے میں اسی جگہ پر کہیں اور اس و مذکور کی حسن تردد و ایکٹ می اپار پونٹ کے
 یہاں روٹھی پیدا ہو کر جو لی اور چٹال کے جنگل سے روان ہو کر دریا گنگا کے دائرہ میں جو شامل ہوتی ہے
 اور اس کا پانی تمام رائگان اور بغایدہ جاتا تھا اس زمین ایک کتوہ یعنی سچلان جس پانی کو
 جاتا ہے روک کر ایکٹ می نہر لگا اس نہر سے قریب میں تالاب کے بھر جاتے ہیں اور ان تالابوں سے
 نہر نکالتا ہے تحت کشنکار شانی زار ہزار ہا روپیہ چھوٹی و فصلہ ہوتی ہے اور وہ نہر مذکور اندرون
 آبادی نزل سے پرانے قلعہ کے نیچے سے روان ہوتی ہے چھ مہینے جاری اور چھ مہینے خشک ہوتی ہے
 اور کتوہ کا نام نیکٹ اور کتوہ رکھا نیکٹ اور جگہ پر لگا بھائی تھا۔ اور جو دریا گنگا کے دائرہ
 موضع پچ گڑھی کے پاس موضع نیکٹ پور تک رگدروانی پانی نزل کے ایجا کیا۔ اور اس کے

جو کات معمول سائر کے جابجا اور بعض مواقع حفاظت استون کے اسی رہنمائی ہے کہ مسافریں
 و تاجرین کو دشواری نہ ہو اور ذوالحجہ آبپاشی زراعت کو اویسکے نکلے ہو کہ ہیں۔ یاوری سخت سے آبا
 تعلقہ متعلقہ خود را طاعت کے سے سرخرو ولی نعمت کی حال کر کے نجبا اور شرفا کی قدر وانی اور
 پرورش رعایا کی ساتھ نیکنامی کے عمر گزارا۔ نوکر متوجہ ہونا نوا عیض خاں کا واسطے تبنیہ
 حکمت لر و اور ملازمت حال کرنا اور مذکور کا خان مسطوع سے حضرت شیخ صاحب سید شہید الغریز
 کی امداد سے۔ گردش مانا ایک حال پر نہیں رہتا ہے۔ اتفاقاً جو وقت کہ نواب صفیاء بہادر صاحب
 سلطان وقت ہند رہی شہر جہان آباد کو خدمت جدارى و مصلعداری لکھنا نائید و غیرہ کی امیر
 کبیرا عیض خان بہادر کو سپرد کئے امیر کبیرا بہادر آبادی اور زرخیری پر گنہ زل کی سن پا کہتے
 ہیں لہذا مذکور کی سال گسری اعلیٰ سے مخرب تھا لہذا بغرض تادیر و تجزیہ اور حاصل کر سنے مزارانہ
 سرکاری کے وار و زل ہو کر موضع کو مٹا اور سد پور میں غیمہ ن ہو۔ راوند کورین خبر سار مستعد جنگ و
 بیار کا ہو کہ قلعہ پر سو گور بارہی شروع کروائی بہادر مذکور دو میں روڈ عرصہ میں اپنی مورچہ بندی
 متصل دیوار شہر نیا و زل کی جانب لکھنؤ دروازہ کے قایم کر کے محکمہ رونکی حالت تنگ کر کے یا آخر کا
 ناچار راوند کور پر ایک خیر خواہوں نے اپنے شور و طلب کیا لہذا کیے بقدر حوصلہ دشمن اپنے اپنے راوی
 کیسلی را او کو پسند نہیں آئی اس میں ان میں ایک بندہ خدا شیخ صاحب گ بصفیہ لایت مشہور
 خاص عام تھوٹھیک پر اس کے وقت بڑی عقیدت سے اویس کے ساتھ او کی خدمت میں جا کر بہت ہی عاجزی
 سے دعا پنا عرض کیا وہ بزرگ فرمایا کہ تو اس وقت یو رہی کہ بہادر مذکور کے چلا جا وہ بتر بعد ملاقات
 تجھ کو فرما کر گیا سو اس کے کوئی صلاح دوسری نہیں۔ راوند کور فی الفور بموجب شاوان بزرگ
 دیو رہی پر بہادر مذکور کے جا کر حاضر ہوا وہ ان کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ حکمت یاوتہا آیا ہی استیو
 بہادر مذکور کو خبر دی کہ حکمت یاوتہا دیو رہی مبارک پر حاضر ہے بہادر کو یہ بہت خلاف قیاس معلوم

ہوئی جو تحقیق منگوایا تو خبر صحیح ہوئی کہ واقعی جلیکٹ اڑا آیا ہے پہر تو اس کو اپنے پاس بلا کر اپنی
 ملازمت سے مشرف کیا اور غور و فکر کیا کہ یہ عیسٰی ہزار روپیہ کی راؤ مذکور اپنے ہمراہ رکھتا تھا اس بموجب
 مبلغ ایک لاکھ عیسٰی ہزار بطور نذرانہ کے پیش کیا گیا ہوا دراصل خوش ہو کر اور دوسرا خلعت سے سرفراز
 کر کے رخصت ہی اور پہر دوسرے روز خود ہوا درمیان فوج و سپاہ اپنی وہ ہنسے کچ کی راؤ مذکور بھی جتد
 منزل ہمراہ رکھ کر رخصت لیکر واپس مل کو آیا اپنی زندگی تک شوق صاحب بھائی دل رجوع اور معتقد
 رہا جبکہ ذکا انتقال ہو گیا تجنیز و تکفین بہت بھی طرے کر کے آبادی میں دفن کر دیا اور ان کی
 مزار پر قریب بنوایا اور اسکے صحن میں ایک چھٹی سی مسجد بنوائی اور اس مقبرہ کے دروازہ پر دو ایک نر
 بھی ٹھیکر یا چنانچہ نے اوقات و سکونت گاہ یہ کہتے ہیں اور ہر سال عرس بھی ہوتا ہے مجمع عوام خوب نام ہے
 پہر تو راؤ مذکور اپنی حالت بگتا اور شرارت کو ترک کر کے ستودہ خلاق سی بائیس سال تک نزل کی محنت
 رکھ کر بیمار ہو کر فوت ہو گیا اس کی لاش کی سونگاہ ایک پشتہ زمین خزانہ مالاب پر چوم پتھر کے پائین لگائے
 ہے۔ اس کے بھائی برادر ہجوم بہت تھے پرگنہ فوت اور چکے اور وڈور اور ایدلا یاد اور بھادی اور انڈو
 میں بطور مزاحین اور زمینداروں کی رقم کسری بھونچا کر مرزا علی فارغ ابدال تھے اپنی تمام زمین
 راؤ مذکور کو خوش نصیب باریاب حصہ نامہ دکن لاجانڈا وکی طاعت بجا لگاتے اور اپنے مرزا علی
 اور عالی منصبی بفر کرتے تھے ذکر حکومت پانکند راؤ اور بعضے کیفیت قلعہ پانکند اور
 رونق افروزی نواب صفیہ واسطے تھیں قلعہ مذکور کے بدجلیکٹ استوفی کے پانکند راؤ
 جلیکٹ کا تمام ہو کر محالہ قلعہ اور پرور علیہ و راؤ آبادی قلعہ کو بہت حسن انتظام سیکر کا اور باشندگان
 اس جانب کے امن چین میں رکھا اس شانائیں تنخواہ داران خصوصاً بھب باقی رہی بایداد و سبغہ
 روپیہ کسری کے نزل کو پہر بیکر نہایت سختی اور دشمنی سے پانکند راؤ کو تنگ کر کے راؤ مذکور کے پاس بھی
 نکل دانی کی آئینہ خیالین دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس عرصہ میں نواب مقرب خان فرزند نواب

امین خان مذکور افسدہ کے پرگنہ بالکنڈہ اور بیگل اور دیولہ اور یکم پٹی وغیرہ کے ارثا و استقلالاً جاگیر دار تھے اور نیک و نیکی اور نیک نیتی سے سپاہ اور رعیت کو پرورش کرتے تھے چنانچہ اس حسن ملک اور نیک بیگی اور معاملہ فہمی نواب کو اس کے اس طرف میں دستور العمل حکام اور عمال تھے ۱۱۵۹ھ

تیار ہو سو دہشتہ ہجری میں ان کا انتقال ہو گیا۔ تایخ رحلت ان کی در شہر شہر ہے مبنی منور خان برادر حقیقی نواب مذکور کا جاگیر دار غوثی جلال پور کا تھا خیر انتقال نواب کی سن کے اپنے مقام بالکنڈہ کو اگر تمام رفا اور سپاہ اور اہل کار نواب کو رمی اور گرمی سے اپنے جانب کر لیکر نیر اور حکومت کا اپنے تین تصور کر کے ہم استقلال کی حکومت کا مارنا شروع کیا۔ نواب کو اس کے دوزوج تھے اور فرزند ایک خرد سال و سر شیر خوار ان سب کو تنگ اور عاجز اور محتاج کر دیا۔ آخر کا ناچار نواب مذکور کی بی بی بی بی نے اپنے بھائیوں سے استعوا سے جو کہ سادات عالی خاندان سے تھے اور شایعین عظام دکن سے تھے یہ سبیل خفیہ و طریق مستور نواب صفیہ بہادر کو عرض لکھ کر واسطہ تسخیر قلعہ بالکنڈہ کے طلب کی۔ بندگان حضور اس عورت عاجزہ کی عرض داشت کو قبول فرما کے مع فوج خلف موبک بالکنڈہ کو رونق افروز ہو کر اولائند و نضاح سے نہالیش لئے کہ نیکو اس خط سے کچھ کام نہیں اپنے مقام جاگیر میں خوش حال رہیں۔ چونکہ خانہ کور کستہ رہا اور سماعت سے معذور تھا ارشاد بندگان حضور کو قبول کیا نوبت ضرب حرب کی بھونچتی آتش و بگ بہت تیز ہوئی لڑائی طول ہو گئی چھ ماہ کی مدت گذری اگرچہ رفا و پہلو مان محصور و استکان نواب مرحوم کے ایک ایک شخص فر فر بہ بار شدید تھا لیکن مناد گہر کا تھا کیسے بہادری حل سکتی نہیں تھی۔ جبکہ محاصرہ بندگان حضور کا سخت ہو صلح کی درخواست کی بعد وقوع صلح کے خانہ کور مع اپنے اسباب و آلات مست و ناموس کیساتھ چلا گیا اس ہنگامہ آرائی اور بغاوت کی پاداش و تلافی میں غوثی جلال پور بھی شریک خالصہ سرکار ہوا۔ بعد ازاں ہمارے خانہ کور کے بندگان حضور فتح یابی کے ساتھ داخل

بالکنڈہ ہو کر قلعہ اور عمارت بنا کر وہ نواب مرحوم کی جوتازہ تیار شد تھی ان سب کو دیکھ
 بھلا کر نقد اور جنس اور ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑے اور توپیں اور بندوقیں اور خیرات اور
 بان وغیرہ جو کہ منظور نظر تھیں خطہ والے لکھے۔ قصبہ اور قلعہ بالکنڈہ نہایت مہم موضع پر گنل فیتہ
 منور خان النجا طلب مقرب خان جو کہ شیر خوار تھے جاگیر دے اور موضع گمڑی وغیرہ میں موضع
 پر گنہ مذکور سے جاگیر میں ابراہیم منور خان النجا طلب بن خان زمان خان بہادر فرزند ان نواب
 کے فرزند کو بعد از ان حیدر آباد کو واپس تشریف لے گئے ایک نقل مشہور ہے کہ جو وقت قلعہ بالکنڈہ
 متعلق ہو اہل بندگان حضور اندرون آبادی رونق افروز ہو کر نواب مرحوم کے دیوانخانہ میں جو کہ
 عمدہ عمارت تھیں اور زمین تھی اور اس کا نام حیدر مندوہ تھا جلوس فرمائے اور سوت نواب
 کے اہلکار نواب محمد علی اطفال صغیر اس کو ملازمت حضور سعادت رکھے اسکے بعد خود بدو
 وہاں سے بنجواست فرما کر ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ کی سپر رتوجہ ہو اس جماعت سپر و تماشا میں
 حاضران جو کہ مشہور جنگی شاہزادہ اور وہ برادر عم ہند گانگا کے تھے حضور ہند گانگا میں بڑے
 شوق سے سائل اس امر کے ہوئے کہ قلعہ اور قصبہ اپنے تین عنایت ہو ہند گان حضور تامل فرمائے
 شاعر عالمین قلعہ کے بالکل کوتوالی جو تیرہ کے رد و ایک درخت بڑہ کا بہت بڑا واقع تھا
 اس درخت پر ایک چیل کا آشیانہ تھا اس آشیانہ میں اسکے بچے تھے بسبب کثرت اور انہماک
 ہمارے حضور ہند گانگا کے ہر روز رادہ چیل خوف اور وحشت اسباب کے کہ ہمارے بچوں کو یہ یعنی آئے
 ہیں بڑی پریشانی اطراف پر گھونسلے کے پکڑا گئے تھے اتفاقاً حضور کی نظر اس گھونسلے پر اور
 پرواز پریشانی زدہ رادہ چیل پر جا پر جا پڑی ان چلیوں کی حالت پریشانی ناخظ فرما کر جنگی شاہزادہ
 مذکور کی جانب جو کہ ساری فیصل پر پہلے ہی میں بڑے ادب سے پیٹھے مخاطب ہو کر فرمائے کہ ان پرندوں
 اضطراب و بے قراری اور بنا گھونسلے کا بہت بلندی پر کھینچے ہے شاہزادہ مذکور اور دوسرے

امر اخصو عرض کئے کہ بکندی پر آشیانہ بنانا اسی وجہ سے ہے کہ خالوں کی زیادتی سے محفوظ رہے
 اور اونکا اثر تا بقیر ایسے اس سبب سے ہے کہ اس مجمع اور انہو سے کوئی چوکھونہ پڑے نہ خود
 بدولت تجاہل عارفانہ کیساتھ بیکرا پوچھتے ہیں عرضداروں نے وہی پہلی بات کو دہرا لے گئے
 پھر قہندگان حضور و بیوت شہزادہ مسطور سے فرماے کہ ہر ایک جاندار کی حیوان کیا انسان
 پنا مکان اور ٹھکان اسی لئے بناتا ہے کہ اپنی اولاد اور اپنے علاقہ دار آفات و بلیات سے محفوظ
 وہمون زمین پس مقرر جان نے بھی تعمیر آبادی کو اس استحکام سے اسی غرض سے بنایا ہے کہ پانی
 زبیب گزرا نہ کو سلامتی کیساتھ گزارنے تم جو اس مکان کے طالب خواہان ہو مومن الفنا سے بعید
 ایک کا حق دوسرے کو دیکر قیامت کے روز عادل برحق حضور میں کیا جواب بنا اور کی حیلہ
 کرنا پس یہ بیکر شہزادہ کو ساکت و خاموش کئے آدم بر سر مطلب سابق اپا کندراؤ تو خدا ہمارو کن
 نقاضا ہوتے نہایت اندیشناک تھا میں بالکندہ کی جنگ میں موقع اور قابو پا کر معہ جمعیت
 اپنے لشکر بندگان حضور میں شامل ہو کر ملازمت حضور سے مشرف ہوا اور رابطہ عت بجا لایا اور اپنی
 ناداری کی حقیقت ظاہر کیا اور ادائی زرت خواہ گھر کیلئے مہلت مانگی بدگمان نظر رکھا اور مقتضات
 پر فرما کے اس کے معرضہ کو مصلحتاً قبول فرما کر زلزلہ روزہ سے تارگدہ تک کے مورچہ بندی اور حرا
 کام اس کے سپرد کئے تارگدہ ایک پہاڑ کا نام ہے وہ پہاڑ اندرون آبادی سے متصل اور مٹی دیوار
 شہر پناہ بالکندہ کے واقع ہے۔ مقرر جان کو مذکور کو متعلق قلعہ کا سپیکر اس کوہ پر جو جانشینان
 اور آبادی قصبے درمیان دو پہاڑ کے قرار دیکر تارگدہ پر عمارت جنگی شیلج و تیری تیار کر رکھا ہوتا
 جسکے بندگان حضور کو مذکور اپنی فوج کو ہمراہ لیکر اس تارگدہ پر انتظام مورچہ نگاہ میں مار کر جان
 غنائی بہت کیا کوئی دقت نہیں چوڑا بعد فتح قلعہ کے مورعہ غنائی تین کا ہو کر اجازت لیکر زل کو
 چھوڑنا۔ بعد چند روز زلزلہ وار اہل کار اس کے اسکی فہم و فراست کے قابل بہت ملنے موقع اور غنائی

خود و دیگر کے اذراہ عنا و اور کدورت کے بروقت قابو اس کے کہا نہیں نہ ہو ویکر ہلاکے۔ ان لوگوں
 میں سو یا روائی متوفی کا علاقہ دار شاید بطرف قصہ پہلی کے چند دیہات کو مہند اور اجارہ لیکر گزراں
 کرتا تھا بعض کہتے ہیں اس طرف کے میندارو نہیں سے کیسے پاس نوکرتا تھا جنتھال یا کندھو کی سنتی ہی
 شبشب لینا روڈ کر نڈل کو پہنچتا تھا میکا رضا نجات متوفی کے قاضی و برصرت ہو کر حکومت مالک
 بن گیا۔ اس کے بعد کرنگٹ اور انتھیکٹ او اور گوپال راؤ زمیندار پر گندہ دی کندھ اور پولاس کاسر
 ایٹھنل صوبہ فرزند بنیا ویدہ آباد کے یکے بعد دیگرے ایک ایک مدت تک کاروبار حکومت کو انجام
 دیتے رہے۔ اور یہ بھی سنایا کہ ہر سہ مینداران مذکورہ باتفاق باہمی حکومت کے کام کو سو یا را کے سپرد
 کر کے آپ عیش عشرت میں وقت بسر کرتے رہے۔ ذکر حکومت سر یا را و بغاوت شکار
 اور مقابلہ متعلقہ کرنا۔ سکاسا تھا افواج کٹر کے پھر مقید رہنا اور سکا قلعہ گو لکندھ
 میں بعض سنسکرت اعمال شستا اور تیار کرنا اور سکا ایک قلعہ کالاپہار کا۔ کہتے ہیں کہ سو یا
 بہت دینا نے حبیبی مری دی آنا حکومت کو اس سے ہو یا ہونے لگے۔ اس کا علیہ یہاں بیان کرتے
 کرتے ہیں کہ شارا الیہ مہا نہ قدسیہ فام زور بخ اور ناقدا لامر و طبیعت کا دلیر اور دل کا شیر تھا اور
 ہمیشہ شریف اور نجیب گوئے تھے دکن کے حبش اور خفاط اور ربط و منبط زیادہ رکھتا تھا۔ اور اپنے نفرت
 سر و سپاہی تصور کرتا تھا اور فن سپاہی کے بینظیر جانتا تھا اور اپنی ہر محفل میں گنگو سپر و شیر کی
 کرتا تھا۔ اور دوسرے بہادر اور مردانہ لوگوں کو شناسائی کر کے قدروانی کرتا تھا۔ اگر کسی ایک اپنے
 لازم و فوکر کے گہر شادی بھائی کی کوئی تقریب تھی تو ڈالتے اس تقریب میں پہنچا اور سکا انصرام
 اچھی طرح سے کرتا۔ رعایا کی پرورش اور پرداخت تھیرنا لاب و نہر ہونے کے تاملتہ نا بون کی مرت
 میں اپنی ذات سے متوجہ ہو کر کمال اپنے ہاتھ میں لیکر نہروں کیساتھ تھا اور پتھر کے ٹوڑی اپنے
 سپر او بٹھا تا نزل میں رہے تک اپنی سواری میں نکل اور تکلف کچھ کہتا نہیں بالکل مرد و تکلف

اتھا بطور سادہ مزاجوں کے اپنے رفیقان اور حیداروں کے مکانات پر جا کر کبھی کبھی خبر گیری کرتا تھا اور اگر اسکے کسی رفیق کے گھر فرزند تولد ہوتا تو خود ڈاٹے اوس نو تولد کے مکان پر اگر مبارکباد دیتا اور اوسکے ساتھ ہی اوس نو تولد کی خواہ شیر خوار ہی مقرر کر دیتا اور بڑے حسن اخلاق سے احوال انھما قسے لگانا اور بیکانہ کو اپنا بنا لیتا تھا اور کوئی بات ملک مال کی بغیر ملاحظہ اور جانچ پڑتال اپنے فرو گذاشت نہیں کرتا تھا اور دو انا سجا آوری نوکری گھر میں رجوع اور متوجہ ہر کہ اپنی قوم اور ہم عصر و عین لایق آفرین اور ستائش کے رہتا تھا۔ ذکر تیاری کا لاپہاڑ جس زمانہ میں سوپاٹاؤ مذکور کالے پہاڑ پر قلعہ کی تیاری شروع کی اس تیار کی دیکھے ہوئے اوسے ہوئے سطح بیان کرتے ہیں کہ وینکٹ راؤ نامی المی وار زمیندار سرکاری نگر عرت اوسٹور کارا دران چکیت فوق الذکر سے تھا یہ شخص ایسا اپنے وقت کا مصلح تھا کہ ہر ایک نائب کا ریکو اپنا بنا لیتا اور کسی رقم کو بلا وقت و شفقت گڈان دیتا اگر اتفاقات تقدیر سے کوئی نائب سرکار ناموافق نکل آیا اسے ساتھ کر و فریب کے کچھ مٹم سرکاری کوروک دیتا۔ اوس وقت تحصیل پر گنہ ماٹرہ داخل جمعندی تھے۔ ایک روز اوسکی محفل میں ایک شخص نے برسیل مذکرہ بیان کیا کہ اس قریب جوار میں حد پر گنہ پلنٹ پر متصل ماٹرہ میں ایک پہاڑ ہے اوسکو کالا پہاڑ کہتے ہیں اور وہ مقام استوار اور حکم ہے اور اوس پہاڑ پر پانچا چیمہ زندہ لبرزیہ ہے۔ نزل سے یہ موقع پہاڑ کا جانب شرق بارگوس کی سمت پر ہے اگر کوئی ذی مقدور بلند بہت اوس پہاڑ پر قلعہ بناے تو باعث امن اور یادگار زمانہ ہے سو بار اوسکو جب خبر معلوم ہوئی اس موقع کے دیکھنے کا مشتاق ہو کر وہ سر سے ہی روز منہ اپنے رفقا کو وہاں بھیج کر اطراف اوس پہاڑ کے سیر تماشہ کر کے اوپر چڑھا دیا کہ اساتھ (شہیدہ) جو مانند وہ سن بات کیجے ویسی نہیں رہتی اپنی آنکھ سے دیکھ لیا قلعہ بنا دیتے کا ارادہ مٹ گیا اور اوس وقت جب صلاح اوصو ابید کا پیر داران اپنے قلعہ کا نقشہ کھینچا یا اور حکم دیا کہ معمار اور گل کار و نوکوسر طر سے

جمع کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں قلعہ معبرج اور درود یوار کے تیار کروایا اور اس پہاڑ کے وسط
 میں ایک موضع بھی آباد کیا۔ اس عہد میں بغیر حکم و اجازت بادشاہ وقت کے کوئی زمیندار یا جاگیردار
 قلعہ یا گڑھ نہیں بنا سکتا تھا اگر بنا بادشاہی عتاب میں آجاتا۔ اور اس وقت و قیام لگاریان حضور
 پر حکم پر مقرر و مامور تھے تیار می قلعہ کی کیفیت سے عرض کر دی۔ دارالسلطنت سے میر تقی خان
 کی دست مصلح دار لکھنؤ کو جو کہ ساتھ جمعیت پانچہزار سوار اور پیدل کے کلاری کا سپہ مامور و حکم
 نافذ ہوا کہ زمیندار سہمی سو یا را و بلا اجازت حضور از روہ خدیوہ و خیال بغاوت وغیرہ سری ایک
 نیا قلعہ بنایا ہے تم اس غیرہ سری سرکوبی کر کے گرفتار حضور مالدولت میں روانہ کرو اور قلعہ نوایا
 منہدم کر دین۔ خانہ مذکور حسب مضمونے انصاف براہ یلغار میں نہ کم پیڑ کیے بغیر پرجو کہ متصل بہا
 کے واقع ہے فروکش ہو کر جس تدبیر سے قلعہ نوادہ اسکو تھیر اور سو یا را کو گرفتار کر کے روانہ حضور کو دیا
 گیا اور راوند کو اسی قید میں فوت ہوا بعد تھیر اور گرفتاری راوند مذکور کے خامس طور چند روز وہاں قیام
 کر کے قلعہ کا لاپہار گہود واڈالا۔ سامعین کا کہنا ہے کہ بعد ورو حکم بندگان حضور خان مذکور کو
 ایلیگنڈل کی جانب مرجعیت کے اشارہ میں بیمار ہو کر فوت ہو گیا چنانچہ قبر خان مذکور کی قصبہ کو سیال
 علاقہ کلر ایلیگنڈل میں موجود۔ اور یہ بھی خبر ہے سو یا را و قید سے رہا ہو کر پھر اس قلعہ کو از سر نو بنوایا
 اس قلعہ کے نیچے جو موضع کہ آباد کیا تھا ترقی آبادی کیلئے تجارت پیشہ اور اہل حرفہ کو اطراف و اطاعت
 اشتہار معافی محصول پنجاہ لاکھ دیکر بلوایا اور قول و قرار دیا پس اس مضمون کے اشتہار وغیرہ کی خبر
 سنکر اور بہت سے بلیاری اگر عمارات عمدہ مکانات پختہ تیار کروا کے سکونت اختیار کر کے نہایت
 سفیر سے خرید و فروخت کرتے تھے۔ وہاں کے بازار میں عمدہ عمدہ پیشہ منانات وغیرہ کی قسم سے او
 ر شہمی کپڑے اعلیٰ درجہ کے اور موٹی مونکا اور گہوڑے اور اونٹ کا بویا رہتا تھا یہ تمام ہزار ہا
 ساڑھے سات سال خوب و شور سے رہا۔ سو یا را و جب مقید ہو کر قلعہ کو لگندہ میں مقید رہا یہاں کہ

ناری شروع ہو گئی تعلقہ نزل نابان سرکار کے تعویض ہوا۔ اس وقت راجہ محمد مراد خان نے
یونیٹرکٹ نابان سرکار سے موافقت پیدا کر کے اُس کا لیے پہاڑ کے قلعہ کو اپنے قبضہ میں لا کر دوبارہ
بیخ و بنیا سے کھدوا دیا تاہم اُس قلعہ کی دیوار اور دروازہ کا نشان باقی اور نمایاں ہے اُس
پہاڑ کے گرد اگر صحرا ہے پر اشجار و قصبے۔ اُس محل سے دور دور کے باشندہ عمارات کیلئے
جو بنیہ پسندیدہ لیجاتے ہیں اور اس قلعہ کے نشان و نشان کو ہمیشہ خود دیکھ آتے ہیں۔

سدریار و افزونی زر و مال کے باعث اطاعت سرکار سے محنت ہو کر بغاوت
شعاری مردم آزاری شروع کیا تھا تاں کہ تعلقہ داران گرد و نواح اس کے ظلم و
ستم سے فریاد و فغان کرتے لگے و اولاً مچانے لگے کیونکہ یہ بڑا دلیر تھا کسی کی نہیں سنتا
تھا اپنی شجاعت اور دلاوری میں اپنے آپ کو بنیہ جانتا تھا اگرچہ کہ قوم کا یہ تھا گدا و سکی تدریس
عائد اور ہنرمندی کا ملکہ طبری ہوئی تھی جب اس کی بغاوت کی دہم دھام جو طرف
بھیل گئی تو اس کی سرکوبی کے لئے انتظام استقام ہونا شروع ہوا ماسماع اس کے
۱ سنہ بھی برسرب و ضرب آدہ ہو گیا۔ ذکر محاربہ رثیا را و کا شیخ لطف اللہ علیہ
فتح نصیب خان کے تھانواب صغیہ بدستخیر قلعہ بالکنڈہ کے فتح نصیب خان کو خدمت ضلع داری
نواح کلر ناٹریٹ اور سرکار الیگندل و سرکار رام گیر سے بارہزار سوار و پیادہ کی فوج کیساتھ
ماہور کئے۔ خانہ کو سرکار الیگندل کی نواحین زمینداران مفسد کی تنبیہ میں متوجہ تھے کہ اس
میں تعلقہ داران نواح نزل کے خانہ کو رکوہ و طرسلات و مکاتبات متواتر کر کے کہ اس قریب
سدریار و مفسد نزل کے قلعہ کو حکم کر کے قلعہ و غاصہ کار کے قریب قریب پر گنجہ جات کو غارت
کویئے تیار و مالج کر رہا ہے۔ خانہ کو اس جز کے سننے ہی سے انہوں نے اپنی زمینداران طر
و جوانب اس ضلع سے پیادگان مذکور سی اور اعتشام کے فراہم کر کے لشکر مدعی و امدادی کے

نہایت عجلت کیساتھ منع مورتا پر گنہ بالکندہ کو پہنچ کر خیمہ قیام کو است و کر کے راوند کو رسے پیام
 کیا کہ زود حاضر ہو کر ملاقات کرو۔ راوند کو رنکو ر خاطر سے خامنہ طور کے واقف تھا ملاقات کر نیکو
 قبول نہ کیا بلکہ سامان حرب جمع کیے پانچزار سو اور پناہ اور بخار بنان بے شمار کو ہمراہ لیکر مستعد
 لڑایا ہو کر موضع پارلی بگنہ نزل پر جو کہ دریا گنگ گوداوری کن سے پر جانب بل نزل سے پانچ
 کو سکے فاصلہ پر ہے مقام کیا۔ خانہ کو رد و سر سے روز موضع مورتا سے کچھ کے نزدیک اگر ٹہرا
 ابتدا لڑائی خراباؤ نسلے ہوئی بعد ازاں ہر دو جانب کے سوار پیادہ ہو کر خوب لڑے کامل یک
 پہر تک جنگ ہوتا رہا چونکہ ہر دو افسر یعنی خانہ کو را اور راوند کو ریل پر سوار تھے آخر کار راوند کو
 اپنے اپنے نفلان سوار کو مقابل اور قریب کر لئے خانہ کو تیر اندازین مہارت کامل رکھتا تھا ایک
 تیر راوند کو پر چلائی اس تیر سے راوند کو کی دستاں سے اور گئی اور وہ بچ گیا خواص نشین
 خانہ کو سنے کہا کہ اگر حکم ہو تو بندہ وق سے اسکا کام تمام کرتا ہوں خانہ کو رستے کہا کہ یہ شخص
 محاسبہ دار سرکار کا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسکو گوشہ کاشنے گرفتار کروں اس میں میں ہیں تھے کہ
 راوند کو کے سپاہیوں نے کیسا تیر اجل پیشانی پر خامنہ طور کے پہنچ کر اندرون مغر سر داخل ہو گیا
 خانہ کو را وید وقت سزگون ہو کر جان بحق تسلیم ہو گئے خانہ کو کی فوج کو نہایت اور شکست ہو گئی
 تمام لشکری لوگ ہر طرف کوہ و سرائین فرار ہو گئے راوند کو راوند کا تعاقب کر کے اوٹے اسکا
 لوٹ لاکر تعقیب ہو کر نزل بھونچا جو زمیندار سرکارا لکندل کے تائید اہمراہ خانہ کو کے تھے
 ان تمام لوگوں گرفتار کر کے نزل لاکرا ڈٹوٹے گئے میں آویزان کر کے کوچہ و بازار میں بڑی رسوا
 اور عذاب سے پھر کر شیعہ کر کے ہر ایک سے جرمانہ لیکر چوڑیا خانہ کو کی نفس کو مورتا پر گنی بالکندہ
 میں دفن کئے ذکر محاربہ سر یار او و نواب عبدالہا دیخان کیساتھ تھا اور بعض اہل
 جو اس صحن ظہور پاٹے جبکہ سر یار راوند کو فتح نصیب ان پر تعقیب ہو گیا اسکا غرور اور

کبر و بالا ہو گیا۔ اپنے برابر کیکو سمجھتا ہی نہیں تھا۔ فوج سالہ کے سوک اور نئی فوج سوار و پیادہ کی بڑے
 استقلال کی کیسا تھوکر کر رکھنے بڑی ہوشیار سے اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاقاً میرا خانامی جمدار
 نامدار بڑا بہادر اہل سلام دکن سے ساتھ ایک سو سوار و قیدی کے اوس راؤ مذکور کا نوکر تھا۔ شیخ
 طغٹا سے جو قوت مقابلہ ہوا ہر دو طرف کے نامی کہنی اچھی طرف سے جو فروی کی دی حالانکہ
 وہ دونوں طرف کے کہنی آپس میں قربت قریبہ رکھتے تھے ہنگامہ آرائی کی قوت کوئی خیال آپس میں
 نہیں کئے تھے ایسے بہادر و دلیر تھے کہ اذکی بہادری اس نواح میں مشہور و معروف ہے۔ حاصل
 کلام ایک شخص جمدار مذکور کی برادرین کا ایک شخص کو خانہ جنگی کر کے مار ڈالا۔ راؤ مذکور یہ خبر
 کشت و خون کی سکر بہت غضب ناک ہو کر قاتل کو طلب کیا چونکہ قاتل جمدار کا قریبی تھا جمدار
 اوسکے سپرد کر نیکیو جمعی جتنی خلاف شان شرافت و بہادری کے جانکر سپردگی۔ یہ مجرم کے انکار کیا
 سر یار و اپنی جمیعت کو حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ ادھر جمدار بھی بجائے خود مستعد اور مسلح ہو کر منتظر
 وقت کا ہو بیٹھا اس تنازع میں شہداء اور حامد لوگ درمیان میں اگر طرفین کے فساد و غناؤ کو نزاع و نزاع
 کر دے جمدار مذکور اسی وقت حساب کروا کر برطرنہ لڑا کے نزل سے رخصت کئے جمدار مذکور
 نزل سے کوچ کر کے خام قلعہ ماہور ہوا۔ ماہور میں نواب عبداللہا دی خان امرائے خاندان
 آصفی سے تھے اور اس خاندان سے قربت قریبہ رکھتے تھے۔ فوجدار ی قلعہ ماہور وغیرہ کی انہی
 نام سے تھی۔ جمدار مذکور بتلاش معاش نایز ماہور ہو کر نواب عبداللہا دی خان کے رفیق بنے
 استصواب و ذریعہ سے نواب کی ملاقات حاصل کی پھر بعد چند اشت احوال کے پیش قرار
 ماہور سے جمعیت ایک سوار اپنے نوکر سوکڑی حکمت و تدبیر سے نواب مذکور کے چٹھنا
 خیزین سے ہو گئے جبکہ طریقہ مصاحبت و رعایت کا خوب مل گیا ایک روز برسیل مذکور پر گئے
 نزل کا ماہور اپنے خیرہ مسرہ راؤ مذکور کی منصل نواب کے ذہن نشین کر کے آمادہ کئے کہ قلعہ

نزل کا اس باغی و طاغی سے لیکر سرزمین داخل کرنا اور اس منہ بے باک کو قرا و قریٰ تہ کو پہنچانا
 کہ نزل سے نکلنا ہے پھر دوبار نزل کا نام نہ لے۔ اس قسم کے بہت سی باتیں ترغیبِ تحریر صلیب
 و مال کے نواب کے کہے جعدار مذکور خود دلاستے بانی اس ہم کا ہو کر کمرست کی باندھی اور رات دن
 نزل کے قلعہ کے اوکٹیر مار نیکی فکر و تدبیر میں رہا لیکر و نواب نے ایک خط راؤ مذکور کو لکھا یہ تھا
 خصوصاً نزل کی قلعہ داری مجھ کو تفویض ہوئی ہے اب تم اس خط کو دیکھتے ہی قلعہ کے کھنیاں لیکر
 ہمارے پاس آ جاؤ اگر خیال کہ دوسرا کرکھے ہو تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا جب طرسلہ راؤ مذکور کو پہنچا راؤ مذکور
 اس کے مضمون کو آگاہ ہو کر جواب لکھا کہ نزل کا قلعہ بغیر آپ کے قدم نہ فرمائے اور تشریف لائیکے منا
 اس حال ہے اس صورت میں دیر نہ فرمائے جلد تشریف لائے قاصد جواب لیکر ماہر پھونچا نواب
 ناصواب پہلے بہت ہی غصہ اپنے آپ پر کیا کہ روز بروز نئے نئے فوج و سوار و پیادہ کی نوکر رکھ کر
 پانچ ہزار کی فوج کے ساتھ ماہور سے کچ کر کے متوجہ نزل کے ہوئے۔ راؤ مذکور بھی نواب کے کو چلی خبر لکر
 اپنے تین ہزار فوج کیساتھ سوار و پیادہ موضع نرسا پور پر چونکہ نزل سے سات کوس کی مسافت پر جانب
 مغرب قریب ہے پھر چکر مقام کیا۔ نواب مذکور بعد طے منازل کے موضع کامول پر گئے نہایت پر پھونچے
 راؤ مذکور نرسا پور سے فوراً دوڑ کر لڑائی شروع کی صبحے دوپہر روز تک آتش جنگ کی توبے تفنگ
 اور بڑا زور بانٹے ہوتی ہی شدت لڑائی اور توجہ کی دنگار سے نواب کی فوج کے دم ڈگمگا کر
 رو بفرار ہوئے ویسی حالت نامناسب میں نواب مذکور گھوڑی سے اتر کر تیر و ترکش کیساتھ کہڑے
 ہو کر کہنے لگے کہ میں اس کافر کے روبرو سے نہیں بھاگوں گا یہاں تک کہ اپنے تین شہید کرواؤں۔
 جعدار مذکور نے عرض کیا کہ تلف ہونا خاص لوگوں کا ایسی جگہ کچھ ناموری نہیں رکھتا ہے۔ جانا
 سوار ہون میں اس لڑائی کو پوری کر دینا۔ نواب نے جب بغض جنگ کو ابرو کھینچا چند لوگوں کے ساتھ
 ماہور کی راہ لی جعدار مذکور کیساتھ پچیس آدمی انہیں کے خوش واقار رہے تھے۔ اور سب کے سب

سرخ پوشاک پہنے ہوئے تھے راوند کو رنخالف کی فوج پر گھوڑوں کو دوڑا کر تلوار اور تیر اور نیزہ سے
 دیر لڑو بے باکانہ بہتے لوگوں کو گھاسنے مانند تیغ بے دریغ کر کے آپ بھی لباس سرخ رنگ سے
 بنگ خون و وبال سرخ رنگت کر مقتول ہو گئے جہدار مذکور کے ہمراہیوں نے ایک شخص بھی باقی با
 جام فاکو نوش کر لیا۔ اسکے بعد راوند کو رنخ جو کہ فوج شکست خوردہ سے اس میدان معرکہ میں مل گئی
 اوشکے قتل غار جیسے فراغت پا کر نظر و منظور جانب لڑ محبت کیا۔ یہ وہی زمانہ تھا کہ نواب
 ناصر جنگ سفر کرنا ملک جاکر افغانان کر پٹہ کے ہاتھ سے مقتول ہو کر خدا آباد میں دفن ہوئے چنانچہ
 انکی تاریخ وفات (آفتاب رفت) ہتھوڑا سا احوال کرنا ملک میر حسین کرانی نے تذکرۃ البلاد میں
 یہ سب کچھ لکھا ہے جبکہ ناصر جنگ مظلوم مقتول ہوئے خاندان اصفیٰ میں تخیل واقع ہوا۔ انتظام
 ملک ل ریاست میں تفرقہ پیدا ہو گیا ایسے وجوہات سے تارک بادش بد معاملی راوند کو کی
 نہ ہو سکتی اس سبب سے اس حبش کو اور بھی شرارت و رعوت کا موقع مل گیا۔ لہذا بعض قواعد اسلام
 میں مثل فوج کرنے گائے وغیرہ کے مانع ہو کر منادی کر دیا۔ اتفاقاً ان دونوں میں قاضی بڑے قاضی
 پر گنہ زل جو کہ مشرطی اور بد معاش وغیرہ سے فاح البال خوش حال تھے چنانچہ انکے پاس
 ایک کھرویدہ نقد موجود رہتا تھا بڑی غرت اور شان و شوکت سے رہتے تھے انکے گھر شادی کی
 تہنیت بھی طرف ثانی واسطے شذگان قذہار آئے تھے گائے بچ کر نیکی ممانعت نہ کر مول ہوئے
 حالانکہ راوند کو بعض گائے کے پھر بکریں وغیرہ اسباب سامان متعلقہ شادی اپنے جانب سے
 قاضی صاحب کو تواضع کیا تھا لکن سائین قذہار خوردہ گوشت گاؤں تھے۔ ممانعت کو سمیع قبول
 نہ لار بچ گئے جبکہ خیر بچ گاؤں راوند کو کو بھونچی بڑے غصہ سے قاضی صاحب کو طلب کر کے
 بہت ہی خفت اور بی وقفتی سے قاضی صاحب کو اٹھا دیکر معید کر دیا۔ ہر خیز راوند کو کے
 معتبرین نے بہت کچھ معی و متعار شکلی نہیں مانا۔ قاضی نزل کو ساتھ محمد محسن صاحب قاضی پر

اندور کے قرابت اور جنسیت منصب تھی اور قاضی اندور بھی بڑے مالدار و ملک روپیہ کے تھے
 انہوں نے قاضی نزل کی رحمانی کے باریکین بذریعہ شاہ نواز خان بہادر و مصمم الملک حضور
 میں عرض کروائے جواب ہلاکہ بعد مرحمت سفر براڈ کے اس رو بد کروا کر کی قبضہ خاطر خواہ
 ہوگی چنانچہ سنہ ایک ہزار و اکیسویں سنٹ ہجری میں نواب میر المملک مصلحت جنگ بہادر
 شاہ نواز خان بہادر مصمم الملک کیساتھ صوبہ برادر کرکش اور بدعاشوں کی قبضہ کرتے ہوئے
 رگھو جی بھونسلہ سے پانچ لاکھ مبلغ نذرانہ کے لیکر واپسے ماہور و پگلی کے راستے سے قبضہ بنت کو
 جو نزل سے بار اگوئے فاصلہ پر جانی شال واقع ہے پہنچے اور مذکور نزل شاہانہ کو نصور
 کر کے بہت سی غذائیں لئے حاضر ہو کر ملاقات کی کار پر وازان حضور رو و مذکور کو حکمت علی سہو
 گرفتار کر کے قلعہ گوگندہ میں بھیج کر مقید کرادئے۔ اسکا حضور اس احوال غلام علی آزاد نے شروع
 دیا چہین بائرا لامر کے تحریر کیا ہے۔ ذکر حکومت راجہ تر سنگرا و بعد مقید ہونے سو باراد
 کے نزل کی حکومت تر سنگرا کے نام سے قرار پائی۔ ایسا سال تک بانٹ امانت کیسا یہ عمل کے
 حسب کم حضور تعلقات و زبانی کی نیابتی پر ماہور ہو کر روانہ ہوا۔ ذکر حکومت صف شہنشاہ
 بہادر و مجاہد جنگ مقید ہونا بہادر مسطور کا بعدت نا حق تا دلنے رسالہ جزائر
 اندر و مذکور حضور می عتاب سے جبکہ نیابت قبضہ نزل کی صف شہنشاہ بہادر مجاہد جنگ کے نام
 سے تقریر پائی اور بہادر مسطور باشندہ ایران قوم نزل اور مذہب شیعہ سے تھا۔ اور حضور میں خدمت
 خانسانانی پر بہرگز بیت پاکر مزاج دان بندگان حضور کا بنکر اس خدمت نیابت اگر عایا کو خوش
 و خرم رکھے آبادی تعلقہ کو ترقی و تیکر تحلل کس زمین سی کرنا تھا۔ جبکہ بوٹا ہو گیا تمام کاروبار کو اپنے
 بڑے فرزند مسمی علی نقی خان مشہور بجان بہادر کے سپرد کر کے مختار کر دیا۔ بعد دو سال کے
 سید صالح خان نامی سادات صحیح الدین سے یہ مامور باعمل اپنے زمانہ کے متقی بے تغیر تھے

رہنے والے ایچو کے رسالہ درجزا اُردا ازان حضور کے حضور پہنچیں سوار اپنے فرزند اور
 رفیقوں وغیرہ سے بحیثیت تنخواہ رسالہ امور اور مقرر ہو کر نزل پھونچے۔ بہادر مذکور شیعی نے خوف
 شدت تقاضائے تنخواہ اندرون آبادی نزل کے آنے مذکور موضع کا جمل بیہمین جو نزل سے
 بالکل متصل ہے فرو دگاہ پہنچا دیا۔ دوسرے روز سید سطور پاگلی میں سوار ہو کر مدد اپنے دو فرزند اور
 پانچ سوار اور چند نفر خزانہ کی کچھ بہین نزل کے آنے اور بہادر سطور سے اور اسکے فرزند خان
 بہادر سے ملاقات کی بقول تنخواہ کے جو ساتھ لائے تھے ملاحظہ میں دو لون باپ بیٹے کے
 لائے۔ ظاہر بہادر مذکور اور اسکا فرزند اور کارپردازان اسکے سید مذکور کی خاطر داری او
 دلجوئی کی تھی رخصت کئے عذر و جید کرنا زسرہ کار میں خصوصاً تنخواہ داروں کی تنخواہ میں عاملوں کی
 عادت ہوتی ہے خان بہادر جو کہ مدار کار تھا وعدہ امر و زفر داکے ٹالم ٹولی پر رکھا۔ مینے کی
 کوئی صورت نہیں۔ سید مذکور مرد سپاہی شجاع اور دلاور تھے عدم وصول زرتخواہ سے اور گنہ جانیستھا
 وعدہ خلافی میں تنگ آکر قابو جو ہوئے۔ اتفاقاً ایک روز سوار بہادر مذکور کی گاہل بیٹھ کی طرف راد
 ہوئی سید مذکور نے الفور اس میدان میں بہادر مذکور کے پاس پھونچ کر زرتخواہ کا اتفاقا کر کے متوجہ ہو
 کما ت مینا کا نہ کئے بہادر مذکور کو جان پیدا ہو گیا چونکہ بہادر مذکور عمر رسیدہ اور تجربہ کار تھا اسلئے
 وقت دیکھ کر نرمی اور ملائمت سے پیش آکر تم کہا کرو وعدہ والے کل مینے کا کر کے اپنی جان بچائی اور کہا
 کہ کل صبح تشریف لاکر اپنے روبرو وقتیہ زرتخواہ کا کر لیجئے۔ سید مذکور تو کام نکلنے سے غرض تھی بقصد
 رسالہ کو صبح فردا پر کھلے اپنی فرو دگاہ واپس آگئے بہادر مذکور آبادی نزل میں آن پہنچا واقعہ خان بہادر
 مذکور کو واضح ہوا۔ خان بہادر مرد جوان تھا۔ کارروائی بھی جوان اور تیز رکھتا تھا۔ اس بات کا کہنے اور بعض
 ولین رکھا جبکہ سید مذکور صبح پاگلی میں سوار ہو کر مدد اپنے دو فرزند اور چند نفر خزانہ بردار کے بطور سادہ جا
 کچھری لئے تھے۔ خان بہادر عداوت سے تالا یکے کہہ مین لوگوں کو قابو پر بٹھایا تھا وہ لوگ بوکی مگہ

جلد باہر اگر فراہم و مانع ہو سے۔ سید مذکور بھی سپاہی آدمی تھے بہادران صاحب جرات کے قریب سے
 پیش آکر شمشیر بازی سختی کے نمونہ ایک نذرانہ کے مظلوم مائے گئے۔ دوسرا فرزند خرد بایں سالہ تھا اور
 انیس زخم بندوق اور تلوار اور نیزہ سکے اور سپر لگے تھے وہ اسی میدان میں پڑا ہوا۔ جبکہ یہ واقعہ ختم ہوا
 اور ظالم لوگ متفرق ہو چکے وہ سید مذکور کا فرزند خرد اوٹھ کر اپنے باپ سے و بہانگی میت کے ساتھ دفن نہاں
 اگر دفن سے خارج ہو کر فرود گاہ پر آئے تو سید مذکور کا علیام اور گولیوں کے ٹھکانے کی تدبیر کی وہ سید زادہ
 جبکہ اپنے پدر اور بڑوں کی میت کیساتھ دفن نہاں کیا وہ پانچلے لگا ہر امیون نے اس سید زادہ کو سوار
 ہونے پر حیلہ کھا مگر قبول نہ کیا۔ مگر اس سید مذکور مظلوم مقتول اور ان کے فرزند کا کابل مطہرین واقع
 ہے۔ بعد وقوع اس واقعہ کے بہادر مذکور کو مظلوم ہوا بہادر مذکور تو مذہب شیعہ سے تھا خج و فزع بہت
 کیا اور اپنی داری اوکھڑا اور چٹا کیا کہ ہم تو دوست اور شیعہ ل بیت اطہار تھے یہ ناشائستگی کیسی ہوئی
 کہ قیامت تک خون سا و ایمن بدلا ہو گئے۔ آخر کار اس زخمی رات کو خان بہادر نے ایک خواست
 و ہمدید یہ کہا کہ اسے تالاب کے کنارے پر دوسرے ایک سواری بہت ہی شان و شوکت کیساتھ آئی
 اور اس سواری کے بزرگ نورانی عربی لباس سے تخت پر سوار ہیں۔ خان بہادر کٹے کے نیچے تنہا کمر
 رکھ کر آنے والوں سے پہچان کہ یہ سواری کیسی ہے۔ اس سواری کے جماعت سے ایک نے کہا کہ تو نہیں جانتا
 یہ سواری مبارک امام ہمام مالیم تمام حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے اس نام مبارک کے سنتے
 ہی خان بہادر کو اشتیاق و دیدار امام علیہ السلام کا مدد کمال ہوا پس بہت ہی ادب و روبرو شایع
 کہڑا ہاتھوڑے عرصین تخت سواری او سکے روبرو بوجھو چا دیگیا کیا ہے کہ اس تخت کے ایک گوشہ
 سید مذکور بھی ہے تخت خان بہادر کی نظر کے برابر تھرا رہا جناب امام سید مذکور سے استغفار فرماتے
 تھے کہ لے سید صالح تیرا قاتل ہے اور اپنی جہنم مبارک سے خان بہادر کی طرف اشارہ فرماتے تھے
 سید مذکور کمال ادب اور نہایت سرفرازیاد سے نیچے نظر کئے ہوئے خاموش کھڑے تھے

اسکے بعد تخت مبارک روانہ ہوا اور نظر حضرت ام علیہ السلام کی تحت حرکت میں آئے تاکہ خان بہادر
 تھی وہ ظالم اس خواب میں بیدار ہو کر پھر نہیں سویا۔ صبح کو بڑے بڑے علماء اور عقلمندوں کی محفل میں خواجہ
 بیان کیا اگرچہ بیٹنے والے بغیر خواجہ کو برعکس و رضاف اصل بیان کئے تاکہ خان بہادر کو اطمینان ہو جائے
 مگر خان بہادر بھی مردانا قابل اور عاقل تھا محفل علی الاعلان باوازمند رہتا ہوا ظاہر کیا کہ اس بات
 میں قیامت تک محتاج اس شخص پر اور اسکی اولاد پر اثر کم لوگ تو اطمینان کرتے ہوں لاکن دولہا
 اسکی ترمیم زوال کے ہے۔ عمر بھر کی کمائی کا مال پامال ہو گا۔ پچھتے سادات محفل ان مخلوقات میں
 انکی مجرئت انکی عبودت اس کے ساتھ مروت امر ضروری ہے تو ارم اسلام سے ہے۔ بعد اس وقت
 باقی سوار اور جزائر بردار جب قدر کہ رہ گئے تھے وہ سب سب جہلمی سپہ مجروح سپہ مظلوم کے بے
 نیل ملام نام روانہ حضور ہو کر ظلم و بیدادی و بدسلوکی کا نمونہ گور سے استفادہ کئے۔ بندگان خصوصاً یہ خبر
 تاسف اثر اجتماع فرما کر نہایت ہی نہایت قناب عقاب سے ایک سو سواروں کو بنا بر حاضر کر سنے
 صف شکن خان کے معہ فرزند ان اور متعلقان اس کے مامور فرمائے۔ اوصاف شکن خان کی جائز
 جس قسم کی قبول اسباب اموال اور عمارت قیمتی اور باغات کے اور گنگ آباد اور حیدر آباد وغیرہ
 جہان جہان ہوں مضبوط کر نیکی احکام صوبہ داروں اور نائبوں کے نام سے جاری ہو گئے۔ خاص
 نزل میں جو جہان دولت تھی اہل مضطبی کے بقیے میں اگر تمام دخل گھر ہو گئی اس معرکہ مضطبی اور گرفتاری
 صف شکنان وغیرہ کے وقت میں جو جو علاقہ و اسف شکنخان نزل میں حاضر تھے نزل سے بالکنڈہ
 میں متصرفان کے فرزندوں کی پناہ میں جا بسے۔ صف شکنخان بندگان حضور کے عقاب کی خبر سنا
 نزل و لان سرکار کیا تھے جیسے پہلے میں نہایت سبکدوشی تھے نہایت اسے الماس کھا کر گیا
 خان بہادر قلعہ بلگندل کو پہنچا گیا پھر وہاں سے گولکنڈہ میں داخل کیا گیا اور اسی قید میں
 فوت ہو گیا اس وقت سے جاگیرت اور خطاب صف شکن خان کی اولاد سے سلب ہو گئے :

ذکر حکومت سنیت راک۔ اس کے بعد اپنے صف شکھانے بعد نزل کی نیابت سنیت راک پر
 رہی دو سال حکومت کر کے حرب الطبع سے روانہ حیدر آباد ہوا۔ ذکر حکومت رگھوناتھ پندہ
 بعد مغرول ہوئے سنیت راک کے رگھوناتھ پندہ ہری جو امور ہوا اسکی وجہ خاص یہ کہ سنیت راک
 سے معاملہ انتظام نزل کا جیسا کہ صف شکھانے کے بعد یمن تھا بخوبی نہو کا تحصیل سرکار میں نقصان ہوا
 لہذا دو ہی سال پر سنیت راک کا معاملہ ختم کیا گیا۔ اس بنا پر رگھوناتھ پندہ ہری جو کہ صف شکھانے کی حکومت
 میں خان بہادر کے ساتھ بڑی غیر غرضی سے رہا تھا اور تمام معاملہ کا عنوان خوب جانتا تھا سنیت راک
 کے عمل کا بیٹ سالی مدت گزرنے کا پر دازان حضور سے واقفیت اپنے معاملہ نزل سے ظاہر کر کے
 نزل معاملہ نزل کا ہوا اور عرض کروایا کہ امانات محفوظ خان بہادر جو جو جان جہان سیٹھ ساہوکار کے
 تھے اور ان کا پتہ ملت نہیں تھا اور خان بہادر قید میں ہے اسکی زندگی تک کوئی ظاہر نہیں کرے گی
 چنانچہ اگر سرکار نیابتی نزل پر منصوب فرمائے تو تمام معاملہ کو درست کرتا ہوں گا اور محفوظ امانت جان
 برآمد کرواتا ہوں گا پر دازان حضور اسکی اس قسم کی گفتگو کو بہتر اور مناسب جانکر حضور میں عرض کروا
 بندگان حضور بھی اس صلاح کار کو پسند کر کے رگھوناتھ پندہ کو نیابتی نزل سے سرفرازی دینے کے روانہ
 فرمائے پندہ ہری مذکور نزل پہونچ کر ایسا مشہور کیا کہ آپ نائبین خان بہادر سے ہے ایسے لیے تجاویز
 و تدبیر سے معاملہ تحصیل سرکار کو اچھی طرح سے انتظام دیا اور حسب وعدہ جس سہی سے اپنے مال محفوظ بنان
 بھی برآمد کروا کے داخل سرکار کیا اور تحصیل کلر کو بروقت وصول کر کے حضور میں گذرانا تھا۔ ذکر
 مختصری بابا سوریار او کا قلعہ گوکنڈہ کے قید سے بتوہل رائے باگن زمیندار لہا
 سرکار میدک و رولونا سرکار رام گیر کو بعض نزل سویا و فوق الذکر قلعہ گوکنڈہ میں
 بقید تھا اسکے قید کی مدت سات سال کی جب گزری۔ اور کوئی بندگان حضور میں اسکی روئی نہوا
 تحریک نہیں کرتا تھا اون دنوں سے باگن عرت شکر اسے زمیندارنی سرکار میدک کی جو کہ تین برس

و پیادہ کیساتھ لوگزمین سرکار کے حاضر ہوتی تھی۔ دوسرے زندانوں میں زیادہ اوپر حضور کے غیاب
 مبذول تھے بہا تک کہ بعض وقت بندگان حضور کے کل ملنے لینا باریاب ہو کر عریض معاملات
 اور افراد مطالبہ سے حضور کے ملا خط میں گذارتی تھی۔ علاقہ داران سو یا راو بہت ہی عجز و انکار
 زمیندارانی مذکورہ کے پاس اپنے آقا کے رہائی کیلئے چارہ چلی گئے اور بہت ہی نرمی اور خوبی سے
 زندانوں کو آمادہ کئے زندانوں مذکورہ نے کئی کہ راؤ مذکور بندگان حضور میں نذرانہ گذرانی تو لیتے
 میں اسکی مخلصی کی کفیل اور ذمہ دار ہوتی ہوں۔ علاقہ داران راؤ مذکور کو اطلاع دی اسنے ایسا کہا کہ
 میں سو یا راؤ ہوں ایک عورت مغوفہ کے وسیلے سے اپنی رہائی نہیں چاہتا ہوں رہاں اگر کوئی
 مرد ہو تو مضافۃ نہیں آخر کار ایسے علاقہ داروں کے سمجھانے سے تو سب زندانوں مذکورہ کے
 مبلغ یک لکھ روپیہ نذرانہ قبول کر کے قلعہ سے رہائی پائی اور بیوض قائم نزل سب جاگیر سرکار لیم
 کے حضور سے حاصل کر کے اپنے جانب مہار او نامی کو وکیل بندگا منحصر دین رکھے رضت ہوا
 بعد از ان یہ حجت سوار و پیادہ کو از سر نو نوکر رکھتا ہوا غام رام گیر کا ہوا بعد از ان قیام اور
 رفقاء صمیم سالکین جو جوتے بعد واقعہ مقید ہوئے اس کے ایک تلاش معاش متفرق مقامات
 پھیل گئے تھے اون کاموں کو اپنی رہائی سے خوش خبر و کیر طلب کیا جبکہ آگے میں قرار و معقول ہوا
 سے نوکر کہا غرض کہ رام گیر کے مداخلت تک ڈیڑھ ہزار کی قیمت سوار و پیادہ کے ساتھ چھوٹ کر
 قلعہ رام گیر کا محاصرہ کر کے مورچہ بندی قائم کی کہتے ہیں کہ اس قلعہ کے پانچ حصہ گرد و اگر زمین فخلہ
 اون کے تھوڑے ہی عرصہ میں بہت بامکر و حصہ پر تو قابض ہو گیا جس سیوم پر تو جی تھی کہ قلعہ
 اور مصلیان اور رعایا اس نواح کے راؤ مذکور کا غلبہ اور بددی و کجگرمی و سلام جمع کا کھلا بھیجے اور
 آورد شروع کئے۔ ایک روز رائے گیر کے قاضی واسطے ملاقات اس شہر الغرض سو یا راؤ کے پاس
 گئے تھے بعد نصرت پر سے طرفین اور باتیں اتفاق کے کھڑا اسلام کا ذکر در بیان میں آیا راؤ مذکور

بنا ہوا ہے آئین اسلامی سے کہ دستِ حقِ قاضی را گھر کو جو کہ بند گوارا در اہل تہنہ شریعت اور طریقت کے
 اویں بعض تکرار یعنی کر کے اور سخنان غیر واقع کہل اپنی محفل سے بڑی خفت اور توہین سے نکلواؤ
 قاضی صاحب دہن سے بہت باغِ حسرتِ امنوس سے داد دوا کہتے ہوئے حیدر آباد جا کر بوسے کی
 کھنی جیسا کہ اس وقت کے بادشاہوں کا شمار تھا گلہ میں ڈالکر مکہ مسجد کے دروازہ پر فریاد اور انصاف
 کہتے ہوئے بیٹھے تھے۔ ذکرِ مامور مونا افواج سرکاری کا واسطے تھینہ سر ماراؤ کے اور
 فرار ہونا راؤ مذکور کا رام گیر سے اور مخفی رہنا اسکا منع یہ کل پر گنہ بالکنڈہ میں
 بندگان حضور واسطے ادائی نماز جمعہ کے کہ مسجد کو تشریف لائے تھے۔ قاضی صاحب وہاں ٹہیرے
 بہرہ جمہور یا حسب معمول تشریف لائے۔ قاضی صاحب بصوتِ ادواہان پیش ہو گئے۔ بندگان
 خصوصاً قاضی صاحب حالِ تباہ کو لا حظ فرما کر اور مضمون فریاد کو لشکر فی الفور حکم فرمائے کہ پانسو سوار
 اور پانسو پیادہ نابرا خودی اور حاضر کرنے اس بدکردار کے بھیجے جاوین۔ مہار اوکیل اس بدکردار کا
 بلکہ میں رہنا تھا ایک خط لکھی کا کہل ایک قاصد تیز رو کیا تھا راؤ مذکور کی طرف روانہ کیا کہ پہلے کے
 ہی دلتین گذر کر خندان کچھ عرصہ بھی نہیں ہوا کہ یہ خطائے فاش تم سے خطائے سابق سے زیادہ ترس
 ہوئی کہ قاصد تیز رو گوار کو ذلت و خوار سے اپنے پاس سے نکلوا دیا ہے یہ تمام اہل نام پر شاق اور
 ناگوار ہوا ہے اور بندگان حضور کو بہت ہی خضب میں لایا ہے اس سبب سے خصوصاً حکم ہوا ہے کہ کچھ ار
 سوار اور پیادہ واسطے تہینہ اور گرفتاری متباہے مقرر ہو جائے اگر اس وقت تم پر گئے تو جان جان
 کی نوبت پھر بچنے کی پس مناسب وقت یہ کہ تم اپنے کو آپ ہلاک کر لو یا کسی کی جانب بھاگنا و قاصد تیز
 تیز رو سے داخل را گھر ہو کر اس خط کو سپہ بچا یا اور زبانی بھی جو کہی کہ جانتا تھا ظاہر کیا راؤ مذکور اپنی خرابیاں
 مضمون لکھ کر سوخاں بخت ہو گیا اور تمام رفائے قدیم ساکنین نزل کو فراہم کر کے خط موصو لہ کا
 سنایا اور ہر ایک سے مشورہ حاصل کیا پوچھا کہ کیا اپنے اپنے حوصلہ اور یا قہقہے موافق رائے زن ہوا

لاکھ کیسی کئی راؤ کو پندہین ہوئی اپنی رائے سب سے بیان کیا کہ تم لوگ باپ دادے پرورش پاؤ
 ہو سے اس خاندان کے ہومین نے ایک کتبہ بیرون بھیج دیا وہ یہ کہ میں ابھی شب میں یہاں سے نکلتا ہوں
 تم تمام موافق معمول کے مورچہ پر جا کر تمام جمعیت کو اکامی دو کھل کے روز صبح کے وقت قلعہ پرورش
 مقرر پائی ہے اپنے اپنے مکانوں میں توپ کی آواز کے منتظر رہیں جبکہ توپ چلیگی سب کے سب یکدم سے
 ہر طرف سے حملہ کرو جبکہ بالکل صبح ہو جائیگی ضرور میرے نذرانہ کی خبر مشہور ہوگی تاہم میرا ہتھیار
 قلعہ پر ہونگے تم تمام پر گندہ کے ساتھ نزل جا کر اپنے عیال و اطفال میں پوشیدہ رہ کر بیکاری ظاہر کرو اور
 بتدیر سچ تو جزیہ بدست نزل کے قلعہ کی کرین میں اس محل مشکل کے صلہ میں تم کو بہت کچھ سرفراز کرونگا
 لیکن اس قسم کا انتظام اپنے کام کا اپنے بھروسے اور اعتمادی لوگوں کو بتا کر آدمی راہتیں دہانے بجا ہوا
 یہ کٹل ریگنہ بالکل نہ چھوڑ چھوڑا جا جو قوت کو راؤ مذکور نے انتظام بالابتداء اسی مطابق تمام مستعدیوں
 اور قلعہ آواز تو پکے تھے صبح تو ہو گئی مگر آواز تو پکی کہیں سے آئی نہیں جہاں کے وہاں لوگ بیٹھے
 شہرت ہو گئی کہ راؤ مذکور شباً شب فرار ہو گیا اس خبر کو کیا تھی اس کے تمام سپاہ بڑی ہی مذمت کرتے
 ہو کر آوارہ ہو گئے نزل کے باشندے سوار و پیادہ سے قریب آدھے نزل آگئے اور اپنے جان باری
 اور سلامتی حال پر مطمئن ہو کر تھخیر نزل کے قلعہ کا رتھائے راؤ مذکور فوت اور فریبے اور
 بعض واقعات ان ایام کے - سوریا راؤ کی فرہمی کے زمانہ میں راگیر سے نزل پر آدمی رگن تھچندہ
 علی تھا جگہ مذکورہ اوپر ہوا ہے - رگن تھچندہ ہی معروان رعم کیہ جو نزل آئے تھے اندرون آبادی
 آئے نذر ایک یا ایک بیرون رکھا - آخر کو بیٹھے تھے اور بعد کو گئے کہنے سے اوکھی سکونت اور مکا
 نزل ہی میں ہوئے ہر ایک سے بیٹے مسلمانوں سے قرآن مجید کی مسم اور ہنود و نئے عید کی لیکر نزل
 میں داخل ہونے کی اجازت ملی - تمام تہاڑی زور راگیر کے کیا سوار اور کیا پیادہ نزل پہونچ کر اپنے
 مکانوں میں اقامت کو اور باطل میں نزل کے قلعہ کی تھخیر کا قابو نہ ہونڈ رہے تھے - بعد و ماہ کے عشر

محمّد پوینچا محرم کی پانچویں کو قابو جو لوگوں نے اسپین بظاہر خانہ جنگی کا ایکا کر کے آمادہ جنگ کے
 ہو کر مصلحت سے متصل بڑا پوینچو کہ ایام مشرور محرم میں خلعت کا اہام ہوتا ہے اور بڑی دھوم ہوتی ہے اپنی
 صف کو جھانے اور قریب تھا کہ توار ہے اس عرصہ میں معتبرین مردم در میان میں اگر طرفین کی فہمائش
 کر دی جبکہ یہ جنگاں موقوف ہو گیا قابو جو لوگ اپنے مکانوں کو جاتے ہوئے اپنے راستے سے لوٹ کر قلعہ کے دروازے
 پر پھونچ کر دروازہ کھولے اندرون قلعہ داخل ہو گئے اور قلعہ کو اپنی تحریک میں لے لئے اور توپوں کی آوازیں
 چلانے۔ اس واقعہ کے ہوتے ہی عامل نزل فرار ہو گیا اور اسکا اسباب نقد میں جو کچھ تھا حساب لوٹ
 لئے۔ سو یا راؤ منجہ کیل میں جو مخفی تھا نزل کا قلعہ اپنے رفقاء کی کئی خبریں بہت ہی خوشدلی سے
 داخل نزل ہو گیا۔ اس کے بعد راؤ رفقا اس عظیم کو بڑی جاننا بیسے انہام دی اس کے صلیب میں سو یا راؤ
 بہت سارے انعام سے انکو خوش کیا نزل کا قلعہ فتح ہونے کے بعد شب روز راؤ مذکور نے خلائق کی خانہ
 براہ راست کی نظر پر کہ باہمی ہر ایک کے گئے اور قلعہ کے گرد نو آہین غارت گری اور لوٹ مار شروع کی
 خرابی اور مردم انار لیسے ہزار بار پیہ حاصل کرتا رہا۔ اور قلعہ دار اور زمینداروں نے زر نقد جبر طلب
 کرتا اگر اتفاقاً کوئی قلعہ دار یا زمیندار اسال زرو مال مقررہ میں غفلت اور سستی کرتا تو اسکی کم بختی
 آتی قابو دیکھ کر اسکو مسما پر حملہ ڈالتا پانچواں ایک قلعہ پر گئے لیٹھرب کا واقعات یہ سہا سو یا راؤ کے
 سے یہ کہ پر گئے لیٹھرب نل سے جانب مشرق بفاصلہ سو گز کردہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں کار زمیندار
 اہل اسلام سے شاہجہان بادشاہ کے منیا سے پر گئے لیٹھرب کی حکومت اور زمینداری پر مامور راؤ
 قابض اور خود مختار ہے۔ راؤ مذکور اپنے علاقے میں پیدا کر کے جانی دشمن ہو گیا فرصت و قابو دیکھ کر
 اکیبا نزل سے لیٹھرب پر دوڑ مار کر بستی کو تاخت و تاج کر کے وہاں کے گڑھے کو کھودا کے زمین کو
 بلبہ کر دیا اور کال میں سال تک وہاں اپنا عمل جایا۔ وہاں کے زمیندار بجان و آبرو کے خوف سے
 وطن چھوڑ غرت اختیار کر کے دباک چھا پانچ طرف سکونت اختیار کئے۔ اور رعوت اور غارتگری

اس سفاک کی یہ ہوی کہ رگنہ اندور کے دیسا نڈیہ سے جو کہ مرد مشمول اور زوار تھا ادھر ڈاکہ
اور غارت بھجوا کے مبلغ ایک لکھ روپیہ لال منگوا لیا۔ ذکر معین ہونا اواج کلہر کا ساتھ
سہر کدگی غلام سعید خان بہادر سہراب جنگ کے سوریار کو مذکور کے تیغ پر اور وہاں
ہونا بہا ورنہ مذکور کا ناما کیسا بی کیسا تھ نہ ایک ہزار ایک سو تترہتر ہجری غلام سعید خان بہادر۔
سہراب جنگ بارہ ہزار سوار و پیادہ کیساتھ حسب حکم ہندگان حضور قنبہ راؤ مذکور پر مامور ہو کر بعد سے
مراحل اقطع منازل موضع نرسا پور پر آکر مقام کے راؤ مذکور یہ خبر سکر نزل سے لشکر کشی کو مقابلہ پر
بہا ورنہ مذکور کے روانہ کیا دوسرے روز موضع مذکور کے میدان میں لڑائی ٹپی شدت سے واقع ہوئی اس
لڑائیں دو جمعدا متبر فوج بہادر سے ہلاک ہو گئے ان دونوں کے نرات آبادی موضع کے دروازہ
مصری پر واقع ہے اسکے بعد بہادر مسطور نے راؤ مذکور سے صلاح کار چاہے مگر راؤ مذکور نے سوا سپہ اور
توار کے کوئی بات نہیں کی۔ لہذا بہادر مذکور برآمد عاید ہکر بے نیل مرام حیدر آباد کو واپس چلے گئے
ذکر مامور ہونا قادر صاحب دی کا حضور سے واسطے سہر نزل کے اور روانہ ہونا راؤ
مذکور کا ہمراہ قادر صاحب مذکور کے حضور کے پاس رہنے ایک ہزار ایک سو چترہتر ہجری لشکر کشی
صوبہ بڑا تھا انشاے راہ سے قادر صاحب ساتھ با پنچہرا لیں اور دھنر سوار و پیادہ ضرب تو بکے بنا بر
بنیہ راؤ مذکور کیے بھیج گئے ہندگان حضور سے خدمت ہو کہ موضع پے پری جاگیر مشائخین پر جو کہ نزل سے
بارا کو س کے فاصلہ پر جانب مغرب لبے یانے گنگ واقع ہے فایز ہو کر راؤ مذکور کو پیام کہلا بھیج کہ
اگر تو اپنی بھلائی چاہتا ہے تو میرے دیکھ ہندگان حضور کی ملازمت حاصل کر لے بعد حصول ملازمت
تمام تفصیلات معاف ہو کر پھر قلعہ رگنہ نزل کا ملایگا تو تو اپنے معصرو نہیں ڈرنا نذر کہلا لیا اس سے
قول پر بالکل شبہ نہ کر کے چلے آئے۔ راؤ مذکور اس پیام کو قبول نہ کر کے اسباب جنگ سے پیش ہوا۔ اس
عرصہ میں خبر پہنچی کہ سواری ہندگان حضور کی بارادہ تسخیر قلعہ نزل کے متصل لوہ گاؤں کے رونی

افروز ہوئی ہے غفریب سوا نزل پر وارد ہونگے راوند کو اس خبر کے سنتے ہی اپنے ساتھیوں سے
مشورہ کیا تاہم ہمنوں نے اسکے قارحہ کی ملاقات کرنے کی راہ دی اس راے کو منکر راضی
ہو کر قارحہ کے جلہ میں کہلا بھیجا کہ ملاقات اپنی اور میری بالکل سادگی سے چند آدمیان قلیل التعداد
کیساتھ ہونا چاہئے جمعیت غیر زیادہ لوگ طریقین کے نہون مشارلیہ اس کیفیت کو استماع کر کے چند
آدمیوں کو ہمراہ لیکر موضع پرے پر لیے کوچ کر کے چٹال پر چوکنزل سے دو کروہ کے فاصلہ پر جانب مغرب
واقع ہے فایز ہوئے راوند کو بھی نزل سے چند دی لیکر نہ چٹال پر پھونچا پھر تو جانین میں ملاقات
ہوئی خیریت کے بعد بات ایسے قرار پائی کہ بالفعل ایک سیرق سرداری چھپس جوانان لین کی
نزل کے قلعہ پر بعد از اتھانہ سرکار کہیں تاکہ سب کو معلوم ہو کہ اتھانہ سرکاری نزل کے قلعہ پر قائم ہوا
اسکے بعد تم میرے ہمراہ اپنے جمعیت کیساتھ چلکے ملازمت بندگان حضور کی حاصل کرو۔ راوند کو بڑے
بڑے انحرافات اور بغاوتوں کے باعث ناہم اور شرمندہ تھا لہذا خوف زدہ ہو کر اقرار مضبوط
اور پکا لیکر راضی ہوا۔ اور اسباضیافت اور ہماذاری کے پیکر بکریق اور جوانان سرکار کو قلعہ نزل
تقین کر دیا۔ دو سر روز پری ہی مذمت و رافضوں کیساتھ ہمراہ قارحہ کے مازم ملازمت حضور کا
ہو کہ مقام موضع کاسرہلی پر پہنچا وہاں ملازمت سے مشرف ہوا بندگان حضور بھی تقصیرات انفس
سے اعراض فرمانے کے بدستور سابق نوکری سرکار ہمراہی سے سرفرازی بخشی گئی۔ ذکر متوجہ ہونا
افواج مکرریکا جانب محمد آباد و زلرائی اور مقابلہ ہونا فوج عظیم سی نواح
اوسہ اور اوگیر میں تا مقام تالوند و پچہ جوت کہ لشکر حضوری بید کے حوالی میں خیمہ زن تھا
اور وقت اوڈ کو ہمراہ رکابے ہا اور جاسوسان شاہی آگئی دی کہ افواج مرہٹہ ضلعت اوسہ اور اوڈ
میں منتشر ہو کر بالکل بٹ مار شروع کئے ہیں بندگان حضور اس خبر کے استماع سے اوڈ گیر طرف توجہ فرما
جسبائل ہو گئے خوب جنگ ہا اوس جنگ میں راوند کو اپنے ہمراہی کے ساتھ بڑی بہادری بتلائی

اس بہادر لیڈے جو انکم سابق کی دفع کر دیا۔ اور بندگان حضور او کی جانبازی و یکجہ پانچہر اور پچیسے سر قرار
بخشی اور راجہ ہونٹ جنگ خطاب بھی عنایت ہوا۔ اس جنگ میں لشکر حضور افغان غنیمت میں منصور ہو گیا
تھا روزانہ کوشش کوچ کی کیا تھی بہر حال آہستہ آہستہ موضع تاندو پلچہ رسواری بندگان حضور کی پھونچی
لو سوقت سپہ سالاران غنیمت کے اسپین مہتمم جہد ہو کر کے ساتھ سرکاری فوج کے ایسا جنگ کئے کہ تمامی
فوج قلب لشکر اسلام کی مقتول اور یا کمال گہوڑوں کے سمونہن روندے گئے کشتہ ہو گئے اور مجروح ہو گئے
اس معرکہ میں نواب جعفر علیخان اور شاہ صاحب رومی راجہ بنے محمد خان زمیندار پرگنہ فیضیہ غیرہ
سرداران معقبہ مقتول ہو گئے۔ راوند کور اپنے زینقونے ساتھ اسی میدان معرکہ میں جھٹی ہو کر پڑا تھا۔
جنتا بین بندگان حضور اور غنیمت کے سول جواب صلح کی پیش ہوے اور راجہ راریان کو مدد فدا تر مالک
دکن کے نزدیک گہوڑ پندت پر وہاں کے بھیجے قلعہ جا اور مکانات جب غنیمت سے واکداشت ہو گئے بندگان
حضور امر حجت جانب حیدر آباد فرمائے۔ اس جنگ تاندو پلچہ کے احوال ترک آصفیہ میں بھی کسب قدر مرقوم
و مذکور ہے۔ ذکر فوت ہونا میر بارو کا بعارضہ سرطان ضلع تاندو پلچہ میں۔ سہ ایک ہزار
اور ایک پچیسہ پچیسے ہن جبکہ بعد انتظام سفر ہزار کے فوج اورنگ آباد سے بندگان حضور کو پرخ فرمایا
اور راوند کور ہمراہ رکاب تھا۔ جو قوت کر لے یاے گنگا گوداوری مقام سرکار کاہوا وہ مقام کا
بہت دلچسپ فرمت نظر آیا لہذا کسی روز مقام کا اتفاق ہوا۔ دفعہ راوند کور پر باقضا سے
مشیت نایزدی آثار مرگ پیدا ہو گئے یعنی عارضہ سرطان کا نمودار ہو گیا اس سے بہت تکلیف اور مصیبت
میں مبتلا ہو گیا ہر چند علاج وغیرہ بہت کچھ کیا گیا چونکہ قضا الگ تھی مرگ موجب علاج اور دوا و عا
ملی ہے کوئی دوا مفید نہیں پڑی کارگر نہ ہوئی آخر فوت ہوا پڑا فوت گیا۔ کل من علیہا فان بعد
فوت ہونے راوند کور کے کارپردازان حضور کا شمار یہ ہوا تھا کہ تمامی اسباب امانت اور خیام اور نقد
جو کچھ ہو چکی کا میں آئے اس عرصہ میں میکا جی پندت دیوان اور میورام پندت بخشی یہ دونوں کارپرداز

اور رکن دولت راؤ مذکور تھے ساتھ متعدد یان سرکار کے موافقت پیدا کئے کہ باو خال نذرانہ سرکار
 لنگاراؤ متوفی کے برادر زادہ کے نام سے سند بجالی نزل کی بدستور سابق عامل کے نزل پہنچے
 ذکر حکومت لنگاراؤ اور موقوف ہونا اوسکا اور لغویض ہونا نزل کا ابراہیم سنگھ کی
 وہولنسہ کو۔ لنگاراؤ اونچا آدمی اور جہیم اور آرام طلب تھا۔ لہذا کامی کاروبار مالی اور علی کارکنوں کے
 اختیار میں دیکر آپ تبوئی پرستش میں اور برہنہان پنڈت کی مصاحبت میں اور احتلاطایا واروئے
 مصروف الاوقات رہ کر ہمیشہ ہری کتا اور وید پران سن کر تا اور اہل اسلام کی ملاقات سے سخت نفرت
 بہرون پڑے تھے تاکہ کسی مسلمان کا منہ نہیں چکھتا تھا بجاوری اطاعت سرکار میں بقاعدہ معمولی
 سالانہ اپنی برادر سے کسی ایک روانہ کر دیتا تھا اور کبھی آپ بھی جاتا تھا۔ سہ پچھرا اور اکیسویں
 جرمین حسب الحکم بند گارہ حضور افواج سرکاری بہ سرکردگی میر موسیٰ خان بہادر رکن الدولہ اور
 دوسرے وغیرہ امراد یو قار کے واسطے التخی قلعہ کلیانی کے بعد فوت ہونے راجہ راجندر کے اوسکی نو جرمین
 خام اوقیل نا قیض اور بدیر باطل اطاعت سرکار اصغی سے خارج تھی اور بہ بقصور مقابلہ سرکار اپنے قلعہ کو محکم
 اور استوار کر کے ساز و سامان جنگ سے مستعد تھی مگر افواج گمری بہ شدت وحدت وارد ہوا دیکھا
 ہو کر انہی بکار بہت اچھی طرحے گوشمالی دیکر تھوڑے ہی عرصہ میں قلعہ کلیانی کو تصرف سرکار میں لے لئے۔
 بعد ازاں حسب اشارت والی ریاست بعد گان حضور لغزمت تخی نزل وہاں سے کوچ کر کے بعد طے منازل
 نوا نزل میں داخل ہو کر موضع کوٹہ اور ساپور پر قیام کئے۔ ابراہیم بیگ خان بہادر رضا بطجنگ دوسرے
 اپنی فوج کے ساتھ موضع یلا پتی پر جو نزل سے بقاصد ایک کر دہمت مشرق واقع ہے فروکش ہو کر جو موضع
 کے ٹیلوئے آرمین مورچہ قائم کر کے توپا ورنہ وقتیں چلانا شروع کئے۔ راؤ مذکور بھی اندرونی فوج کے
 پانچ ورتاک بڑی بہادری سے مقابلہ و قتال رہا۔ چھٹے روز خواہان امن ہو کر حیدر آقا نامی جمدار کو جو
 برادر راجہ میر آقا کا تھا زرنذرانہ اور طریض کیساتھ خدمت میں بند گان حضور کے روانہ کیا۔ بعد ملا خطہ عرضی

غنیمت ہم ہو کر چنگا حضور سے بعض نزل بند جاگیر اور زمینداری پر گنتہ اٹھوڑاؤند کو رکے نام نہر
 ہوی واصل سند کے دو سر و قلعہ نزل سے اوڑ کر راؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے ہوا۔ بیان ہے واقعین کا کہ
 راؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے خان پنی سے کمال اتحاد اور دوستی تھی اور اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 سخت عداوت تھی مخصوص ہو جانا راؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 پانچہر سو اور پیاہ لیکر راؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 کے راستہ سے نزل چھو چکر سن لیا کہ کل گئے سو روز نزل کا قلعہ راؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 راؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 ہوا۔ لنگا راؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 سال اور ایک سال سے تیر سال تک ہی۔ ذکر عروج میزرا اٹھوڑاؤند کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 ابن فاضل بگچان دہولندہ مرزا فاضل بیگ قسیم اور ساکن ولایت تورا کا قوم مغل اور امر
 ولایت کے اپنے تھا۔ نواب نوزاد بختیار بہادر ناظم ارکاٹ کے پاس چار سو سو اور تین سو
 جوانان لہن موہن نان ہانی اور نقارہ اور شتر سوار کے بھینے نوکری سرفراز اور متار تھا اور ہمیشہ
 سرکاری نوکری میں بڑی کوشش اور جانفشانی سے نام آور تھا۔ لفظ دہولندہ کی تفسیر صحیح و تفسیر صحیح
 ہے کہ یہ لفظ (دہولندہ) دکن کے محاورے سے ہے چونکہ مرزا دہولندہ کو رکے اٹھوڑاؤند کو رکے
 انتظام کرتا تھا خصوص زمینداران باغی اور مفاسد کی تنبیہ اور گوشمالی بخوبی کرتا تھا تاکہ کہنے
 سب راستہ پر آتے ہوئے چونکہ مرزا کی تنبیہ اور سختی کا شہرہ اس نوچمیں پھیل پڑا تھا لہذا باعتبار سحر و جادو ملک
 اور مقلوب ہولندہ قرار پایا۔ اور میزرا سر و خیر دوست تھا جہاں کہیں بٹھا کہ کوئی درویش یہاں
 مقیم ہے وہاں جا کر بڑی عقیدت سے خدمت کرتا اور استدعا دے جاتا اور پیر اکثر اہل ہلال تھا

چنانچہ جس نہایت اذکی کثیر العیالی شہر ہے۔ ایک روز نخل میں بہاؤ نہ کر کے مرزا سے استفسار ہوا کہ تمہیں کتنے لڑکے ہیں جواب دیا کہ زبانی یا دہنیں بہت دیکھ کر عرض کرونگا۔ بہر حال ایک لڑکے اپنے آقا کی ملازمت میں وفاداری سیکرگاری سے گزارا۔ بعد ازاں باقی تھانے شہیدت ازوی اور آب خور مرزا کا تعلق روزگار و دہانے منقطع ہو گیا تھوڑے عرصہ میں بحالت بیکاری جو کہ سرمایہ تھا ختم ہو گیا زمانہ بیکاری میں تدبیر سربردار اوقات کی ایسا سوچا کہ بعد از اجارہ سے جنگ کے سے اور او کی اجرت حاصل کر کے رزق مقوم جہاں کا ہوتا ہے وہاں کھینچ لیتا ہے لہذا دینے والی راکنڈ زور زور سے ایک آب دانہ دگر خاک گور۔ اور تلاش معاش شرط عمل اور متفقہا جہاد سے میرزا مذکور کشتش آب و دار و سرزمین سیکا کول ہوا اور وقت اس خطہ کا حکم ستی رام راج قدر دان شرفا اور نجیا اور علیا اور سپاہ پرورد تھا اس سبب سے ہر ایک کمال والا دور و دراز سے آتا تھا اور کامیاب اور بہرہ مند ہوتا تھا میرزا کے وارد ہونے کی کیفیت سن کر کسی ایک مرزا کے پاس نوکری یا بیچ کا پیام دیکھ کر پہنچا چونکہ مرزا بیکاری کی مشقت میں مبتلا تھا فتوح غیبی بخش لایبی تصور کر کے قبول کر لیا راجہ مذکور بد وقت کے مرزا کو مع جمعیت ہمراہی اس کے اپنی سرکار میں نوکر رکھ لیا اور روز بروز مرزا کی عزت زیادہ کر لگا جو ناظم بدہ حیدر آباد دکن سے عہداری سیکا کول آتا تو راجہ وہاں کا مرزا ہی کو بطور وکالت کے بھیج کر سوال جواب کا اڑا کر واتا۔ اس طور سے ایک مدت بسر کر کے سیکا کول کے نزدیک اپنے نام سے فاضل بیہ نام کا موضع آباد کیا اور اسی موضع میں مکانات پختہ اور بلند تیار کروا کے اپنے رفیقوں کے ساتھ اقامت اس موضع کی اختیار کی چند روز پہلے آرام و چین سے گزرے وقت موجود آگیا مرزا فوت ہو گیا بعد فوت اور موت مرزا کے تھوڑے ہی عرصہ میں اس مرزا کی اولاد پر تباہی اور بیکاری طاری ہو گئی جس کے سبب گندہ اور پریشان ہو کر مقامات میں متفرق ہو گیا پھیل گئی بعضے تو اسی راجہ کی سرکار میں دیہات کا اجارہ لیکر نشان شوکت سے رہے اور بعض سبھار

پیشہ اختیار کئے ذکر عروج ابراہیم بیگ خان دہولتہ مرزا فاضل بیگ کے تمام فرزند و ہمین -
 ابراہیم بیگ خان دہولتہ صاحبزادے اور صاحب فوت اور ذی مروت تھا بعد وقوع انتشار حالت
 سیکا کول سے نکل جا کر کسی ایک مقام میں دو گھوڑوں کی سوار سے نوکر ہو گیا تھا بتدیج بیگ خان
 بالکی اپنے باپ کی سواری کی جو رہتا تھا چند کہاؤں کو نوکر کہنے اور سپہ سوار ہو کر امرا اور معتبرین وقت کے
 پاس جا کر ملاقات کرتا تھا چونکہ انقلاب مانہ سے کس قدر عسرت و انحرافات تھی ایک آدمی جو دوسرا
 آدمی نوکر نہیں رکھ سکتا جس مجلس میں جا بیٹھتا انہیں کہا ان حال بالکی سے ایک آدمی کو
 ہمراہ لیجا تا وہی ایک کہا مرزا جوتیان وغیرہ درست کر رکھتا۔ اتفاقات تعدیر اور مرئیاب
 تعدیر سے مرزا اسے راجہ کے سرکاریں پھر مامور بکار سر شرتہ روزگار سے ہو گیا۔ اور اسی راجہ کی
 دربار میں ایک شخص سہمی سید غیرت خان منصبداران پادشاہی سے نواب غیاہ کے زمانہ سے
 سیکا کول میں وقایع نگاری کی خدمت پر مامور و مقرر تھے انکا انتقال ہو گیا مرزا ابراہیم بیگ خان
 کے ملازم ہو نیچے ساتھ ہی سید غیرت خان منصبدار کا انتقال ہوا بعد ملت منصبدار کے منصبدار
 کی دفتر کیساتھ مرزا ابراہیم بیگ خان کا عقد ہو گیا اسروز سے مرزا کو روز بروز ترقی دولت ہو
 لگی یعنی مرزا سے سیکا کول کے راجہ کی سرکاریں بڑے بڑے شکل کام کا انتظام ہونے لگا اور بڑے
 بڑے جانفشانیان بتلایا اس کار گزار کے صلہ میں سیکا کول راجہ نے مرزا کے باپ کی منصب
 مرزا کو ساتھ جمیت چار سو سوار و تین سو جوانان بار کے سفر فراز کیا۔ ان اہام میں راجہ کو ایک
 امر دشوار طلب پیش تھا وہ امر محال یہ تھا کہ زمینداران تعلقم کبیٹری اور کہو سہرا زراہ خیرگی و نبات
 ادائی مالو آج میں پروائی شروع کئے اور عالمان سرکار کو کچھ خبر نہ سمجھتی زر مہر کار چاہتے تو دیتے
 چاہے نہ دیتے برین تعدیر راجہ نے مرزا کو اپنے ملازمین مغز میں سے منتخب کر کے سر کردہ اور امن
 قیج ٹھہرا کر دوسرے سوار و پیادہ سرکار کی جانب سے ہمراہ دیکر زمینداران خیر سر کی تمہیہ و تعذیب پر

ماہر کیا مرزا براہیم بکخان رخصت ہونیکے وقت سیکا کول سے مرزا اسدیا بیگٹ اور بھکو میا نیے
 تہام کے برادران کلان اپنے مین جو اجارہ اور قہد دیہاتے صورت معاش رکھتے تھے اپنے ہمراہ
 لیکر عازم مہم ہوا۔ پانچ سال تک اس نواح میں بڑے بڑے تباہی اور ہوشیار لیسے دورہ کر کے
 کمال درجہ کی کوشش کی ساتھ مردانگی اور دلاوری سے زمینداران مغرب کو ہموار اور فرمان بردار
 کیا۔ اس مہم عظیم کے طے کرنین سخت جنگ بجالا ہوا اور اس جنگ جلالین بھکو میان برادر
 مرزا مقتول ہو گیا اور مسلح کثیر اور غنیمتین خلیہ ہاتھ آئے۔ بعد پنج اوتامی مصارف کے تمام نقد
 و جنس مسلسل راجہ مذکور کے پاس ارسال کرتا تھا۔ راجہ قدروان حسن ترددات اور خواہی مرزا
 مذکور کے معائنہ کر کے سرور بارطی الاعلان آفرین اور تحسین کرتا تھا۔ انسان اکثر الاوقات
 مولن و فریق شیطان ہے۔ حد کی آگ کو مشتعل کرتا ہے کسے اپنے ہی ہم منس کو فراغت اور
 رفہ آمین دیکھتا ہے اور کی نرا بیکار خواہن ہو جاتا ہے راجہ کے مصاحبین راجہ کی عنایت مضطر
 مرزا پر دیکھ کر اقسام کے شکایات شروع کئے اور کہنے لگے کہ ہماری ریاست میں عجب شخص پیدا
 ہوا کہ پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے مداخلت محتاج سے اپنے علاقہ کی کچھ اطلاع نہیں دیتا ہے قیاساً
 ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ شخص چند روز میں دائرہ اطاعت لقیاد سے خارج ہو کر بغاوت اختیار
 کرے گا جیسا کہ حیدر علی خان بہادر میور کے راجہ کی سرکار میں نوکرا اور محترم علیہ و مدار کار کا ہوا
 تھا بعد چند روز کے قابو پا کر بالکلیات سریر رنگ پٹن کا ہو گیا ہم چونکہ خیر خواہ دولت اس
 سرکار کے ہیں اطلاع عرض کر دی اسطرح سے ہمیشہ اشارات گنیتا نکامیتن کرتے رہے۔ آخر کا
 طبیعت ہموار راجہ کو ناہموار کر کے طرح کے خیالات کو راجہ کے ذہن میں جمادی راجہ بھی مشتہم
 ہو کر کسی دوسرے کو اس بڑا حکم سر کردہ بنا کر روانہ کیا اور مرزا مذکور کو طلب کیا۔ نامہ طلب مرزا کو
 وصول ہوتے ہی تھوڑے ہی عرصہ میں متصل سیکا کول کے پہنچا مذہبی جو وہاں واقع ہے اس

کنا رسے پر فروکش ہو کر اپنے ہمراہی کی افواج کو آہستہ آہستہ عبور کروانا تھا اور کٹا خشاہ تھا کہ بعد
 عبور کل ہمراہیوں کے راجہ کی ملاقات کروں ذکر ترک کرنا مرزا مذکور کا روزگار راجہ
 ستیا رام راجہ کو باوصف ہمائش کے اور عانم ہونا وہاں سے بارہ روزگار حیدر آباد
 حاسد و نیکے حیدر مرزا مذکور غافل اور خالی الذہن تھا لہذا فوج کو بغیرت عبور کروانا تھا اس عرصہ میں
 نثار علی خان نسیمی اور حقیقی اور مرزا عاشو بیگ خان: قبرا سے مرزا کے سیکا کول میں مقیم تھے واقعتاً
 حیدر مرزا کو آگئی دئے کہ یہاں کے دربار کی کیفیت تمہاری نسبت ایسی ہی ہے اتہا را
 یہاں آنا مناسب نہیں غفلت کا سامنا ہے۔ مرزا مذکور چونکہ ہوشیار اور عقلمند تھا اس خبر کے سننے
 ہی تمام جمعیت ذاتی اور اپنے معتمد جو چار سو سوار اور تین سو جوانان بارہ و مغرب توپ رہسکے
 جو کہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اپنے ہمراہ لیکر حیدر آباد و گن کو کھینچا اور ہر راجہ مرزا کے چلے جائیے آگاہ
 ہو کر اکابرین دربار متہدین سرکار اپنے کو بنا ہر ہمائش مرزا کے سہیا لگے مرزا مناسبت خیرانکر
 انکار کیا اس سفیرین مرزا کو پاؤں پیر مقام کرنیکا اتفاق ہوا اس وقت ایسے رام و ہانکا زمیندار
 تھا مرزا مذکور کو یہ سبب جماعت کشمیر ہمراہ ہونے کے قلت خیر علی لاقی ہو گئی لہذا اس راجہ کے
 پاس کہلائے جا کہ میں بکارت ہو کر اس قدر جمعیت کیساتھ بارہ روزگار حیدر آباد و گن جارہا ہوں لیکن
 ہو تو اپنے مقدور کے موافق خرچ راہ و زمین خالی از یا دگا نہیں زمیندار مذکور جواب خشک دیدیا
 مرزا مذکور ناچار ایک ضرب بیکہ ایک ہزار چار سو روپیہ کو فروخت کر کے راستہ کے خرچ سے
 کس قدر بھیکر ہو کر داخل حیدر آباد و گن اور شیش ازینہ زینے کریم الدین حسین بلگرامی جو کہ اس مرزا کی
 اطاعت و رفاقت میں بڑی عزت اور مکرم سے تھا اور وہ ریاست آصفی میں نسبتاً مراد علی
 خاندان آصفی کے تھا چنانچہ اسکی کیفیت میر غلام علی آزاد نے اپنے نظم و نثر میں درج کیا ہے
 بعنوان وکالت کریم الدین حسین مذکور کو معہ عراض اور نذر جنورین ارسال کی میر سبط حیدر

پھونچکر اولاد قارالدولہ بہادر سے ملاقات کر کے بہادر کو کر کے ذریعہ سے بدرالہام میر جو سنا
 بخشی الدولہ سے ملازمت حاصل کر کے نذر اور عین گذرنے بدرالہام بہادر یافت خیر کے ال
 دریافت کئے میر سطور بہت مناسب وقت کیساتھ عرض حال کیا۔ اسوقت سواری بند گانہ
 کی مقصدانی غ کو روز اس کے بطور سیر کے لئے ہوئی تھی اور اس زمانہ میں بھرتی ہو چکی ایک قلم بند تھی
 اسی حالت میں مرزا کو جھوڑی لشکر میں داخل ہو کر بند و امرائے نامدار سے ملاقات کیا تلاش ہو گیا
 میں مرزا کو چار مہینہ کا عرصہ گذرا چند سی بیہ شمار کو شش بسا کیا لاکن حکم کل امر مرہون باوٹیا
 کارگر نہ پڑی مرزا کے سپاہ پر تباہی اور تکلیف مالا یطاق لاحق ہو گئی نوبت فائدہ کشی کی پہونچی جو کہ
 مرزا کے پاس تھا مصداقت روزانہ سے کافر ہو گیا تاہم عنایت الہی سے نواب بدرالہام نہایت
 اشفاق فرمایا سے مرزا کے جائز نظر والد قارالدولہ بہادر سے مرزا کے روزگار کے بارہ میں سلسلہ
 جہان ہو کر فرمایا کہ درینو امیرین یعنی بہادر قطب لدولہ پیشگاہ خصوصاً سیکاکول پر پڑا
 ہوتے ہیں ان کے ہمراہ مرزا کو روانہ کرنا مناسب ہے ذکر و بار آنا مرزا ابراہیم سیکاکول
 دوسو شہ کا سیکاکول کو چارہ قطب لدولہ کے اور بعد چند روز کے نوکر ہو جائے ناظر
 انگریز زمین اور بعض اوقات سفر تر نال۔ چونکہ زلزلہ مطلق خلاق ہوتے ہیں ایک
 زیر وحلی روزی مقوم کر دی ہے اور جہاں جہاں آٹ دانہ مقدری وہاں کاجا ناظر در تر ہے۔
 پس بتائید یہانی دعانت ربانی حسب صلح و تجویز نواب رلہام اور قارالدولہ بہادر و ناظر
 مرزا کو رہو گیا حسب الامر سر و امر نامدار قطب لدولہ بہادر کی رفاقت سے مرزا بلذمانی سیکاکول
 اگر الکیت تک خیر خواہی و جان کا ہی کیتا اطاعت سرکارین رہ کر خوش گذران رہا۔ خواہان
 احوال سلف پر مخفی نہ ہے کہ نواح سیکاکول اور راج بند اور کوٹورا اور کوٹورہ کوٹورہ یہ تمام علاقے
 موسی پھوسی کی ترخواہ کی عیوض میں مقرر تھے اور موسی پھوسی افواج فرانسس کے سرگرد سے تھا

اوسوقت نواب میرالہاک صلابت جنگ اور فرانسس کے ہم نوا اور خلاف آگیا تھا۔ کارپورازن
 بندگان حضور نے یہ مشورہ کیا کہ علاقہ جات کو دیکھ کر فرانسس سے بازگشت ہو کر تمام مسل علاقہ جات
 نوبر بہ تعداد پنج ہرات لاکھ روپیہ سالانہ معین ہو کر تمام علاقہ جات صد صاحبان انگریز کے تصرف
 میں سپرد کئے گئے۔ چنانچہ اس بات کا صلح نامہ قرار نامہ تیرہویں رمضان المبارک ۱۲۰۳ھ پہنچا اور کو
 بہتہ بحرین واقع ہوا جو وقت کہ یہ معاملہ اس شکل میں متبہ ہوا قطب الدولہ بہادری صاحبان انگریز سے
 ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر و معاش اپنے نام سے مقرر کر لیا کہ خاندان بنشین ہو گئے۔ مرزا ابراہیم بیکان دہلی
 یہ خبر سنا بہادر مسطور کے پاس اگر گزارش کی کہ میں نے جماعت کثیر کے ساتھ ایک ستاپ کی رفاقت میں
 رہ کر جانفشانی اور سرگرمی سے اپنی گذران کر لی اب میرا لٹھیا بنشینی آپکا واقع ہو گیا تو اس کے بعد اس کے
 روزگار کا کیا انتظام ہوا۔ بہادر نے فرما کے جو زمین بہت ہی دلداری اور تھلین سے کہے کہ تمہارا
 روزگار جیسا کہ میرے کل زمین تھا اسی سوال پر کہ انگریز زمین بجا رکھا ہوں۔ کل کے روز اپنی جمعیت کا حکم
 دیکھ کر نوکرین کلر انگریز کے حاضر ہو جائیں اور جو بک شاہ بہادر مسطور دوسرے روز مرزا نے اپنے حبیب
 غلام تبار کو نوکر میں پر امور ہو گیا چند روٹو بعد صاحبان انگریز نے بعض امور کے انتظام کے لئے مرزا کو نواب
 میرالہاک والا جاہ کی حضور میں چننا پٹن کو روانہ کئے۔ مرزا نے اپنے ہمراہی کی جمعیت کو سرکار انگریز کی نوکرین
 چور دیکر چلا گیا۔ اس عرصہ میں مرزا کا سفر فوج انگریز کو پیش ہوا جیسے جاتے ایام تمام پچھو پچھے
 وہاں سواران مرزا کو اور فوج پٹارو سے مقابلہ ہو چکا ہو گیا۔ اس مقابلہ و مقابلہ میں منجملہ سواران
 مرزا بار آدمی مجموعہ اور مقتول ہو گئے چنانچہ مقتولین و مجروحین میں میر داؤد علی برادر زادہ میر کریم الدین
 ملگرامی نے بی بہادر و سب جنگ کے زخمی ہو گیا۔ اس سفر میں حال تو اس قدر صافی میں بفضل بطور دیکر مذکور
 ذکر جب علی بیخمار۔ جب علی ناپور کے راجہ کے پاس وکالت کرے تھے بڑے
 بڑے راجاؤں سے فتح نصرت پائی من بعد نزل پر بعض خدمات سرکاری میں بیخمار ہی وغیرہ تھا

حسن و خوبی کیساتھ انجام دیا چنانچہ فوجی عکدار میمن بنگلہ تالاب کثرت بارش کی وجہ ٹوٹ گیا تھا جو نئے وقت کوئی صورتِ موت کی نظر نہیں آتی تھی تو اس وقت اپنے ذاتی صرفہ سے تالاب کے کٹہ کو منظرِ بے دست و پا کر دیا جس کے صلیبیں گار سے ابراہیم تالاب کے نیچے انعام زمین تری عطا ہوئی تھی۔ اور فوجی بھی بڑی ہی شاندار جو دیان جب لکڑی کے نام سے مشہور تھیں اب بھی اوسکے چند علما انقطاع آثار میں نہایت قطارِ محکمہ میں فتح برج کے متصل واقع تھیں انعامات و منکشف ہو کہ انکو بھی سالانہ ایک لاکھ روپیہ کا معاش تھا ملکِ سرکار سے انکو چوتھی امقررتی جب علی کو کوئی اڑکانہ نہیں تھا صرف ایک دختر نیک فخر تھی انون نے اپنی دختر کی شادی حضرت سلطان شہزادہ علیہ کے پوتے سے کروا دیا اور حضرت سلطان شہزادہ علیہ حضرت ریاض الحق رحمۃ اللہ علیہ کے خاص بھانجے میں کیونکہ جب علی ان بزرگوار و نسلے بہت معتقد تھے اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اپنی دختر کے نام سے کروا دیا مگر جب علی کے داماد سبب پر بنی گاری مال و دولت دنیا کی طرف توجہ نہیں کی جسکی وجہ کامیابی حاصل نہ ہو سکا۔ ذکر بھیجنے بندگان حضور کا نواب المہام رکن الدولہ بہادر کو حیدر آباد و چینا پٹن کو اور آنا ابراہیم بگیاں دہو لہ کا گار اصغری میں سفارسی امیر الہند و الاجاہ بہادر کے بند غزل کے بندگان حضور بذاتِ خاص اس سفیر میں تھے بعد نظام ضروریہ کے واپس حیدر آباد کو آگئے۔ اسکے تھوڑے ہی عرصہ میں نواب کن الدولہ بہادر مہار المہام جو اس موقع میں بظرفِ ضرورت مہار المہام سے سرفراز تھے انکو اور وقار الدولہ بہادر کو واسطے تھکا بنا محبت و اتحاد اور اہتمام مہام صلح درودا کے چینا پٹن کو روانہ فرمائے ہر دو بہادرانِ سلطو چینا پٹن بھونکر نواب لاجاہ ملاقات کے اصلح موافقت کے کلمات کر کے جانیں کنی زاع کا کر دیا۔ رخصت کی وقت نواب والا جانے اپنے دستِ شفقت سے مہار کا ہاتھ نواب مہار المہام کے ہاتھ میں دیکر کہے کہ شخص بہت نامت و دانشمند اور ذی جرات گار اصغری میں رہنے کے لائق ہے رکھو۔

کہ بکار آید شخص نہیں اور اس شخص کو میری امانت تصور کریں۔ حال کلام مرزا مذکور ہمراہ ان امرائے
نامدار کے حیدر آباد پہنچ کر بندگان حضور کی ملاقات سے بہرہ ور ہو کر مزید عینائے تعلیقہ کھم مٹا ور
ہنگامہ حاصل کیا۔ وہاں سے اسکا ستارہ نجات رخشندگی پر تھا۔ سرکار ونگل اور سرکار رام گیسر بالکلیہ
اور سرکار لکیندل اور بعض محالائے تفرقہ سرکار ناڈیرو وغیرہ کے مرزا کو کے قتلواہیں ہو گئے پس
ایسے موقع میں یاوری سختی مرزا کو کی مساعی سے بہت سے ٹٹے شکلات حل ہو گئے خانبخشا
ذیل میں بعض کو افس قلم بند ہو تہمین۔ ذکر تہنہ کر مرزا کا اسی راز زمیندار پالونچہ کو نا
اسی راز زمیندار پالونچہ کثرت سال سے بدستہ بغاوت علی وار اور راجی وار کی سپاہ کو جمع کرنا شروع
کیا اور ادائی مالواجی گسر میں لے پردائی اختیار کی اور ہمیشہ اپنے مذہب کے رفقا کی کثرت سے اس پر یار
اشجار کے رامون پر مسافر کو کو اتنا تھا غارتگر کیا پیشہ اختیار کیا تھا ایسے ایسے بد معاشرے کی فافا
مرزا حال محتاج وقت کہ مرزا ابراہیم بیگان دہولہ اس نواح میں پھونچا۔ ادائی مالواجی سرکار
میں اور بھی استغنائی برآواہ ہو گیا مرزا کو سرکاری ضرورت کے علاوہ غباری بے سروتی سابقہ
اسی راز زمیندار کو کو سیکاکول سے آتے وقت پالونچہ پر مقام کر لیا اتفاق ہوا تھا تو بہ سبب
زاوہ کے مرزا نے زمیندار مذکور سے قرضہ مانگا زمیندار مذکور نے جو اس خٹکے سے مانگا تھا
مرزا کے دل ٹرا ہوا تھا اس غبار سے مثل ہو لے کے اس عاقبت اندیش کے سپرد وڈار کر روانہ
جنگ جلال عرصہ طویل میں پالونچہ کو اپنی تہمین لاکر زمیندار خندان ملک مال اسباب جو کچھ ظفر
طلا اور فقرہ اور لقیات زر صرغ و سفید اور رقم جواہر اور صمغ اور لبوس ریشمی اور زربفت کی
قسم سے تہہ دستیاب کے سپاہ اور ملازمان کو بخند کی خوشدل اور شاد کام کیا۔ زمیندار مذکور
دنا اشجار تاب، متبادلہ و مقامہ مرزا کا نہ لاکر لپوائی کی طرٹ فرار ہو گیا۔ مرزا ائمہ یار بیگ باور کلا
مرزا ابراہیم بیگان دہولہ زمیندار مذکور کا لقب کر کے ساتھ زد و ضرب خفا طر خواہ کے زمیندار

خزان مابک سرکاٹ کر مرزا ابراہیم بیگان کے پاس روانہ کر دیا مرزا انصاریار بیگ سہی لایق
 اوئین کے صامین بندگان حضور کی پیشگاہ سے ثابت جنگ بہادر کے خطاب سے فرار ہوا۔ زمیندار
 مذکور جنگ میں جانبین کے بہت لوگ مقتول ہو گئے ذکر تسخیر قلعہ گندہ مقبوضہ جگیا پند
 جس زمانہ میں کہ قلعہ گندہ کا قلعہ بند کا حضور سے مرزا کو تفویض ہوا تھا اس وقت جگیا پندت نامی زنا رو
 دار کار اور متحد علیہ سرکار مرزا مذکور تھا مرزا نے باغما دہلی جگیا پندت کو قلعہ داری قلعہ گندہ کی حوالہ کیا تا
 ازاں وہ قساوت قلبی شقاوت جبلی اس نواح کے زمینداروں کو رانسا اور موافقت پیدا کر کے قلعہ مغنیہ کو
 محکم اور پختہ کر لیا بعد ازاں مرزا مذکور کے باغی ہو کر متعدد بمقابلہ ہو گیا۔ لہذا کاروبار میں مرزا کے
 برپا ہو گیا پناہ لینے قلعہ داران اس ضلع کے طریق بغاوت اختیار کر کے تحصیل سرکار کے دھال میں
 بے پروائی کئے مرزا مذکور اس وقت حکم پر پہونچکر دو ماہ چند یوم تک قلعہ کا محاصرہ کر کے حرم ہیر
 سے قبضہ کر لیا۔ اس میں ایام محاصرہ قلعہ گندہ میں نواب قار الدولہ بابر طلبہ کے پیشگاہ حضور سے
 چند روز انکی میں جلدی کئے لاکن مرزا مذکور نے تسخیر قلعہ تک ہاتھ بخش نہیں کی بلکہ بجائے اپنے
 فرخ مرزا نامی فرزند اپنے کو ہمرہ نواب کے روایہ حضور کیا نواب مذکور پیشگاہ حضور میں مرزا مذکور کا
 ضامن ہو گیا بعد تسخیر قلعہ کے زنا رو دار مذکور کو گرفتار کر کے اپنے ہمرہ حیدر آباد لجا کر ہر ایک کو چہ میں بی
 رسوائی اور خرابی سے گشت کروا کے مار ڈالا۔ بیان کرتے ہیں کہ معرکہ محاصرہ قلعہ مذکور میں قریب ایک سو
 آسمی کے ساکنین پھیلی بندر اور بجاوہ اور کھم وغیرہ ملازمین مرزا مذکور سے فوت ہو گئے۔ اولی موت کی
 کیفیت ناوہ سطح چرسے کہ وہ لوگ قلعہ کے نیچے مورچہ کے مقام پر پہنچے تھے اونکے مقابل نزدیک ایک
 پتھر بہت بڑا تھا مخالف کے لوگوں نے اس پتھر کے نیچے نقب لگا کر جگہ ہمارے کے باروت کے ذخیرہ
 ایک آنہ از شدتیں بلند ہوئی اس آواز کی شدت سے وہ سنگ عظیم جو کہ بمقابلہ ہمارے تھا ٹکڑا ٹکڑا ہو کر
 چالو سو آدمی پر جا پڑا وہ سب کے سب یکدم سے جان بحق تسلیم ہو گئے ایک بھی انکو جانبر نہوا جیسے

پلی میں انج پتا ہے پسکے انکی قبر کا نشان دہی تھیں۔ (ابھیج مونسے اس قلعہ کے مرزا ند کو
 شوق تیار ی قلعہ جا کا بطور یادگار کے پیدا ہوا) اسی ظفر گدہ کے اطراف و جوانب خوب نظر غور
 دیکھا تو ایک ٹیک ٹیکہ مثل چھوٹے سے پہاڑ کے دکھائی دیا اور وہ دیکھنے والوں کو ایک مقام عجیب
 آتا تھا اس ٹیکہ پر ایک قلعہ مہ صارا اور تیر میں اور برج اور خندق کے تبار کر داکے ابراہیم گدہ نام کر کہا
 بعد از ان اون ہر دو قلعہ جاتے نیچے سے ایک ڈوار بطور حصا بہت بھگی کیسا قلعہ بنوا دیا اور اسکے تحت میں
 ایک فیصل تیار کر داکے اسکے اندر ہر ایک قسم پیشہ ور وٹنے آبادی کر داکے شہر ابراہیم کے نام سے مشہور کیا
 ذکر ماور مونسے ابراہیم بگچان دہونسنہ کا واسطے تعاقب الگو باغیکے حسب الحکم حضور
 ساتھ سرکردگی افواج زبردست سرکار کے دریا زبڈہ مکمل و ملاقات کرتے اہلیہ
 رئیسہ مہیسرے اور قافلہ ہونا دولت آباد کے قلعہ پر۔ جسوقت کہ راہروٹ پر دہان میر کے
 قلعہ کے اطراف پہنچ کر محاصرہ کیا آند و شہر سد اور غلہ اور لشکر کی مسدود ہوئی آخر کو ساتھ ہی بہادران
 کار کے جن جانب سے کہ آئے تھے اسی جانب میں آوارہ اور پراگندہ ہو گئے برین بنانندگان حضور کا حکم
 مرزا ند کو کو پیو پچی کہ تم باغیکے تعاقب میں سرکوب و رکڈزن رہو۔ مرزا ابراہیم بگچان حسب حکم
 حاکم وقت افواج سرکاری کو اپنے ہمراہ لیکر مانند شہباز بندر واران کے گھر و زین کرتا ہوا دریا زبڈہ کے
 دوسرے جانب مقام چولی ہیدر کے اس باغیکو ہانڈیا چونکہ حکم بند کا مخفوق کا اس یاسے زبڈہ سے
 آگے جائیکا نہیں تھا واپس ہو نکلا ہنگام واپسی اہلیہ بانی رئیسہ مہیسرے جو مرزا کی دلاوری اور صلہ ہمیشی
 مطلع تھی نہایت خوشی سے ملاقات کی خواہش کی بعد استعراج وغیرہ ملاقات سو فاش ہو کر اسباب
 ضیافت غیرہ کے سرور خاطر رخصت ہو کر دریا زبڈہ پر چند مقام کیا اون مقامات کے ہر شب میں
 روشن چراغان اور مہتاب و راتبازی سے دل شاد رہتا تھا اور اقسام کے طعام کا لذت سے
 مغلوط رہتا تھا۔ پس چند روز کے بعد وہ اپنے کچ کر کے برہانپور کے راستے سے خجستہ بنیا واوزنگ آباد

پہونچکر حضور کی ملاقات ہو بہرہ مند ہوا۔ دولت آباد کا قلعہ اختیار آٹھنی سے چلا جا کر نپٹ پر دہان
کے قصبہ میں آگیا تھا۔ مرزا مذکور حسب رشا و بند کا حضور کے اوس قلعہ کو اپنی تدبیر اور دانشمند سپہ سالار
تخصیص فرمایا۔ قلعہ داری اوس قلعہ کی مرزائی کو ملی۔ ایک روز منوہر دولت اس قلعہ کے سیر و تماشا کیلئے نقشہ
لیگئے تمام امر اور اراکین، دولت ہمراہ سواری تھے موقع دیکھکر مرزا مذکور نے عرض کیا کہ متصل اندھیری
قلعہ کے اسی قلعہ میں جس جگہ تابہ آٹھنی ہے شتر جم (مین نے اس قلعہ کے اندر ۱۳۰۰ مین جا کر دیکھا ہے
وہ تو انہیں ہو تو سے کئی کل تو دیکھ رہی ہے جگانام مولف نے تابہ لیا ہے وہ تو ایک تختہ سرخ بر
ہے سوے کا بنا ہوا ہے نیم ناطول و کاتین گز کا عرض مین دو درعہ بالا صحرانہ قریب خزر بنو کے اوڑ
رکھا ہوا۔ اور وہ اس عرض سے رکھا ہوا ہے کہ اگر ختم قلعہ کے دروازہ کو کھولکر اوپر اسے فوراً اندر و
چستی اور پوشیا لیسو اس تختہ کو اس زینون کے راستہ پر بچھا کر اوس تختہ تیراگ دھکا دیوے تو اوس گس
وہ تختہ سرخ الگ کا تختہ ہو جاتا ہے آمینو لا بہت دور سے رکھتا ہے دولت آباد آدنک لیا ہے
پچھل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سلطان محی الدین عالمگیر بادشاہ ہند کی مرزا غلام بادشاہ۔ ایک تیری
بننا ضروری۔ اگر حکم شرف نفاذ دیاے تو فدوی تیار کرتا ہے حکم مو اک تیار کرو۔ مرزا مذکور نے اسی
عصہ میں مہار اور سنگ تراشو کو مر ایک مقام سے طلب کے مامور بکار کیا۔ تیار کیے بعد اس تبر کا نام
طفر تیری رکھا۔ اس تیری عمارت کو کارگران فیلس و انایان روزگار نے بھی پسند کیا جسوقت کہ تیری
تیار ہو گئی بند کا حضور کی سواری اوس تبر کیے تحت مین فروکش تھی مرزا ابراہیم بیکان سے حضور کی
ضیافت کی تیاری کی حضور بھی قبول فرمائے تیاری ضیافت مین ایک چوتھرہ مبلغ ایک لکھ روپے کا
اور دیر خیر ہستی اور پانچ لکھ سپ تیار ساز و سامان طلائی و نقرہ و اور جو ہر نذر گذار مین
ذکر متوجہ ہونا افواج سرکاری واسطے لکائی پٹت پٹھ کیا کے ساتھ سرکردگی
مرزا مذکور کے۔ ان ایام مین علیض رئیس پونہ کے حضور مین پہونچے کہ اگر پٹت نامی باغی عطا

حضور آوارہ سرگشتہ ہو کر سورت کے بند پر اپنے تین پہونچا کر ساتھ صاحبان انگریز کے چھ اتنی تمام قلمرو
 پونہ میں دینا قبول کر کے مجموعیت باراپٹالم ایک لک ۴۴ ہزار انگریز کے نواح کو کن میں پہونچا کر
 غلابی ملک جنگ نکار کتا ہے میں اتنی ہزار پوار ساتھ سرکردگی بری ٹنڈٹ پھر کیا کے افوی مقابلہ
 کے لئے مامور کیا ہوں شاید چند وزین لڑائی ہوگی بندگان حضور بھی توقع ہے کہ ٹنڈٹ مذکور کی ملک
 کچھ نوج خدا دہ ہو بندگان حضور اس کیفیت کے سننے سے ایک لاک سوار اور پیادہ کو ساتھ سرکردگی
 مرزا مذکور کے واسطے امداد و اعانت ٹنڈٹ نہرور کے روانہ فرمائے۔ مرزا مذکور موضع کاسر کے گہا
 عبور کر کے سالیار و مولیہ اور افوی ٹنڈی کے رستہ سے قریب میں فوج ٹنڈٹ نہرور کی ضلع کو کن میں پہونچ کر
 فزکش ہوا برود فوج کے درمیان چھ کوس کا فاصلہ تھا۔ اس موقع پر کبھی تو ٹنڈٹ واسطے ملاقات مرزا
 کے آتا تھا اور کبھی تو مرزا مذکور ٹنڈٹ کے مستقر پر حاضر ہوتا بہر حال باہم طریقہ اتحاد جاری رہا۔ اتفاقاً
 تقریرات رمانیہ ہوئے نا مخالف پہنچ گئی تھیں ہمسایہ مرزا کے روزانہ ہزار ہادی داخل ہونے
 لگے لیکن ہضہ کی شکایت بڑی دہوم سے شائع ہو گئی لشکر کے پیرستقامت سے ڈگے مرزا اس کیفیت کو پہونچ کر
 واقعات واقعی سے بندگان حضور میں اطلاع کر دی بندگان حضور نے بعد دیر اس وقت ارشاد شرف نفاذ فرمایا
 کہ تم اپنا قایم مقام اعتقاد و الدولہ بہا خدمت جنگ کو کر کے اور اسکے پاس س ہزار لشکر چور کر سنا ہے
 پاس چلا آؤ۔ مرزا مذکور حسب کم حضور و دانسے کج کر کے متصل قلعہ کھانی کے ملازم سے حضور کے مشرف
 ہوا۔ ذلالت و توجہ ہونا ریات عالیات بندگان حضور کا واسطے تہنہ زمیندار سوری پور
 کیساتھ سرکردگی مرزا نہرور وغیرہ حالانکہ جو کہ ان دونوں میں واقع ہوئی۔ بد خدمت
 ملازمت ہونے مرزا کو ارشاد ہوا کہ پالیا سوری پور جو کہ قوم بد سے ہے اندہ رعوت اور شکبار ادائی مانو جا
 سکا میں بے پروائی کرنا ہے اور اسپر زرا نیو مبلغ خطیب باقی ہے اس تم کو تہمیر مناسبت ارسال سرکار
 کرو۔ مرزا مذکور حسب مرخصی لشکر بڑا باری ہمارا ملکہ گہر کے رستہ سے دریا پسریم کا عبور کر کے مسند بڑا

کے سر پر بڑی ک سویرا پور کے پہونچا۔ پالکار مذکور نے اس خبر وشت اثر کے سنتے ہی اپنی جانب سے
 ایک شخص کو وکالتاً ساتھ رزندار و عراض عاجز کیے بطور استقبال روانہ کیا۔ اور زر مالگاری کی نسبت
 لمبی ہوا کے پکی حمایت و رعایت و تسلیم ہے تو زر سرکار کو اقساط کیساتھ تحائف اور پیش کش کے
 روانہ کر دو گنا۔ مرزا مذکور اس انتظام کو عنایت جان کر کامیابی کیساتھ طرحت کر کے پہاڑی وریا سپہا
 پہونچ کر مقام کیا چونکہ وہ موسم بارش کا اور وریا سپہا اٹھانی پر تھا باد و حضور جو کہ شتی وغیرہ بنا بر عبور تھا
 تھی بہ تیز بج عبور کر دیا اوس عبور کو قوت یک ضرب توپ بار اسپری غرق ہو گئی اور دو توپ مرزا
 کی ذاتی اور ہر کسی کی تھی اوس توپ کے لٹانے میں بہت تیرہ پیرن اور کہ نشین مل میں سے مل کوئی تیرہ
 کار گرنہ ہوئی اوسکی وجہ خاص اس کی اور سپہا بہ سبب سم بارش کے طغیانی پر تھی چونکہ ہر ایک تیرہ اور
 ہر ایک لٹان پر انبان دراد بار لگا ہوا ہی مرزا کی حمت اوس توپ کو پانی میں چھوڑ جانے چاہی ہر چند تیرہ
 سپہا ہی نے لڑائی کی کہ بالفضل مقام غرق توپ کو ملا خوئی نظیر میں محفوظ کنگر بعد فرد ہوئے سپہا کے
 لٹا لیا جی۔ مگر جس تقدیر سے مرزا کے ایک شخص غلام حبشی نے نو سو غلامان حبشی زر غریہ مرزا سے جو کہ
 تیرہ پیرن ہر مشاق تھا توپ لٹانے کا ذمہ لیا اور میان پختہ اور مضبوط ٹپا کر ارون رسیوں کے سر کو اویز
 ساتھ لیکر غوطہ لگایا اور برابر توپ پر پہونچ کر توپ کے دبا لہا و گیمین اس سبب کو باندھ کر لٹل آیا اوچتر و کئے شکنجہ
 تبار تھے انہیں ہوا سپہا کے اون رسیوں کو خشک کونے باندھ کر کچی اوس ترکیب سے توپ یکدم زمین سے حبش میں
 اگر دلا حرن اور غلام تیرہ پیرن اگلی سب کے سب ایک تھک پہونچ کر لٹا دیر پزلے لئے مرزا مذکور کمال خوشی ہو
 اللہ تعالیٰ کا شکر یہ بجا آیا اور حمد و شکر بیان اس تیرہ حبشی احسن اقبال مرزا ایک بان ہو کر حمتین کے
 دہانے کو کچ کے کوئل کنڈہ پر مقام کیا گیا حضور کا حکم صادر ہوا کہ کوئل کنڈہ پر چھا و نیکا مقام تھرا و پس
 وہاں ایک کم حضور چھا و دی ڈالی گئی ذکر توجہ کرنا فوج اصفی کا کرنا ایک کاسفیر راہ و مقام
 ہونا حمید علی خان بہادر والی سیر مرزا گٹن سے ساتھ سرکردگی مرزا ابراہیم بیگان

دہونہ کے اور دوسرے واقعات جو اس موقع پر واقع ہوئے ہیں بعد گزرنے موسم باریک
 حسب حکم بند کا حضور مرزا فرخ پور نے کرناٹک کے سفر پر دہونی کے راستہ سے لڑی ہوا اس وقت اس خطہ
 حاکم نوایسالت جنگ بہادر شجاع الملک تھے انکی حکومت میں حیدر علی خان بہادر نے کئے وہ اس خطہ پر
 دہا و مار کروانکی رعایا اور باشندوں کو تباہ کر ڈالا۔ قصدا یہ کیفیت غارتگری حیدر علی خان بہادر بند کا حضور
 چھوٹی لہذا مرزا ابراہیم نجیان سے حسب حکم حضور خود بدولت افواج قاهرہ سرکار تھنی اپنے ہمراہ لکھنؤ
 کے علاقہ جات پر پہونچ کر بمقام ضلع غارتگری نصبات لگنے اور مٹی ٹرک درجن گدہ وغیرہ علاقہ سرکار تھنی
 میں لے لیا اور غلط خواہ سرکوبی کی اس محکمہ میں قریب پانسو شخص کے باغیوں کو تیغ کر ڈالا اور بہت مال
 اموال حاصل کر کے وہاں سے آگے موضع اوپل پاڑ پر پہونچ کر مستعد و منتظر مقابلہ کا ہوا مگر یہ سبب نظام محکم
 اور واضح ہونے سامان حرب کو اہم ضرب بوجہ حصول مرزا کے مخالف مقابل نہ ہو سکا مرزا مذکور بہت سو
 نقد و جنس لوٹا میں ہدست کر کے واپس ہوا سا ہوان گجراتی جو کہ اہل حرفہ سے اس نواح کے باشندے
 تھے معاویہ کے بال بچہ نیکے بنو ذکر کے نظر کیے نزل سپیکر ابراہیم باغ میں آباد کر دیا۔ اور آپ محل افواج
 اور ہری پندت پھر گیا کہ وہ بھی معاویہ اپنے فوج کے حسب حکم میں پونہ شریک سفر مرزا تھا اس نواح
 میں گشت لگا کر واپس ہوا۔ اور ہم افواج کو ویرا کرنا سے پار جاب حیدر آباد کر داکے حکم چھوٹی کا دیا
 اور آپ نام ظفر گدہ ہوا کہ اس اثنائ میں غایت ناجات حضور متواتر رو دہوئے کہ تم ملازمت حضور
 میں بہت جلد حاضر ہو جاؤ لیکن مرزا مذکور بیماری اور اختلاف طبیعت کا عذر پیش کر کے حاضر حضور نہ ہو کر
 ظفر گدہ سے نزل تک گہارو کو پوسٹیل ڈاک بٹھا کر پانچویں پر وار ہو کر داخل نزل ہوا نزل پہونچنے کے بعد
 ملاحت کے بعد بھی حضور غایت نامہ تجا کیے بعد دیگرے صا دہو۔ اس مضمون نے بعض امور
 سرکار کا انتظام تمہارے لئے پرمختصر ہے اور ہر یکے مقدمات از بالمشافہ کہنے کے میں لہذا تم عجلت
 عجلہ سے اپنے تین بیان ہماری خدمت میں پہونچاؤ تاخیر ہونے مذہب اسی میں ہماری خوشنودی اور

تمہاری حق مجرانی ہے۔ جہاں میں ہنگامہ خنجر کے عرضداشت بلاغ کیا کہ فدوی کو حصول ملازمت
ہنگامہ والا میں عین سعادت ہو۔ خود موسیٰ سرکار میں شرف فدوی ہے لیکن باعث مشقت و
سفر خارج الحدارت بخار و ماغین معبود کسی ہے اس سے بصارت میں ضعف آگیا لہذا اس کے علاج
کیا وسطے ناچار بے اختیار بلا اجازت حضور کے نزل ہو چکے شرف روزا و سبکی فکر میں مصروف ہوں
انشاء اللہ لقا بقدر حصول صحت جسمی و رکال البصارتی کے بسر جو نیم حاضر در دولت ہو کر سعادت اندو
ملازمت ہو تا ہوں اسکے بعد عنایت نامہ شرف نفاذ پایا کہ بالفصل تمہارے آئے میں عذر ہے تو تم پر
کسی معذرت علیہ و امین اور خیر خواہ دولت کو جس پر بالکلیہ اپنا اطمینان رکھتے ہو منتخب کر کے اطلاع دتا کہ نظام
کار ریاست جو تم سے متعلق رکھتا ہے اس سے کر لیا جائے۔ ذکر تجویز کرنا براہیم گجانی دہو سنہ کا
مستعمل علیہ کو اپنی جانب سے نیابتاً اور سرفرازی یا نامرزا کا حضور کی اور فوت ہونا و تفرار
بہادر کا اور آمدن غلام سعید خان بہا سہرب جنگ نزل کو اور روانہ ہونا بہا و مطو
باستقواب اور سعی مرزا براہیم گجانی کے حضور صحنی میں جب وقت کہ احکام ہنگامہ حضور کے
بطلب منتظر رہا اور ہو۔ مرزا کو تنبیہ اور سرکوبی میں زمیندار پانچہ وغیرہ کے ایسی تردوات پیشا
اور جانفشانیہ سے بیاعل میں لایا کہ ظلم و سرکارت صحنی میں بلکہ دور و درتاک باغی اور فساد دی لوگوں میں
مرزا کا رعب ضرب پیشل ہو گیا تھا ازین جہ سے مرزا کو ساتھ خطاب براہیم گجانی بہادر صاحب جنگ
اور مرزا اندیا ریگ برادر کالان مرزا ساتھ خطاب ثابت جنگ بہادر اور امانہ منصب سے سرفرازی
پائے ادکی وجہ خاص علت متخفین ہی ہوئی کہ بڑے بڑے مہات و مشکلات اس مرزا سے حل ہو کر
اور نظام کلی پائے تابسی یکہ حیدر علی خان بہادر کے مقابلہ کر باندہا اور پھر سلامتی کیساتھ بڑی شان
شوکت سے واپس آنا اور علاوہ اسکے سر کردہ افواج سرکار آصفیہ کا ہونا اور جلد ملازمین کار گزاران سرکار
میں ہر ایک مہر فدوی و سبکی میں منتخب ہونا اس خطاب تو اس کے بعد اضافہ تفصیل منصب کے ساتھ ہفت ہزار

ذات اور طبع اور علم اور مہی مرتب اور خطاب فضل بختان بہادر منابط جنگ ظفر الدولہ مبارک
سے سرفراز ہوا اور وزیر و زوار و اقسام کے غنایات متنازع ہو کر مور و حیدر حاسدین و مصدر رشک
مفسدین ہوا اور ہر ایک جزو کل امور ریاست بغیر صلاح و موابدہ مزار کے انتظام نہیں پاتا تھا۔
اس سبب واسطے اگلی ارشادات حضور کئے تابت جنگ بہادر درباریہ نواب قارا الدولہ حضور
حاضر رکھا اور اپنے کاروبار کا وکیل اور ابلاغ ارشادات حضور کا کفیل ٹہرا رکھا اگر چہ ظاہر الجہن
پریت نہ مت وکالت کو میر جمال الدین حسین خان کے پاس بغرض اجرائی امور وارد داخل کرنے
تعدیات تعلقات مامور اور جانہ متعلقان مشارالہہا گزارش اور عرض معروض میں متابعت جنگ
بہادر کی کرتے تھے۔ مزار ابراہیم بختان دہولہ بذات خود خاص نعل میں اقامت رکھا کرتا تھا۔
اور نوکری سرکار کو بجاتا تھا اور معاملات ملی و ملکی کو انتظام دیتا تھا اور تیر قلعہ جا جدید و راز سنگی
ابراہیم باغ اور دستی آلات حرب ضرب و راستواری و استحکام عمارات بتیرین وغیرہ اور فراہم کرنے
ذخائر ضروری اور حال کرنے حلاوت کا ملانی اور عیش و عشرت نشاط مسرت میں مصروف اور دوسرے
لوازمات خطوط انسانی اس جہان فانی میں مشغول ہر ایک کی تفصیل جداگانہ بحر طویل ہے اس اثنا
میں نواب قارا الدولہ بہادر عارضہ سودا کے حدود سے جو کہ دراصل سامان موت تھا چند روز علیل رہ کر
راہ فرار پر چل بسے۔ انکے انتقال سے جنگ کا خوف کو بھی مل ٹھوین ہوا اپنے ملک کے انتظام کیلئے بجائے
جو متبادل ہو کر انرا ارشاد طلب زما در ہوئے لگا۔ مزار دگر جو کہ مرویہ کار و قیہ یاب و صنایع زمانہ
اور نکتہ رس مضمون یگانہ و یگانہ تھا حفظ ارشاد اپنے آثار و ملی نعمت اور پاس خود واری پنج و راحت
مطویرہ کو مشلاشی شخص کا گزارا لایق دربار کا ہوا۔ اس وقت غلام سید خان بہادر سہر جنگ دارالہما
رکن الدو کہ بہادر کے زمانہ میں خلاف مرضی سے بہادر دستور کے مور و عتاب حضور کا ہو کر قلعہ واری اور
مامور بہرہ و سی طبعہ میں گوشہ گر کر نظر افسانہ فضل لایزال تھا مزار ابراہیم بختان نے حضور میں عرض کیا

کہ بفضل غلام سعید خان اس عظیم و مہم فہم کے لائق نظر آتے ہیں جنھوں سے جواب صادر ہوا کہ نذر
 سے حکمت کو اطلع مابدولت سرزد ہو ہے میں اب تک جانشین غیاث سے ہمارے مرتفع نہیں ہوئے ہیں
 وہ شخص قابل صحبت جنھوں کے نہیں سی دوسرے کو تجویز کرنا تو میں مصلحت ہے پھر مرزا مذکور نے بہت
 ہی عجز و الحاح سے عرضی گذرانی کہ حضور اس معروضہ کو مان لے اور حکم صادر فرمائے کہ اگرچہ نامبروہ کو
 باریا میں مابدولت کے مصلحت نہیں تھی محض لباس خاطر اوس ندوی راسخ الاعتقاد کے اس
 شخص معقب کے لینے میں کچھ مضائقہ نہیں جائے پس بعد ورود فرمان شاہ دکن خانہ کور کو مرزا
 مسطور نے قلعہ اوسہ سے طلب کے نہایت غراز و اکرام اور تواضع والا کلام سے پیش آکر چار مہینے تک
 اپنے ٹکڑا رحل میں فروکش کروا کے روز و شب ضیافت و درخانداری امیرانہ میں بوجہ حسن خاطر داری خاطر
 کی گئی جبکہ عام طور اور سے طلب کیا گیا ایک منزل پانچویں کہ نہ کو حکو دیکھ جا سجا اور کیرا کہا گیا تھا
 سبز باناسے درست کروا کے معہ یک سب کسی نیلہ اور پیست شاکر و پیشہ اور چند خاصہ بردار اور
 ایک چوبدار محمد سمیع نامی اور ایک منشی مسمی لالہ بھگونت رائے اور ایک مقصدی تو کچانہ میراجی
 پنڈت کو اپنے ہمراہ رکھا۔ مرزا ابراہیم نجیان نے خانہ کور کو بعد عہد و پیمان مکمل اور اوقات و اتق کی
 بنا برجائی امور تریافت اپنے بہت ہی شان شوکت اور تجل و زینت میں لے کر سیل سواری
 کیٹھا گھوڑے اور اونٹ بار بردار کے ہمراہ دیکر خلعت ہا فاخرہ اور جواہرات باہر وے مخمرا و خواہ مخوا
 کرم کر کے علیض سفارشی کیساتھ روانہ حضور جانب بدہ حیدر آباد کیا۔ سفارشین کو سی دقیقہ باقی
 نہیں رکھا ذکر عروج طالع ابراہیم بیگیاں بہادر مبارز الملک اور علم ہمتی اور ذوی
 جراتی اور بلند جوصلگی اور بنائے ابراہیم باغ اور تیاری قلعہ جات و رحال کرنے
 لذات عیش و فراہ و راحت دینیوی اور فوت ہونا عین بہار میں بہ جوقت کہ قلعہ
 نمل گنگار و سابق الذکر سے تیرہ مہرہ کر جائے صرف ذات مرزا مذکور کے لئے حضور سے سرفراز ہوا اس

روز سے روز بروز اقبال مرزا ترقی پذیر ہوا۔ بدین وجہ خاص ہر ایک بنی نوع انسان کا مرجع ٹھہر چکا۔
مرزا مذکور کی فطرتی بات تھی شان و شوکت اور بنا سے عمارتیں بنے اور مکانات بلند و قلعہ جات محکم
خصوصاً بادی نزل کی سب سے زیادہ مد نظر ملحوظ خاطر مرزا تھی بس نزل میں سوکا درستی عمارت قدیم
کے بالا حصہ اور قلعہ مبارک گڑھ اور چھمن تیری اور پوچھم تیری اور لڑا ہیم تیری اور ظفر تیری وغیرہ
قلعہ پھیلا اور بہت سے خاندان اور بروج اور دیوار حصہ ہر ایک مقام نزل اور ہر ایک ٹیلہ و ٹیکٹ
انصب نیستان یعنی بانس بن اور غارستان یعنی کالی کا انہ اور درختان مار کا ہجوم اور کثرت
نرسن یعنی نمندیکے درخت اور فصل گندہ سیار شدہ ہاتھام نامتھورام تصدی بذریعہ معماران چمکد
و سنگ شان غار شکن ہاتھام سات سالگی مدت قیلمین بہت ہی استحکام اور استواری مالا
کلام سے مکمل کر دیا اور اسی مدت محدودہ میں ابراہیم باغ کو بھی عمارت پرنس سے مجھے کر دیا اور
بھی دوسرے محال مسکن و مواطن و لکشا فرحت افزا مثل گلزار محل درمناب محل اور آئینہ محل
اور عشرت محل اور آتشا محل اور جہا محل وغیرہ وسیع معہ رباطات و درخین بلبب بوضع مٹھن
اور مزین بار و شہائے خوش قطع یہ جملہ ہاتھام و انصرام میر نور الدین دار و دعا و نقش اندازی نقاشان
چین و کشمیر اور گلہائے رنگارنگ سے زیب زینت دے دی اور کارخانہ قویہ نری کا مسٹر و نفیو
اور فراہم کرنا اور کامصالح مسٹر پنڈل و مسٹر جیم اور ترتیب و تعلیم گولہ باری گرنال اتواپ اور
قواعد و بدوق اندازی مسٹر الفین و ڈاکٹر سلیٹر حوبہ ایل فرانسس سے تھے اور ہر ایک افسر عمدہ
قابل اور جوہر شناس ماہوار باب لایق و بیش قرار پالکی نشین مغرین باعتبار تھے پیر و تفویض
کیا۔ توپین تخمینا سات سو خود و کالان جنبن پچرس اور شہدعات تیار اور موجود ہا سجا دیوار فصیل
اور تیرہ لون پر قلعہ جات کے رکھے ہوئے ساز و سامان حرب ضرر کے تھے۔ اس کے علاوہ گنگیال کا
قلعہ بھی جو کہ موافقت پر گندہ دی گندہ اور پولاس مضافات سے سرکار الیگندل کے کہ نزل سے

جانب مشرق تیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اسی مرزا کا بنا کیا ہوا ہے یہ تمام عمارات پختہ سنگ
 بستہ منظور نظر ناظرین اور مقبول چشم تماشا میں ہو سکتی ہیں لہذا اکثر لوگ سائین نواح و ریائے شور
 استحکام اور استواری اس قلعہ کو اپنے طرز کی دیکھ کر اس قلعہ کا نام جگیتال مندر رکھتے اور اس قلعہ
 میں بھی تیاری بنادیں چتھاتی اور اس بات پر یزیدی آپس کے اتہام سے محذور قائم کوئی کے جاری
 تھی۔ محمد قاسم مذکور بعد تیار ہو جائے تو پون وغیرہ کے جوازہ نظر آتے نزل کو روانہ کرتا۔ نزل میں
 ہر ایک مقام جنگی پر توپین نصب کئے او کی تعداد سو سو چوبیس بڑے تھے۔ سرکاری توپخانہ
 اسکے ساتھ یہ سب کچھ سفیرین ہمراہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک تعلیم و دیار کے اخبار کیلئے گھوڑوں کا اور
 قاصدوں کا چارہ بٹھا رکھتا تھا۔ اور طریق ترسیل رسل رسایل اور تحفہ و ہدیہ کا مغیرہ بیونسے مثل لاہور
 لاہور ہلی اور لچھوتانہ اور کھنن اور گجرات اور سورت و بنگالہ اور بنارس اور اراکٹ اور سیکا کول اور
 پٹنہلی مندر وغیرہ مرزا سے جاری تھا اور معاملہ پونہ والوں کا بار بھائی اور ناکپور تک بغیر صلاح اور
 مشورہ مرزا بہادر کے انجام نہیں پاتا تھا چنانچہ کل پونہ کا راجہ جی نڈت اور ناکپور و کاجیانب سے
 گوبی ناتھ نڈت اسکے سوکے اور دوسرے وکلا بہر ایک دیار کے نزل میں حاضر رہتے تھے۔ مرزا بہادر
 روزانہ معمول کہتا تھا کہ سپہرہ دن کے بعد بنا بر ملاحظہ جگہ کارخانجات وغیرہ کی گشت لگاتا تھا دو
 ساعت شب گزرے بعد ابراہیم باغین داخل ہو کر ہر ایک سمت و ہر ایک جہت کی اخبارات
 و بعد کو بخش دریافت کرتا اور اسی حصہ میں معاملاتی سوال و جواب میں بھی متوجہ ہوتا بہر اسی جلسہ
 و احادیث دفع استہتاء بالفعلیہ کے لئے ثمرات مفرجات کو نوش کرتا بہر دربار کا حکم دیتا جب نصف
 شب گزر جاتی طعام مرغوبہ خورش مطلوبہ قصد کرتا اس سے فراغت پکراستماع سماع خوش
 آواز کی مجلس کو آراستہ کرتا اس مغل میں خاص خاص لوگ حاضر رہتے تھے یہ تمام مرزا کے
 عادات و معاملات سے تھے۔ اور نزل میں نوح اور لشکر اس حساب سے تھا کہ دس ہزار سوا

ایک کہ اسٹ نہرا لیں اور دس ہزار عرب حبشی اور ہندی اور دھال ولایتی حاضر کا مرگب کے تھے تھے
 مقبرہ حم فارسی تذکرہ میں دس ہزار سوار کے بعد چارہ ٹالہ بار لکھا ہے میں اپنی تحقیقات سے کہتا ہوں کہ ہزار
 ٹالہ بار ہزار کی ہوتی ہے اور جو انان بار لیں کے جو انو کو کہتے ہیں۔ یہ جمہوریت مذکورہ ایک کہ اٹھسی ہزار
 ہر ایک قلعہ دربار کی نیچے ہر طرف میں نزل کے بیرون گروہ گروہ جماعت جماعت فروکش رکھ کر انتظار
 حکم میں آمادہ اور مستعد رہتے تھے۔ اگر کبھی اتفاقاً سفر دور وراز کا پیش ہوتا علاوہ افواج مذکورہ ہنگامہ
 سے اندوہی فوج متعین ہوتی تھی۔ اور کسے سوائی جمہوریت قلعہ داری کی اور پیادہ سہندی اور ناکوری
 وغیرہ احتیاط ہر ایک تھانہ قلعہ جات اور رہات تعلقات وغیرہ کے مقصد کا رخاندہ جات عمارت کے
 تعمیر چالیں ہزار کی تھی اور سو قلعہ جات نزل کے تیاری قلعہ ایدالاہادی اور قلعہ امپٹ اور بعضے گڑھوں
 اور مرمت تالاب سے ضروریات کارکنان مقصد لکھ عرض کرتے تھے بقدر جدید شماس لغات رہتے تھے
 مرمت اور تیاری تالاب نہرو کی ہمیشہ نظر رکھا تھا ہر وقت اخبار سے ہر ایک تالاب نہرو وغیرہ کا حال
 دریافت کر کے اور کا انتظام فوری کر یا علیٰ ہذا القیاس برج اور تیری اور دیوار اور حصار وغیرہ کی بھی
 درست کرتا تھا اور پرانے پرانے عمارت کو ترمیم و تعمیر سے نہنے کرتا یا یہ تمام باتیں اوکی فطرت اور سید
 میں مشیت یزدی سے کبھی نہیں تھیں۔ یادگار روزگار کا بھی مرزا مذکور کو بہت شوق تھا۔ اوکی فوج کے
 اناسرور سپہ سالاروں کے نام میں جو کہ مشہور ہیں۔ بلکہ مرزا ہمیشہ زادہ فیروز ملہ در زادہ شاہ مرزا
 ابن ثابت جنگبہا وراکو مرزا نے بطور اپنے فرزند و نیچے پرورش کر کے تربیت کیا۔ اسے ہر ایک ٹالہ
 جو انان بار کا افسر تھا اور دولت رانامی زار و انجمنی تمام رسالہ جبار کا اور منشی محمد راز اور
 رفیق جان خاں تھا حکمرانین مختار کاروبار کا تھا اور سیدی فراد خان رسالہ دار بار اور دلاور جنگ
 فرنگی ل فرانسس ساتھ ٹالہ جو انان بار کے اور شاہ صاحب کنڈان اور مجیم ٹالہ کنڈان اور
 غلام جید کنڈان اور میر نواب اور محمد معظم اور مرگلا وچھمن سنگہ یہ لوگ ہر ایک عوی سرداری

کہتے تھے انکے سوائے کندن اور صوبہ دار نامی اور کارآمد مودہ بہت لوگ تھے اور ہر ایک کی ایک
 دم بھرتا تھا اور جتنا تھنڈت نواب بخشی گری لین کا اور اسکا بھائی منی راؤ سر شہتہ دار لین کا اور
 ایشوت اور پیکار تھا غرض کہ یہ تمام سردار و کار پر داز فوق الذکر مختار اور سر کردہ چودہ ٹالم کو تھے
 اور سید ولی محمد بخشی سوار و نکا اور لالہ بلاتی داس اور بلونت راؤ و پیکار اور مرد گار اور محمد سعید
 سر شہتہ سوار و نین تھے اور لالہ مرزا اور ابو میان مہدوی اور مرزا اسد اللہ بیگ اور بدایت اللہ بیگ
 اور مرزا نعل اور مرزا عاشور بیگ وغیرہ بڑے مرتبہ کے ہر ایک شان امیر کے ساتھ زندگی بسر کرتے
 تھے اور مرزا رحیم قلی بیگ عرف نعل صاحب جسکو ہمیشہ متقی بھگو مرزا اور حاجی مرزا خان بہادر مبارز
 کیساتھ اس کے منوب تھے اور نصیر زار دوتے قلعہ گوگندہ کے تھے پیکاری پر لالہ دیوان سنگہ کے
 ساتھ بخشی گری کے چالیس ہزار شام قلعہ جاٹ وغیرہ کا مختار تھا اور خواجہ مہدی اور میر عیاس علی
 اور عبدالرحیم خان رومیلہ و فیض اللہ خان رومیلہ اور میر حیدر علی اور میر فتح علی اور محمد لغنی اور
 سید جعفر نازین سے اور غلامان حبشی سے ظفر لال اور ظفر باقوت اور سیدی ریحان اور ظفر سعد
 اور ظفر سردار قسم کی فوج پیادہ عرب و حبشیوں سے اور رومیلہ اور بنجنا سے بے سپ کوئی خدمت
 سرداری ہر ایک جوت اور رسالہ کے امور تھے ظفر غنہ قلعہ دارنہم کندہ اور ظفر گدہ کا اور ظفر الما
 قلعہ دار قلعہ بگتال کا باوجود قلعہ داری صاحب سالہ بھی تھے۔ اور نامین اراکین اور تعداد ان
 عہدہ کے یہ ہیں شیخ فیض اللہ اور خواجہ میر کہنہ اور میر داؤد علی اور غلام رنسا بیگ اور ذوالفقار
 بیگ اور محمد الہ اللہ اور شیخ حمام الدین اور مرزا حسینی بیگ اور کوناجی بڈت نواب پرگنہ موٹی
 اور جالندہ پور وغیرہ کے امین خبر دار اور نظر بابا علیحدہ اور کاپلی بڈت واسطے دریافت معاملہ عانا
 کے کہ ہر ایک قلعہ اور دہانے رعایا پر کوئی ایذا وغیرہ نہیں پہنچانے اور خود و بر و مال غیر کو
 دریافت کرے اور راجہ رام بڈت پٹیکار مالی وقفا و اصلات ملکی کو بھرہ سیکر اور مددگار ان

اور مقصد یہ ان کچہری عام دیوانخانہ ابراہیم باغین مامور سرگرم تحقیقات معاملات پر اور
 مرزا جان خانان پیشکاری لالہ لیکہ راج وغیرہ مقصدیان سرشتہ خاندانی اور خزانہ ہریک
 کچہری اور دیوانخانہ عظیمہ میں سرنگام دیتے تھے اور دارالانشائی منشیان بلاغت نشانکی سے
 عزت دار لالہ خوشحال خیل اور لالہ راجہ روپے غلام نبی اور غلام احمد اور عجب سنگہ وغیرہ میں شخص دو
 خاص انشا پردازی اور مضمون طرازی کیواسطے مامور تھے عجلہ دو کو تین شخص منشیوں یا لکھنوی
 اور میر شاعر علیخان اور میر نیاز علیخان تنقبی برادر مرزا ابراہیم گجیان بہادر کے اور فرزندان سعید خان
 کے میں اور سید رضا علیخان ہم زلف بہادر مذکور کا جو نسبت خوشی خانہ مذکور سے رکھتا تھا اور نواب
 ابوالکر کا سخاں قرابند ان نواب لاجاہ سے اور حفظ اللہ خان و رضا مرزا خان اور سید لاہ خان
 برہانپور اور میر حفیظ اللہ خاں میران اللہ محمد زماں اور صفائی ساکن سیکاکول اور بعض ممبران
 متینہ خصوصاً جسے بہادر مذکور ساتھ سلوک و مدار کے رہتا تھا رفاقت میں رکھتا تھا اور قاصد صاحب
 محلات و جمعیے اوجہ بنی وغیرہ کی نجیب شریف کی سرحد جو کہ تھے بروز شنبہ ہر ہفتین داخلہ کرتا
 تھا اسم نویسی کے بموجب ہر ایک سے مرزا کے گذرنا تھا اگر انکی تفصیل لکھی جاسکے تو ہر ایک کو طومار
 عظیم چاہیو لہذا اسبقہ پر التفات کیا گیا اور سیوا نوکران اور ملازمان علی اور ادائے اور کلا و ساء
 دور اور مصلحتداران اور زینداران اور عمال ہر ایک قسم کے جدا گانہ روشناس و رانچانی کا رفقہ و معر
 مامور منصب تھے۔ حال کلام بہادر مذکور ساڑھ گیارہ سال آبادی ملک درپردہ سپاہ اور فوج فساد زینداران
 اور لالہ خوف ہنس قطاع الطریق ملکہ شر وغیرہ دزدگان محراب سے مسافران دور و نزدیک کو امن و
 اطمینان کی غرضت فی دی و دنوع پرورش مرزا بہادر کی منکر دور و درگاہ لوگ فائز برل ہوتے تھے و درتہ
 اپنی رزق مقوم سے کانتا ہو کر چلا جاتا تھا اور جو کہ صلیاقت و شیوہ و جوہر و آراوی ہوتا عمدہ نصرت کے
 او سکوا مامور کرتا ہر اوقات ہر ایک جنس در ہر ایک تجارت پیشہ ہندوکن اور اہل وفات اقسام سے

آتا تھا اور مرزا بہادر کا طالع عروج پر تھا اور تمامی کاروبار مرزا روزانہ ترقی پر تھے مرزا ایک مرد عالم
 مگر دکن کی طبعیت سے غم تھا گھنٹوں در طریقہ شایانہ اور شان شوکت خسروانہ رکنا تھا الغرض اس کا
 سال چھ ماہ کو عرصہ قیام میں حکم الملوک بانی بغتہ حسین بہادر اقبال اور قوت جنت جلال میں شہرت
 مرزا کو میر خاں اور ایک کل مجتہد نمایان ہو گیا ابلال قبائل اور بار مرزا واضح ہوا۔ وہ سرخی جب حدی
 زیادہ ہوئی ایک جنت سخت کی صورت پر ہو کر مرزا کو فیرش کر دی نقل و حرکت سے بند کر دیا جملہ طباطباق نے
 اپنے اپنے تشفیات تجویز التماس فرمائی اور حکام سرطان نکاح ہر چند معاملات مختلف و زیادہ میسار
 عمل میں لا اور خون فاسد تصور کر کے شہر کی اخراج مادہ فاسدہ کیا مگر حکم (قتلے بشتہ نشاید شد)
 کوئی علاج کارگر اور کوئی دوا مفید پڑی روزانہ شدت مرض سے پانچویں تاریخ بیع الشانی ۱۰۵۰ کو انتقال
 ہو گیا (سبھاٹ پڑا سبھاٹ کا جل و جل کا بنجارہ) چونکہ مرزا ابراہیم گجانی دہلوی نہ جبریم گجانی دہلوی نہ جبریم گجانی
 بوقت غسل میت غسل و دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شدت مرض سے جسم اگر بظاہر بوست استخوان
 رہا تھا مگر دلی کمرک ہاتھ کہنوں تک گوشت گل گیا تھا الغرض غسل میت حسب کار و
 کے اسی ابراہیم باغبین فن کیا گیا۔ بہر کہ آدھ جہان اہل فنا خواہ بود ذکر حکومت فرخ مرزا کا
 بہادر و احتشام جنگب جانشینی پدید واضح نشانیقین ہو ابراہیم گجانی دہلوی نہ جبریم گجانی دہلوی نہ جبریم گجانی
 چار فرزند تھے فرزند اکبر فرخ مرزا یہ سیفیرت خان کی دختر کے پلین کرد و دوسرے یعقوب تیسے ابوتر
 مرزا جو تھے نوزالدین علی مرزا عرف شہر یار مرزا ان ہر چار کی والدہ علیحدہ علیحدہ تھیں چونکہ فرخ
 فرزند طمان تھا بغرض تمبیت و معلوم کرنے قواعد و ضوابط مقرر دی درباری حید آباد میں چھوڑا
 تھا جبکہ عمر وہی نولہ سال ہی ہو چکی تھی یہ تمبیت خانی ابوزاب زبیر علی شہر فرخ مرزا کو
 طلب کیا سجا او کی یعقوب کو حاضر باشی حضور کیلئے روانہ کیا تھا۔ فرخ مرزا جب طلب
 نزل چھوڑا یہیں نفل عاطفت الدین میں رہ کر معاملات مالی و ملکی اور فنون ترقی سرداری خوب

ترتیب لیا۔ ابراہیم گجانی ہونے کو جب خدمت لایا اور انیاں ہمہ لری تھا انوشاچی واپسی تو کو مزار ابراہیم
کے قیسیم بھگوانا رسد کوئی غیر قادر و دانشمندی و منہد کے دانچہ کشی فرخ مزار کو لپٹہ منتقل مزار ابراہیم گجانی
کا قمار دیکر قاتل تمام باہکا کر دی اور ندین لادین۔ بعد انتقال ابراہیم گجانی کے علی الاعنان بار خاص عام
دیوانخانہ میں جلوس کر کے ہر ایک نام سے علی الترتیب ہاں نذر ہوا پس ہر چار طرف صد سرور دئے
غور و مہربانی ندین گذرتے تھے مگر بھگوانا اور فرید مزار اور رحم ملی بگیت تصور وابت قیومہ رعیت عجیب مزار
کی طاعت قبول کر کے علی ہر چہ بلکہ جلوس کو اور ندین گذر کر تے آمد و رفت ملازمین کے دیکھ کر
بھگوانا اور غیر بر سر قریبہ کو رخصت خانہ میں بلایا خانہ کے حاضر ہوا کہ نہ یہ اشارہ تا وار بندش شو
پڑتے تھے سہ کلاہ سری و تاج شاہی و بہر کل کے رسد شاہ و کلاہ نعل صبا ابواب مزار کو داخل صلیب تھا
ایسی گوہرین لیکر رستہ تھا اور نہوا شخص کو اپنی چند ہم رسو کے ساتھ اندر ہوا۔ خاص عام سے منستے تھے اور انشا
ساتون روز انتقال ابراہیم گجانی کے اسی ابراہیم باغین باغ ابراہیم تان خانہ بلانہ از تیسرے ملک نال کی بطور خود ہو
اور بدیر مفیدین کی اس باتی تمکن ہوئی کہ ولی عبدالور و کی فرخ انو کو قاجو میسے مقید کرنی منظور تھی جبکہ تمام
اعمال دولت ارکان مملکت در و سر ملازمین بعد و اکوئے نذر و کی اپنے کاروبار پر حوصلہ متناظر ہو چکے ہو
وہ میں شخص است قریبہ ملک شامین یہ صرح صادق و رموز و الا ان الا قادم الک العقاد
از لہ غرور و دیندیکو بطرف طاقت فرخ مزار جمع ہوا کہ کلمات مضحکہ اور کھٹکے کرتے تھے کہ باہا مایس و
سید کی مہر بخشی و در و سر ایک جماعت علما و جشی کی اسپین متقی ہو کر سر اسہ شخص بکشتہ کو آمینہ نعل ہوئی جو
کہ بہت ہی تکلف اور صفائی کے ساتھ بنا ہوا تھا بدیر پسندیدہ اور حکمت عمہ کیسٹا گرفتار کر کے خانہ میں لایا
محل کے نہایت لذت خور اسے مقید کر رکھے پھر اسی روز کی شب میں بعد گزرنے نصیب کے اون سر سر گرفتار
بیچہ تقدیر کو پچاسی سو مارڈالہ پھال کی ندی ایک میں ڈگو روغن بادمی بعض فقہ اور تسولین کا کئی شریک
بدیر و صلاح با سار و غیر فلاح ان کو تھو وہ قریب چالیس دمی کے اقربا اور رفا اور شاگرد و پیہ وغیرہ تھے اور وہ

اور وہ اشخاص بہادر و مذکور حصا اور جان ریاست تھے تلاش و تفتیش کر کے بعد ہر دست و قبضہ کے بنائے
اون تمام کو معلوم کر دیا تب کہیں شخص پید کر دیا جو موت کا قرار پایا اس روز اعتبار و اقتدار
ولی محمد بخشی کا فرخ مزا کے پاس اور تمام اس ریاست کے پاس آفرین ہوا اور بیت عمری اون مجوس
معدوم کی پانچ چھ پانچ ہونان لین کے اوٹین ہزار پانچ دہ ختم کے بے مدار کے ہو گئے تھے اون کو
سلی وردا سا دیکر اور سرکیت آفرین و اٹن لیکر سید مرتضیٰ اور سید و میاں می کو جو وہ دونوں ہمیشہ زاو
بخشی مذکور کے تھے اس جمعیت مذکورہ کے سرکردہ اور فہرست کر نوش کیا اور باقی کا رخائے بھی اون
معدوموں کے اپنے قبضہ و تدبیر میں لاکر بطور وظیفہ و خانو پر لین اور کارپردار مقرر کر کے انتظام کا روبرو کیا
اور ہر ایک اپنی اخبار میں لیا بعد ازاں اس وقت معاملہ و رفع و منا و غائی کے اپنے خاص خیر خواہوں کے استیضات
بقبول قلب بخشی مذکور کو مبلغ سات لاکھ کے باشندہ ماحضت تعزلی سند جالی اور سر فرازی
کے سیرات پر کتبانت پہنچت کیل و اور میر جمال الدین حسین خان خانسان کے ارسال خصوصاً
بند کا خضوعہ نظر پر نصرت و رجائشانی مزا ابرہیم بخشی کے فرائد العجب من نامبرہ سند جالی مبارک
وغیرہ حلقہ کی بارشاد جالی بدستور سابق اور ضامنہ و منہجی لری ذات و ریا خیر اسرار و وظائف مزا
بہادر و ختم مبارک کے اور عنایات و خلعت و تہمت سے سرفراز فرما کر شہرے بھر کو شرف و نصرت و غرض بخشی
جبکہ بدست مزا و ساتھ خلعت و ارشاد شہرے روانہ نزل ہوا فرخ مزا کو خبر معلوم ہوئی فرخ مزا یہ خبر
تہنیت اثر کے منتہی ہی اقسام کہہ گئے مذکور کیسے نیم لے برگت بان باریکے نام کے استاد کو کہے گا
لشکر اور جمیع ارکان و دولت کے سرکوتہ بنائے مقبال عنایات و تعضلات خلد و یمن و ذکر عنایت
نامجاشانی کو بہت ہی زیر بالین و آرائش کیسا تھہریت و مبارکباد دیکے آواز و نوکنتا ہوا داخل نزل
ہو کر نام ملازمین و عمار و خلائق اور ساکین کو انعامات فائقہ و خیرات لائقہ سے مسرور و مخلوط کیا و ذکر
مختاریت و ولی محمد بخشی خداوندگار و عاراجانا اور کاماتھ سے نواب

احتشام جنگ کے بعد اسے جانے جمع اقرباء اور فقائے مبارز الملک مولانہ کے قریب حکومت کا
ام سے فرخ مرزا بہادر احتشام جنگ کے اور نجات سید ولی محمد بخشی کو مکمل ہو گئی تھی لوگ فرج و سپاہ کے
اور قلعہ لڑان کا خانا نجات کے انقیاد اور اطاعت میں اس کے آگئے۔ اگر اتفاقاً کوئی مخالف طبیعت اس کے
چلتا اور کبھی بغاوت ناپور کر دیتا تو اس میں بعد میں ہمیں کے عرصہ میں ولی محمد بخشی اس قدر زور و پکر کہ بغیر
اطلاع بخشی کے ایک لٹن کی جی حرکت نہیں کرتی تھی جلد سرکردہ ہاتھی اور غزوہ دولت کے جو کہ مولانہ نے
سبیل لکھو کھار و یہ صرف اس کے بغیر وقت بموقت کلام اپنے کے فراموش کیا تھا اور ان تمام کو ایک لٹن میں جمع کر دیا۔
غزوہ اور حکومت کی راہوں کا خانا نجات یا اس مولانہ کو پر گندہ اور شہر کر دیا احتشام جنگ و موقت اٹھا
سال کا تھا یا وقتاً سے سن تجرہ کاری مولانہ استخوان اور جی سببنا عاقبت اندیشان اور محاطت
عیانہ میں مشغول ہو کر سرشتہ کار کو بخشی بدخواہ کے جو کر دیا اور آج باب غفلت میں رہ گیا جبکہ دربار میں آتا تھا
نشیبہ زمانہ سے بے پروا دوسری اور جیسے کار و بار دولتی اور صفائی کے او بالی چونکہ آغاز شب سببنا شل گئے
خون انما کمال لکھتا تھا بدین وجہ نشست باریک سست نجومی سے زیادہ رکھتا نہیں تھا اور اسے سست نجومی
میں جمیع دین پر اپنے ایک نظر فری فرما کر سبک اسلام و مہر الیکر فی الفور پھر اسے استخوان ہو جا تا بخشی
مذکورہ درگاہ میں ستمار باہ بازی کی نظر میں رہتا تھا غفلت فرخ مرزا کی باعث فرمت موجب غفلت ہوا
ہو گیا ہم انتظام تو اسے بخشی کے ہاتھ میں تھا خیال اہل گمان اہل کھرا می کا پیدا کر کے بند کا محضو کی
خند میں غرض شہر سال کی کہ فرخ مرزا صرف طفل نا تجرب کا رہے اپنے امور تالی و ملی سے کچھ خبر نہیں لیتا
ہے نہ اسے نوٹیں شہر و زمرہ تہا ہو۔ اور یہاں تبہا نزل بہت سا سخرائیں اور بیماریاں اور آفات
مکثر اور قیلان و ترتران اور اسیان غیرہ نذر آفات نجات لکھو کھامبلغ کی بابتی کے ہیا اور موجودین متعاض
کی بے اعتنائی سے لٹن جابجا اندیشہ ہونہ مالک اسے کچھ چل ہو گا حضور میں اہل نبوی امیکہ بدین صلیت
اگر کچھ حضور سے سند فراموشی نزل غیہ تعلقات متعلقہ مولانہ کو نام کتیرین غلام غلامان شرفصدور

پائے تو اس غفلت نادان کے خرد چل محنت کو متعذر کر کے روانہ خدمت کرتا ہوں اور تعلقاً متعلقہ کا انتظام بامین
 بہمن کرتا ہوں اس سے پہلے واقعات نیریزی اور بھری کاروبار علامہ نزل فیاض لکھا روکی عرضداشت کے بندگان
 خدمت کو اطلاع ہوتی تھی لاکن سختی حکمران کی عرضداشت کے فقرہ مشاوریوں کے پس مناج بند کا حضور کا مضامین
 خباثت آمین اور شیوہ مکاری اس نیکار پر دو اندیشی کے تھرا سا ہو کچھ غرضی سختی کو عنایت مہر بہمن
 لمفون فرما کر اقسام جنگ کے پاس بدشفاق حضورانہ سے رسال فرما۔ وہ نامہ خصوصاً یہ ایچ ہاشم
 ۹۵ الیہ لکھنا کہ یہ سچا نوچری کو دو پہر وقت رو دفرمایا مضمون متعلقہ نامہ کی تھاکہ والد اس ویرانہ کا
 بیگاہ حضور مابذلت اقبال میں مہتما ملیہ روکاروانی اور ترددات غفلتانی بتلا کر اپنی غرضت اس کے تیر
 پھر نیچائے تھے کہ اس ہی لحاظ سے لکھنا نہ زاد کو بدتور سابق میرا پوری پرچال و امور و قہ نام اس صورت
 شرم ندوی خانہ زاد کو جو کہ خلف لازم اطاعت مقرر کے ہوا اور ہمیشہ سایہ عنایت میں بادشاہ کے پرورش
 اور تربیت یافتہ ہو اب تک لازم اور ہو کہ نوکر کو اسکے حدود و اہل لکھنے اپنے کاروبار کے انتظام کو اپنی ذات سے
 متعلق رکھے اور کوئی دقیقہ خرم و ہوشیار کا فرو گذاشت کے سے ورنہ نولا قطع رضی اس نے زاد کی نوکری بابت
 لیختہ میں جو چھوٹے بچہ جس سے اس کے مضمون مطلع ہو کر نوکر محرم کو سزا معقول چھوٹا و نامہ دست لکھا
 نوکر کو جو بھرتا و مروجیت ہوا اور عتیا پرورش یافتہ کا حضور کو ہمیشہ اپنے اوپر میندول جانین
 اثر و رود عتیا مہر شاہ دکن حیوت کہ عنایت مہر شاہ کن فرخ مرزا کو وصول ہوا عور
 اسکے مضمون مطلع ہوا نامہ اس کے ایک بقدر اور اپنی نادانی اور غفلت بہت دم اور مہر سا ہو کر مر آن
 و ہر مان بیچ و باہن بیتا ہوتا تھا رو بہر اکثر صبح تک مہم بھری میں گذرا جب صبح ہو چکی
 حاجا حکم فرما ہی نوکرا نافذ فرمایا اس وقت جمعیت حاضرہ سے تیرپا سوار و پیادہ اور حیوت اور
 شاگرد پیشہ سے موجود چودہ ماہ کو پھر ان کے چربا و تہمتہ بی ناماعتب اندیش کے ماہور کر دیا یہ سختی
 نابکار کے ہوا خواہوں کو جو سختی سختی کے لیے دواخانہ میں تین ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت و جعداران و

و من بعد از آن میره سبھی حاضر ہو کر فرخ مرزائی جرات و عالی ہستی کو دیکھ کر خندہ زن ہو کر و کسے منتظر تھی کہ
 ناگهان جمعیت رئیس مل کی بہیمیت قید آمد کہ فیض رب چلے گئے حسین سبھا کیلئے خریطہ ملا دیکھا پر کشتہ راہیم
 بائے بخشی کی یولی کجا نہ ہو کہ متصل ہو گویا بخشی ولی محمد بھی اُپنی چٹی اور متعدد سی کیا تھا بارہ خسو کو
 جعدا بہترین و نامی مثل حسین یدن رسول ان سید تھے اور ید و میان اور دن خان اوچو ارخان
 اور میرنگ اور پشمن سنگ وغیرہ نے ہمراہ لیکر دیکھ سہو کہ جو ملی کے عقب میں تھا لنگر جامعہ سہ سہ رئیس مل کی
 حملہ کیا اور جامعہ رئیس مل نے بخشی کے نکلنے کی گستاخی تو کو کوتاہی سے لئے تو پچھے چلتے ہی بخشی نابکار کو دوزخ
 پیونے پھونچ کر دھم لگا کر بھی سبقت کیا اور سبقت بعضے جعدا راں سہ رئیس مل سے شلجم وادخان خانہ
 روشانی ساکن ناندی نے معبر اور ان خواہ ورتیا جعدا را ورتیا جعدا کنڈان وغیرہ تعالیکہ کے توار سہ ورت
 بدہرہ نام کا کام تمام کر کے سرور کا رئیس مل فرخ مرزا ہما کی بی بی میں سید محمد ابو ازان و سہ کھرم کے فیض
 بنیہ کھٹاف متوجہ ہو۔ بعد ماہ جانے بخشی کے اوکی جمعیت میں یران کی اگلی ہر ایک راہ گزری۔ رئیس مل
 کے لوگ جبریت لکھا ہو نو کو ہر ایک گلی کو چہ میں جہاں پاقل کر ڈالے پھیر کر پونے فرج کر ڈالے یہ ہنگامہ
 پاریت و قتل متع کا میں روز نکات سلسلہ ہا۔ اس خانہ جنگی میں سوار و پیادہ قریب تین سو مقبضین فوج
 بخشی سے مارے گئے اور رئیس مل کے فوجی خاص رحیم وادخان جعدا را ورتو سہ جا را دی کام میں آ کر جبکہ
 بدہرہ قتل و قہمی اور نظام خاطر خواہ ہو چکا نہ کا حضور سے عنایتنا مجاہد استقلال کے مضبوط تین ورت
 منوط علیہ اور سپرینج مرصع اور چال مرور کی ہر فاز موسے ورت نظام ریاست کیلئے بالائی ظائع و مزاحم
 غیر کے اختیار و اقتدار ملی دیا گیا ورت تیا سی قلعہ احتشام گدہ و سون گدہ و بنگلہ جہاں نما و
 فراخ گدہ و عرت چٹیاں و سبھی جامعہ نرمل و مسجد صومئہ کو ایٹھ بنیاد اس فست اناری
 کیفیت اس طرح ہے کہ نوامیہ ملکاب کیا در و ہونہ نے جت ری علیہ جاتناغ ہر قلعہ فعال گدہ کی تیار کیا
 ارادہ کیا اس قلعہ کی بنا و بنگلہ جو نری کہ ایک ہی نرمل سے جانب مشرق بگایہ بالا کچھ ورت میں واقع ہے اسی بنا

تعمیر قلعہ کا نقشہ بنایا تھا بلکہ پانیہ عمارت بلدی میں قد آدم برابر ہو چکا تھا اور بعض جا اس زیادہ تیار ہوا کہ دفعتاً ہوا سے لقمہ کا لسی فوت ہو گیا۔ کارپردازان عمارت سے باعث غم و الم بے شمار جو کہ جہاں میں سنگا تعمیر تھا گدہ گدہ نما عیون اور زاموزون تصور کر کے اسکی تیار کیو تو فوت کرنے چنا سچا تک نشان از رخ کا باقی نہ رہا تھا بلکہ ہونہ و مکافرت لکیر فرخ مرزا احتشام جنگ اپنے پا کا قایم مقام ہوا۔ اہل کاران عمارت میں کہنے کہ نواب ایک ایسے سچا جان بہادر اپنی زندگی میں اکثر کہتے تھے کہ بعد مکمل تعمیر ماضی گدہ ایک پشتہ کو باہرین نزل در موضع کو تال کے طعن بند دھوبی تالا بلکہ طرف جنوب واقع ہے بشرط وفائے زندگی خود انشاء اللہ تھا وہاں ایک قلعہ بنایا جا گا۔ ایک عمارت تیار ماضی گدہ کا مسدود کچم کار گداز و ملوک ارشاد ہے جس کا حکم ہو گا مکمل کی جائیگی احتشام جنگ کا راستہ کاران عمارت کو قبول کر کے ایک روز اس شیعہ کو کچم خود دہرائے۔ بنو دستانہ کے تیار قلعہ کا حکم دیا پس بغور حکم و اجازت کار گداز عمارت آجوتھ اورینٹ اسٹیل تیار ماضی گدہ کیسے جمع تھی نقل مقام کر کے بہت جلد ہی خطاستی کے نوہینے کے عصیہ میں عمارت قلعہ کی ختم ہو گئی اس قلعہ جدیدہ کا نام احتشام گدہ رکھا گیا۔ ذکر تیار قلعہ سون گدہ بعد تیار احتشام گدہ کے ایک روز بدست خاص سوار ہو کر واسطے نظر باغیچہ جو کہ متصل موضع سون دریا گنگے کے کنارے پر واقع تھا اور اس عین دشتان میوہ دار و عمدہ فواکہ کے شل انجیر و نار و رامرد و درنا لہ رام شیرین قابل تحسین بہ روش و زبان یعنی کیا ریان عجیب کے موجود و راقم کے میوہ تھا اس باغ سے حاصل ہوئے تھے وہ باغ بھی لائق دید تھا اور داروغی اس باغ کی شیخ محمد علی نامیکے نام سے نامزد تھی اگر باغ خواہ سیر اور تماشا کرنے تھے کہ اس شانین نظر نواب فرخ مرزا احتشام جنگ کی اس پشتہ کو بہر جا پیری اس بہادر پرنسپل عمارت مثل قلعہ غیرہ کے بازہ سے کا خیال دین نواب کے بندہ حارہ چند روز بعد بارادہ محکمہ دیا کہ اس بہادر قلعہ تکمیل بنایا جاو بہر وجہ نواب ان بہادر است ابتدا تعمیر ہو چکے سے فراہم کر کے پانچ ماہ کی مدد میں عمارت پختہ ہو گئی کہ اس قلعہ کو سون گدہ کے نام سے موسوم کئے۔ ذکر تیار

بنگلہ ہفت منزلہ جہان نما جبکہ سون گدہ بنگیا بنا بنگلہ ہفت منزلہ کا شوق پیش نہاد و خاطر فرمایا
 اس عمارت کا موقع اور محل ابراہیم باغ سوچا گیا وہ بنگلہ ہفت منزلہ بعد و مقابل ہفت آسمان انجیال فاسد لکھ
 کر رکھا اس عمارت بلند اور بنائے فصیح سے یہ غرض تھی کہ تماشا بینوں کا جھوم ہوا اور انہی شان و شوکت کی دویم
 اور دوسری عمارت اس آباد کی پست نظر آوین بلکہ بہار بھی چھوڑے چھوڑے معلوم ہوون اور لو کی کسر
 روبرو دوسرے مقاموں کا تیار نہ ہو۔ اس بنگلہ ہفت منزلہ کے نیچے ایک من بہت بڑا وسیع اور کشادہ مثل
 قالا یکے یہ بھی جہاں ش سے رہا نہ تھا جسے تو اس کے اطراف جو انب شیشہ آلات و رقعا دیل موقع اور
 محل بہ مفہوم ہو۔ اور جس من مثل لایمن بطور کسر گشت لگانے ایک کشتی بنائی گئی تھی اس کشتی میں
 رویان نامی اور نہر میران نہر جہین سواری میں پانی پریش کے بیچ جاکے تیسری (اگر ڈوگجو تو پوری
 خوارمی اس طرح کا لطف عیش حاصل کرتا تھا جاکہ اس سے فرخ مرزا انتقام جنگ کے فراغت ملی قلچہ طیان جو
 جہین تیار ہو نہ کے نصف تیار ہوا تھا اس کو مکمل کر کے فرخ گدہ کے نام سے نامزد کیا ذکر تیار می
 جامع مسجد نزل سید محمد متا کچ بخش شیخ المشایخ مقامی نامی جو کہ ہر کس ناکس لائے اور علی انکا
 تھا اور ارکان لیت بھی رجوع تھے جسے کہ میں بھی سرسوز ملازمت ہوتا ایک روز متا موصوف کی خدمت میں
 نواب کو راز رکھا اعتقاد بنیال متقا وہ عارف ہوا تھا وہ بزرگ پیر مدین و طالبین کو ارشادات مشایخ
 سے مستفید کر رہے تھے بعد انفرار ارشاد نواب میں نزل سے معین کیا کہ محکم کسی امر کا ارشاد ہو جائے تاکہ
 اس کی بجا آویسین سنا حاصل کروں۔ ارشاد ہوا کہ جامع مسجد قیوم کہہ اور بوسیدہ ہوا اور چوہینا و کافق
 ہو گیا اگر متہا را اعتقاد و اتہام سے یہ جامع نزل ختم نہ جائے تو باعث یا دگار زہرمانہ اور حشرات لاریں
 ہو گا پس صلیب شاہ فیض شاہ حضرت سید جیسا کے رئیس نزل نے حکم تیار می مسجد کا فرمایا۔ محمدری عیرین
 نازدنی دروازہ کے متصل مچہ تورد اور خوش بلع تیار ہوئی پہلے مسجد جو تھی خالی پوشی سے تھی۔ اس مسجد
 پختہ کی تیاج پتھرین کندہ ہر متصل میر کے نصف ہے وہ یہ ہے کہ آن فے الاعتشام ذی جرات +

کہ دکانہ خدا آباد و حسنت ثواب تعمیرش و گفت ہاتھ بشاہ فرخ باد و کرتیاری مسجد
 صنعت نیکو پٹھانہنیم ایام میں میں نزل نے واسطے ملاحظہ فیضانہ کے جو کہ منہج مذکور کے قریب جو
 میں بسبب نفع ہونے وہاں کی آج ہوا ہوا کو مقرر کیا گیا تھا اور فی فضلہ و سرزمین کا دانہ چاہا وہ تیر کو
 شیعہ تھا اور اگر کام ساز و سامان کے ساتھ فیل کو دیکھ لیا اس شان میں واحد خان نامی فیلدان نے عرض
 کیا کہ افسوس میں پاک ویش تارک الدنیا ہندوستانی تین سال سے صحرانشین ہے اور غرت گرین
 ہونہ درختوں کے نیچے لادارہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی گھری فیلدان میں اگر جہاں چاہتے ہیں ہر جگہ جاتے ہیں
 اور کئی نیکو یہ حال ہے لگا کر کوئی کچھ تو واضح کر دیتا ہے تو کہا لیتے ہیں ورنہ از خود سوال نہیں کرتے من
 اس بات کے سننے سے میں کمال اشتیاق سے خدمت میں درویش کے دوڑ آیا اور مطابق قاعدہ متقدمین کے پہنچ
 اور اپنے نزل کے عرض کیا کہ بزرگ جو کچھ کہ ارشاد ہو گا بجالا کر سدا حاصل کر گیا۔ درویش نے ارشاد فرمایا کہ
 ایک مسجد و ایک کنواں اندر لے آئے گا کہ نام پر تیار کرے تاکہ جگہ دینا اور عاقبت میں بھلا ہو گا پس اس سے
 درویش پر ثواب فرخ مرزا سہارن پور فقور مبلغ تین ہزار روپے نقد اپنے خزانہ خاص سے بھیج کر ہاتھام
 فیلدان مذکور مسجد و کنواں تیار کر دیا چنانچہ اب تک وہ مسجد و کنواں باقی ہے آئندہ بھی جب کہ خدا
 چاہے گا رہے گا۔ بعد تیاری مسجد اور چاہ کے وہ درویش چونکہ سیاح اور صحرانشین تھے معلوم نہیں کیا ان سے
 گئے و اللہ اعلم بالصواب و ذکر متوجہ ہونا بندگان حضور کا سفر کو لا پیر اور طلب کیا جانا ختم
 واسطے ملازمت حضور کے ۱۱۷۰ بیکھرا لیکو چنانچہ ہمیں نواب میر نظام علی خان میں کن والی
 حیدر آباد نے بغیر کو لاسکے سفر پر توجہ فرما کر فایز ہو گئے تھے کہ چند روز میں بائیں کا موسم آن پھوٹی ضرورتاً
 وہاں حکم چھوڑ دیا صا و ہوا۔ اس عرصہ میں کار پر دازان سرکار و اعیان دربار بندگان حضور نے حضور
 میں نزل فرخ مرزا کو طلب کر لیا و درخواست کی۔ فرخ مرزا اقامت جنگ مرچوان نا تجربہ کار و ناما
 اندیش تھا مال و سپاہ غور سے اور بہکانی سے مفیدین و دولہ کے ملازمت حضور کو ناپاک کر کے حیلہ و نالہ

ابتداءً لگا بھی نہیں کیا اقبال بھی نہیں اس حرکت سے احتشام جنگ کے بندگا محصور کے پاس بنا و تہ
 ثابت ہو گئی اس باغی کے استیصال و تہذیب کا ارادہ تھا کہ میر عبدلہ خان بہادر مصمم الملک نے بی عہدہ
 ترین امر ارفع الشان حضور سے تھے بعض اے الہی فوت ہو گئے بندگا محصور اس اقدار سے مایوس
 ہو کر تہذیب احتشام جنگ کو وقت معینہ پر موقوف کر کے خود بدولت جانب حیدر آباد مرعوب و مرعوبہ
 مصمم الملک کو کر کے انتظام کا روبرو کیا تھا مشیر الملک سہر جنگ بطور نیابت کے تفویض پایا۔ اس
 انتظام کے بعد موافق ضابطہ سرکار کے رقم نذرانہ کی تمام جاگیر داروں اور مفیدار و غیر قلم و سرکار کے پیشکش
 حضور سے مقرر ہو سکنے والے موافق تہذیب و سرکار کے مبلغ نواک و پے بطور احتشام جنگ کے کہ تمام جاگیر
 دارا محصور میں مقیم تھے واجب الدین لکھنؤ وقت میں الی دکن نواب میر تقی علی خان بہا تھے جو
 احکام حضور طلب مبلغ مذکور صادر ہوئے واقفان اخبار کہتے ہیں احتشام جنگ نہایت بین جو زمین
 والی دکن کے ارادہ گستاخی اور بغاوت کے سلسلے اور ایسا تحریر کیا سب مبلغ مطلوبہ جسٹس حاضر ہے جو تہ
 کہ عرض بغاوت جنگ احتشام جنگ کی بندگا محصور کے ملاحظین گذرے ارادہ بغاوت قصہ ہندو
 بندگا محصور میں ثابت ہوا افواج حضوری واسطے تہذیب و تہذیب کی اس مفسد احتشام جنگ کے مامور ہوئے
 ذکر متعین ہونا افواج قاسمہ سرکاری سرکردگی سرالہ دولہ بہادر سردار جنگ و
 گھانسی میاں کے اور قبضہ میں لانا تھانہ بودھنگا ۱۱۹ لیکن راکھوستان نو جو زمین نہایت زیادہ
 اوپر شرم نامی مفسدہ خیر خیرہ سر کے پیچھے حضور محمد حرم الدین خان بہادر کا متنا جنگ دارالہ دولہ
 گھانسی میان جو کہ برادران نوابہ بوالفتح خان بہادر شمس الامر کے علاقہ یا پکا و خاص میں شرف
 اختصاص کہتے تھے مسعود و سرسوار اور تین ہزار جوانان لین رسالہ ناد جنگ کلاہ پوش فرشتہ
 کر کے روانہ خانہ کور بعد بلوچ منانل قطع مریل قبضہ کو گمیر پر خیمہ قیام کو استا کے قبضہ بودھن کو گمیر سے
 چاروں طرف فاصلہ پرواقع ہے اور قبضہ متعلقہ مفسد تھا۔ بہادران سرکار نے فرست گئے قابو و ڈار کر

اولیاء و اولیاء صنفیہ کے قبضہ و تصرف میں لایا۔ جو جماعت مفقودہ مقابل ہوتا تھا اور کوسو بے یلغ تیرتخ
 کریتے۔ رستم خان نامی جمہور ساتھ لکھو سوار اور دو سو پیادہ کے باغی کی طرف سے تھانہ دار بوہن
 تھا بہادران گھمڑ کی پوش اور علیہ اوری سے نہریت اور سی پا کر راہ گریز کو غنیمت جانکر نزل پھونچا
 اور گنگنا نامی زنا روا بھانہ دار موضع راگاس بیٹھ مقصد نصیب بوہن کا منجانبیہ غی تھا بہادران سرکار
 اوکھو سرکار کا لکھو دہانے و روانہ پر آوہان کو دی ذکر روانہ ہوتا افواج مقصد و باغی کا نزل سے
 ساتھ سرکردگی دلاور جنگ فرانسسی کے بنا پر مقابلہ گھانسی میان اور شکست پانا
 افواج باغی کا ہاتھ سے بہادران سرکار کے جس آدمی کو جب سخت اور غرور کسی باعث ہو اسکو
 یا کسی کمال سے یا حکومت سے پیدا ہو جاتا ہے تو دانا ئی اوکھو بالکل نادانی سے مبدل ہو جاتی ہے۔
 اقبال و س سے منہ پھر لیتا ہے ادب پر چڑھتا ہے کوئی راہ فلاح و صلاح کی نہیں جو جیتی اکتی پچا دی
 ایسے منکبات سے خدا کی پناہ ایسے خطرے۔ اعتقاد جنگ عاقبت میں جبکہ سنا کہ بہادران سرکار نے
 تھانہ بوہن کالے نیا بالہار سوار اور جو نالین اور میں ضرب توپ کا می فوج پر پڑی متنب کے ساتھ
 سرکردگی دلاور جنگ کو راہو میان مہدوی اور مان اکتی خان وغیرہ جہداران و رسلہ داران شہور اور
 دوسرے سرداران لپی دار کے قہر تہوں رعبا یان میکا کول سے گھانسی میان کے مقابلہ پر روانہ کیا
 مذکور کشاپور کے گھاٹے عبور گنگ داور لکا کر کے بہت قریب دہن کے پھر نیچے اندرون بوہن سے
 سرکاری فوج باہر اکو صاف آہو کر مقابل ہو سے فوجی مذکور نے تو نو کو مانند بجلی کے آتش بازی ایسی
 کہ فوج سرکار کے دم استقامت انفرش میں آگیا تھانہ کہ صورت انتشار و انفرا واقع ہو دے ہوا
 باغی نے جان لیا کہ فوج سرکار میں نہریت آگئی فوج و نصیب سے ہے اس حال بد گال سے
 باوصف ہانفت دلاور جنگ فرانسس کے اپنے مقام سے رکتے۔ کے یورش اور حملہ لئے اسلٹنا میں
 گھانسی میان تھ چھوٹی سی جماعت کے لینے دوسو سوار آرمودہ کار کی طرف کھڑے بکر فوج مخالف پر

کیونکہ اسے یکدم گہور و نمودار کر بہادر و فکرمند رستم بہ جنگ کی بغض شدہ و خونہ فوج باغی ٹکڑے کش فاش دیکر
بھاگادی اور بلو میان مہدوی اور انانہ خان درو و سردارچی وارو نکسے سر و فلو تن سے جدا کر کے نیز فوج
رکے خاص نام کو تلو دیا اور دوزخ فیصلہ معاشان و قلعہ کے جسکے ہو جو جنین خریطے زرقند کے رکھے ہو تھے تھیں
کر کے شادی و بیعت و ظفر کا بجا فرمائی فرنگی جیت رنگٹ ہنگاپنی فوج کا دیکھا مہدی پنی پٹال کے بطور قواعد قلعہ
حکم بنا کر تمام روز میدان جنگ میں تو پنی پنی کرتا رہا دہانسی لٹکے وقت است کشا پورہ را کر تمام بھاگے ہو
نہریت کہی ہو و نکو مٹ یکروا ہم کر کے پھر متوجہ مقابلہ جنگ ہوا فوج باغی سے چند سوار بھاگ نکلے بالکندہ
قلعہ میں پناہ لیکر پوشیدہ ہوئے ان کو ایٹیم منورہ فاعطاب بنانان خان بھاگرا مراد شاہی سوتھو اس
قلعہ کی گنجی انکی تھیں تھے سواران مغرور کو آباد کیے اندر آئے نہیں دیا علیکہ فریبکہ کہ سواران مذکور کے گہور
اور دوزخ کو حکم فتح میں داخل کر کے کس انسانین سواران نہریم و مخدول کو اسکا کی خبر کی لہذا و میوت نہرا
مداست پشمانی دو دکھاٹ جو گنگا کے وارو کی کر کے فایز نزل ہو کر ذکر متوجہ ہونا افواج امر سے خصوصاً
واسطے تائید و امداد گھانسی میان کے اور دوسرے وقایع جنگ کشا پور کا جبکہ فوج چھ
و باغی کے شکست پائی گھانسی میان اطلاعاً ایکے مذاشت متضمن و نیز فتح و ظفر و دوزخ فیصلہ اور نشان نقا
اور احوال ماسے چار کردہ ہا فوج مخالف کے خدشہ میں نہا گئے تھو کہ ارسال کیا حضور بلا خطہ مذاشت
اور فتوحات و مرد و انکی بہت فیروزین تحمین ماکر خلعت ہا ہر و شمشیر کی موہ کر بند کیا تھو خطا مجھے حسام الدین
بہادر مذکور مثل شرفی و بہادر و زور و دوزخ جنگ و حرمت جنگ و یہ جنگ کشا پور کا مجدالدولہ وغیرہ کے
رسلے اور جاگیر دارو کے قریب طالبین ہزار سوار پیادہ کے روانہ فرمائے افواج امدادی پھونچے تب تک
مذکورہ جنگ کوچ کر کے بالکندہ پھونچ کر طالبین الالبین حقہ بڑا بہا حبس سرہ کو فوج کشا پور کا بالکندہ
سے تین کس فاصد پر واقع ہے اس وقت یکل لیرینی فوج ایک شریک شلال ادا ویاں ہوا فرنگی و انیسویں
جو مو منع کشا پور مقیم تھا افواج کا سر کی آمد مذکورہ زور و فیر کی اور پورہ شتی کے اکثر لشکر کا ری پر بطور غارتگری

آگرتا اور لوٹ لیجا تا تھا گاہنی میاں کی لشکر لے دوسرا مرے نامدار سے مشورہ کر کے فرانسیسی کی تمہینہ کے
طرف متوجہ ہوا صبح سے شام تک ضامین فریقین توپ تفنگ کی شدت سے ہی انس ٹرائسین احتشام جنگ
زیر سے آکر شرمکٹ کر فرانسیسی کا تھاخرامیسی فوج سرکاری کا غلبہ دیکھ کر سامان جنگ کے طے کر کے مہر لشکر
خود گنک گودا درسی عبور کر کے منہ کا ڈلی جو کہ نزل سے پانچ کوس کی مسافت سے پہنچ کر مقام کیا فوج سرکار
بجیم شہر نامی قراقری زنگی مذکور کے بالکندہ پہنچ کر عین شہر محرم کو دین گزار دی ذکر متوجہ ہونا خود جنگ
حضور کا حیدر اباو سے اور تیر کرنا قلعه چلتیال وغیرہ اور دوسرا حوال جوت کہ خبر
فتحیابی شرجنگ بہا کی فوج مخالف پر لڑا ب شمس الابرہا درنے سنی دو گنا لشکر کا جناب یمن
ادا کئے اور فیل مفتوحا وغیرہ مال غنیمت کو معہ عریض بہادر مذکور کے بند گا خنور کی نظر میں گذرے
پس بعد روانہ ہونے افواج امرائے سابق الذکر کے بہادر مذکور کی ملکیت خود بند گا خنور نشان کوچ کا
بند کر کے نزدیک باغ کو رہندہ کے چند مقام فرما کر وہاں سے مندرج منزل رونق افروز قصبہ بیلوارہ ہو
چونکہ شہر شریف محرم کا تھا شروع سال ۱۱۹۹ھ لکھنؤ راکیسواٹھا انوجہی کا دین گزار دیکر وہاں کشتیاں فوج
حضور بکروانہ کو تو قلعه چلتیال کے قریب پہنچ کر قیام کئے اس قلعه کا قلعه رشیدی ظفر الماس تھا باغ کے
طرف سے ابتدا بحق قلعه داری کو توپ تفنگ سے ادا کیا آخر کار بند گا خنور کی ملازمت سے مشرف ہوا بند گا خنور
اسکی صلہ میں بدستور سابق قلعه داری چلتیال کو اوی پر بحال کیے سیدی مذکور ساتھ خطاب ظفر الماس
بہادر کے سر فرازی بخشی بفتح ہونے قلعه مذکور کے لشکر سرکاری ازراہ کوٹھال درکن کوٹھلہ درمٹ ملی
اور موضع پالم قلعه بالکندہ کے نزدیک پہنچے سردار ضیا بہادر وغیرہ امرامستور جو جوام مقام پر فرشتہ
اپنے اپنے جماعت کیساتھ صرفا رہو کر آداب سلام رسمی بجا لاکر ہمراہ رکاب لے کر ہر دو طرف سے افواج مودا
باہم ملائی ہو کر موضع کشتاپور پر مقام کئے اوسوقت دگلیناب بھی موضع کا ڈلی پہنچو۔ ذکر
مقابلہ لڑنا سیدی یا قوت کا ساتھ افواج شکر کے اوپر ہر گرفتار ہونا اور سکا بہادر

سرکار کے ہاتھ میں میدان میں تاجی موضع کمر کا پورا و چٹیاں کے سواران فوج سرکار کے
 قریب قلعہ چٹیاں بطور شیرکار دوڑ گئیاں ہوئے اور فوج مخالف کے پامیں قلعہ مذکور کے انری مٹی و
 کاران حال کہتے ہیں کہ اوس روز اقتحام جنگ اسلے بند و بست قلعہ تھا اور شہر نیاہر ان کے رہنے کے
 فوج پر کوئی سردار کے سرکاری نوکری آمد نہ شکر ہوتا رہا کہ آپھونچا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا قلعہ و چٹیاں
 توپ فٹنگ چلانا شروع کیے چنانچہ گولہ باری توپ فٹنگ انہی اس شہر کے ہوئی کہ اس کے صدائے
 اکثر دھڑکنے شناسن ٹوٹ کر لرزے افواج سرکاری اچھی طرح جنگ بدلتا کہ اس کے فوجیابی کیا تھے
 واپس ہوئے۔ اس ہنگامہ میں صورت جنگ بہت در شرف اولہ کا تو بکے گولہ کے سمسے متعول ہو گئے چنانچہ
 نشان مزار و کائناتس ملی کے موضع میں واقع ہے اس کے قریب روز سالہ پاکہ خاص محمد عظیم خان اور
 غلام امام خان اور امجد الدولہ اور سردار جنگ اور فوج کو جنگ اور دو سر افواج غلیہ لاکھ پوش اور دو سر
 اس کے عظام سے قلعہ مذکور پر آوازہ پورش کا نثر غلام و شے اس وقت جنگ کا حضور بذات خود ایک علیہ پر
 محاذی قلعہ چٹیاں کے برآمد ہو کر تاجی افواج کو ملاحظہ کرتے تھے اسلے شناسن شہر یا قوت نامی مصعب
 و مصعب قشام جنگ کا در دار و فو و شکی نہ اور فرائد اور دو سر سالہ جاعرب و جوش اور واپس کا مزار
 اور قلعہ میں اقتحام جنگ کے پاس کل تھا۔ اقتحام جنگ کے جبکہ قلعہ چٹیاں کو شہر کی نظر الماس قائم دار
 بند کا حضور کی تصویر میں ویدیا سنا وجود پاکت وکی قدیم کے شکاری کو سن بایا پھر توماس سے غصہ کے
 تاجی جوش و زحام و غیرے متا ہے یونانی پرانے بہت سرزنش کی اور سخت ست کیا اس وقت
 سیدی یا قوت سیدی و الوین جان تھا اسکے دل پر یہ الفاظ نام نہا بہت گوار گذرے اس روز قلعہ مذکور کا قلعہ
 اتفاقاً سرکاری فوج میدان کارزار میں نمودار ہوئی پس اس کے ساتھ ہی شہر یا قوت با قلعہ سے غیرت
 اور جیت کے قلعہ چٹیاں سے بکڑا رہا ہے جی اور وہ میدان کو لیکر دو قلعہ کو چھوڑ دیکر سرکاری فوج کے مقابلہ پر
 بہت باندھی جبکہ نزدیک تاجی موضع کمر کو سیکھ ہو چکا۔ سرکاری فوج بھی منظر قلعہ کے بھی یکبارگی سر چڑھا

طرے سے گہور ڈکود ڈاکر باہم ایکٹ گئے موارا و پرید لوٹے درمیان بہت سخت لڑائی قابل یاد کا مہوئی
 آخر کار افغان سرکار غالب کر سکو تہ تیغ کروالی شیدی باورست سوقت رحمنی ہو کر میدان جنگ میں بڑا تھا اور
 اسکے دشمنوں خون بہتا تھا زنده اور کونہ کا نھو کی پشی میں پیر بجائے ذکر ملازمت حاصل کرنا
 اقسام جنگ کا توسط سی مسماہ ماہرن اخیل حضور کے اور رونق افزا ہوا
 حضور کا نزل میں بتقریر و کاشا ابراہیم باغ کے اور روانہ ہونا اقسام جنگ کا
 صوبہ واری پر بلبلہ المچور کے۔ بعد کست و نہر سب پائے فوج شیدی یا تو تھے دایہ و ب
 اقبال عدو پامال بند کا حضور کا فوج مخالف پر ایسا غالب کیا کہ بار دیگر کوئی نام مقابلہ کا زبان نہیں
 لاتا تھا تمام اعیان و دولت کا ان ملک تھم سر و گئے دہو کر مٹوں حواس ختم ہو کر اقسام جنگ کی
 والدہ و سوقت بلیم باہمن مقیم تھے اپنے خلف خلف کی بر کرداری اپنی تباہی کو معائنہ کر کے ایک مندا
 بہت ناجزی اور مذو سے ساتھ مھنوں اسد کا معافی تعلیلت فرزندت جگر اپنے اسطور کھوا کر بند کا
 حضور کی خدمت میں پیش کروائی کہ یہ مذوی زاوہ خانہ زاد خرو سال پرورش یافتہ اور کھوار سی کس رضی انار کا
 یہ جو کہ نہ نالائقی اور بے ادبی اس سے سرزد ہوئی محض ازراہ خود پسندی اور نا تجربہ کاری اور مصائب شاعت
 اندیشہ سے ہو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار مذمت خجالت و ٹھاننا پر اب اپنی بد اعمالی کی سزا کو چھوٹ گیا لہذا اٹلیا
 فضائل و کم آقا سے ولی نعمی کا ہے کہ جو عزم ہادی کو معاف فرما کر جان بخشی اس ذریعہ بمقدار کی فرماوین تاکہ
 والا جناب سب بند کا کفارم فضل شعبہ افاق ہو بند کا حضور بعد ملاحظہ عرضی کے ازراہ ترحم اور تابع دار
 نواز کے ماہرن اخیل کو بغرض نہایت لایف تلو غلطی اور خلایق کے تھنچہ ہونے ہار کا طرف اقسام جنگ کے
 ردانہ فرمائے ماہرن ایک جیب مذیدہ اور کار از مودہ اور دیرینہ روز گاتھی پھولوں کا ہار پر نگاہ حضور کے کر
 اقسام جنگ کے پاس پھوٹ کر دعا اور بلاستانی لکھتا پھولوں کا ہار اقسام جنگ کے گلین ڈال دی۔ اسکے ساتھ
 ہی دماغ نختہ یاغ اقسام جنگ کا مبدل خوشنودی اور فرمان برداری کے ہو گیا تاکہ مذکور سے نہایت

اور تہی کے باتیں مثل مادہ بہان لکھ کر اپنے آغوشِ مرث ہون لں جمی میں لیکر شتق ملازمت بند گان
 حضور کا روئی الفرائضم جنگ نے ایک سب کی پروا ہو کر ماکہ مذکورہ کے ہمارہ عازم خدمت گان
 حضور ہوا۔ بند کا حضور تعصبات سابقہ کو مٹانے کے توجہات و عنایات جدیدہ فریدہ کو مندرج
 حال فرما کر تہی کامل کی خدمت فرماے۔ اس روز سے لڑائی اور جلالِ موتوں ہو گیا صلح کل الکی
 اوسکے دوسرے روز بند کا حضور کا حکم تمام جنگ کے نام پر صادر ہوا کہ مہار و الدار لہم باغ کی عمارت
 بہت ہی خوشنوع اور خوشنیت کر وادی ہے اسلئے ہمارا قصد ہے کہ مہار مملات اس باغ کی سیر کریں۔
 نواب اہتمام جنگ نے اس وقت الحکیم شاہی اپنے تمامی مستورات و درعیات کو محالائے باغ کے فاکر
 متصل عید گاہ کے خیمے اتار کر واکر اردو حاجی لات باغ کو بالکل خالی کر کے بزرگ کا حضور کی نظیر میں پیش کیا
 جبکہ باغ مذکور کا انتظام شاہی سے ہوا بند کا حضور خود بدولت بذا خاص نون افرا ہو بعد ازاں نواب
 مشیر الملک بھا در کے نام حکم نفاذ پایا کہ جمع خرچ ملک مال در جو اہل اور خزانے وغیرہ کا رخساجات کو
 متصدیان تعلقہ نزل سے دریافت کر کے مہار دلت کے ملاحظہ میں گذارین۔ حسب الارشاد حساب
 طلب کیا گیا تو مبلغ ایک کروڑ پونے نقد سو اجواہرات و زر و زیور وغیرہ کا رخساجات قبل فانیہ اور متہج
 اور سیان اور مانند انکے اور توپیں اور جنگی سامان اور انبار غلہ کا اور ذخیرہ سیلہ و باروت کا کل اثاثہ
 البیت ایک کروڑ پونے کا برآمد ہوا اور باقی تمام بنائے عمارت اور مصالح افواج میں صرف ہوا الغرض بعد
 فتح حصار نزل اور بدولت تمامی قلعہ جاہیر و سنے چالیس روز مقام کر کے سیر و تماشکا باغات عمارت
 سے خارج ہو کر قیام جائیدہ آبا و اجداد کے کاریر و ازان کا رخانہ عینی کو حکم حضور ہوا کہ جمع
 عہدہ توپیں قسم پچیس اور کاسے ہون اعلیٰ قلعہ کو لگندہ کرو اور توپوں کے توپوں کو تفصیل و برتیر ہونے نزل کے
 بقدر ضرورت چوبدرین چنانچہ اہلکاران مشی نے حسب حکم حضور مامور بکار ہو کر یہ تیج حیدر آباد کو لکھیا
 باقی ذخیرہ غیر ضروری مثل سیلہ و باروت اور گولہ ہاتھی اور اجناس تابو اور پتیل کے اور کاسی وغیرہ

کارخانجات تیس ڈھانے اور بند و قین اور بزالین اور نہنگ و غیرہ جو فراموش کئے ہوئے ہر ایک جنس کے
 ہزار ہا روپیہ سے تیار کی ہوئے جا چکے جو دایرہ حساب کے خارج تھے مقفل ہر ہر گدی یا خدمت قلعہ دار کی
 اور عمارتوں کی دہنہ ارجوانان میں دوتین ہزار پادہ احتتام اور تانچہ نفر منصبداروں کو ساتھ
 بالاحصار پر قلعہ نزل کے لیے رام علیخان بہادر ہان الدولہ کے نام سرفراز فراموشی اور احتتام جنگ کے وہاں
 بدل دیکر صوبہ داری الیچو پر روانہ ہوئے۔ ذکر کہو و گانا محالات بلایم باغ کا اور روانہ ہونا
 چوہینیہ وغیرہ حید آباد کو جو قوت کے احتتام جنگ کے حضور خدمت ہو کر الیچو پر پہنچا بعد چند روز
 ایک محل سر بہت شاندار اور زینت کیسا بنا شروع کیا کہتے ہیں کہ اس مقام کے پاس ایک بنگلہ قید
 جکا نام سبز بنگلہ تھا اور وہ بنا کیا ہوا نواب صفیہ کا تھا اور وہ اس شخص سے بنوایا گیا تھا کہ خود بد و شظائم
 سے گرد و نواح کے اور دور کے صوبہ ہر ایک کے فارغ ہو کر چھائیے واسطے الیچو آتے تھے تو اسی بنگلہ میں قیام
 ہو کر جلوس لے جاتے تھے بدین نظر نامی چوڑے پائندہ شہر کے اس بنگلہ کو مقام بزرگ جانکر اور کاد کے تھے
 تھے اور اس کی حفاظت اور صفائی وغیرہ کے واسطے فرانس وغیرہ مقرر تھے احتتام جنگ کے اس بنگلہ کو
 اپنی عمارت محل سر کا محل اور مقرر جانکر منہم کروا کے اس کے اینٹ پتھر اپنے مکانات تعمیر میں لگایا و قیام
 نگاران گھرنے صوبہ داری کے بے اقدالی کو حضور میں عرض کر دئے بند کا حضور نواب علیخان بہادر اس
 واقعہ کی اطلاع سے بہت ہی تاسف ہو کر اور کمال اطلال بند کا حضور کے دل پر گذرا اور اس زمانہ میں شیر الملک بہادر
 دارالہمام تھے ازراہ غیر خواہی عرض کئے کہ اس نالایقہ کی شہرت اور بے اقدالی کا عرض براہیم باغ میں ہوتا
 ہوں جو نزل میں واقع ہے۔ بقیہ عزم کر کے اس وقت میں سرین العابدین خان نذیر ہان الدولہ تعلقہ دار
 حکم دیا کہ نزل چھوڑ دھانکے عمدہ چوہینیہ وغیرہ عمارتیں اور کھیت کیا آباد ہو چکا اور وزیرین العابدین
 ہمارے دہنہ ارکامانی اور ایکہزار کارسار لید خسرو کا دیگیا زینت العابدین مذکور نے الفور نزل چھوڑ کر حید
 عمارت نزمین کو بیخ و بنیا دیکر نہ کروا کے چوہینیہ وغیرہ حید آباد پہنچا اپنا بیخ و بنیا دیکر نہ کروا کے بیخ

معد جو مشہور نزل ہی کے چوبیسے بنا ہوا ہو۔ ذکر حکومت نواب ہان لدولہ بہادر مرہٹہ
 سید عالم خان ب پکٹ می ایک شخص منصب داران و شاہی ہنر والے جاند کے نامی الی انقبہ سیدی
 بین بودا بن کبوتر تھ۔ بعد وفا انکو چار بیٹے انکے یادگار پدربانی رز فرزند اول سید کہ خان دوسرے سید
 اصغر خان تیسرے سید غیر خان چوتھے میرام علیخان۔ سید کہ خان قالیع انکاری سیکا کول پر مامور تھا
 میرام علیخان بند کا حضور آصفیہ کی خدمت میں رہتا تھا جبکہ دور حکومت نواب کے نظام علیخان دہلی
 پھونچا نظر عنایت حضور کی امام علیخان پر روزانہ ترقی تھی بعد تیر قلعہ نزل کے شکستہ کھرا رانیہ لٹھا تو
 ہجیر میں بند کا حضور نے افواہ پھیلنے سے طلب کے فرخ مرزا خان بہادر اقامت جنگ نزل کی حکومت
 سے منسوخ کر کے ساتھ عہدہ قلعہ داری اور نیابت شیخ محل نزل کی جمعیت پانچ ہزار جوانان زمین اور
 اقسام اور منصب داران اور اسپان غیر متعلقہ قلعہ نزل کے سرفراز فرمائے۔ بشیر الملک المہار خاں سلطان
 کہ ورت پیدا کیا تھا اس بنا پر حضور میں عرض کیا کہ تعلقہ نزل قدیم سے آباد و سرایت شاد ہے اگر
 حکم عوام و جوان بعد اور اجارہ قدم سکا قرار دیکھی مستاجر و قہدار کو روڈ نہ دیا ہوں ارشاد حضور یہ کہ
 مناسب ہے بس بشیر الملک المہار نے ایک حکم حضور کی خانہ کو کر کے نام اس حضور جاری کیا کہ رقم
 شیخ محل نزل کی بعد سے مبلغ پانچ لاکھ روپیہ مہری ہے مملو لازم ہے کہ زمینداران اور قلعہ داران اس طرح
 مبلغ مذکور کی قبولیت لکھو کہ بابدولت کی خدمت میں ارسال کرو۔ خانہ کو تمام زمینداران تعلقہ مذکور کو طلب
 کر کے مضمون احکام حضور مطلع اور آگاہ کیا اور کہا کہ اگر تم سے ممکن ہو تو باجی رقم کی رو کی قبولیت لکھو
 زمینداران مذکور بہادر مذکور کے کہنے کو تسلیم نہیں مشورہ کر کے فرو کیفیت محاصل تعلقہ بہر قلعہ داری و سارو زمین لاکھ
 روپیہ لکھ کر کہے کہ سو اس رقم کے ایک حصہ دیکھہ نہیں ہو سکتا ہی بعد ازان زمینداران مذکور نے جانے
 خودیات موچی کہا کا کام انجام وانصرام نہ لگاؤ واری کا جی نڈٹ زنا دار اعلیٰ وارسا بنی الذکر جو کہ
 علی دین مبارک الملک کے پیکار سی دیوانی بہادر تھا بعد بغیری اقسام جنگ کے مقصدیان سرکار تھے مناسب

کی علت میں سکون قرار کے حیدر آباد میں مقید کون تھے اس سے پہلے کیونکہ تعلقہ نزل کھالی ہوئی جانتا تھا اور
 ہر ایک جزو کل سے واقف تھا اور ہماری پروا سخت ہی بوجہ حسن ہوگی بلکہ سوچ سوچ کے بھی مانو کہ سے
 بذریعہ خود کتابت اطلاع دیکر آبادہ کو کہ تمہیں سوچ سوچ کے مانو کہ سے سوال تعہد لینے کا
 ہے۔ بہر حال اس تعہد کو بعض مبلغ پانچ لاکھ روپیہ کے قبول کر کے پہان آجایا بجائی رقم سرکار کی
 اچھی طرح سے ہو جائیگی۔ نہانہ کو رو بہا بازی اور مویشی دانی سے زمینداروں میں کار کے آگاہ تھا کہ
 نوشتہ پر اعتبار کر کے فرد کیفیت سائے تین لاکھ وینہ کو خد تعین بندگان حضور کے گذران دیا ملہا
 نے اس کو پیکر راوند کو رو اپنے پاس طلب کر کے کہا کہ تو دفکار ایسٹ طرف سے اگر تجا کو تعلقہ نزل کی حکومت دیکھائے
 تو نقد رقم وصول کر لیا راوند کو رو نے جو با عرض کیا کہ سرکار کی غنایت کا تہذیب و یکے پر سو مبلغ پانچ لاکھ روپیہ وصول
 کیے جائیگے اللہ ہام نے کہا کہ اگر تو سات لاکھ دو چہرے وصول کر لیا تو اس وقت قیدی رہا کرتا ہو تو اس وقت سرفروزی
 تعلقہ نزل کی بندگان حضور سے دلواتا ہو تو راوند کو رو ہر چند اس ن سے انکار کرتا مگر حکام والا قدر کی طبیعت
 خود پسند کی مانتی ہو چھوڑا قبہ ہا اقبال کو کو پر سیکلے حضور میں اطلاع دیدی کہ برائے اللہ با وصف ریاست
 و امانت کے رقم تعلقہ نزل کی سائے تین لاکھ روپیہ منقرض کر کے بھیجا ہے سنسکر ادا نامی زمار و قدیم و فکار
 عرض کرتا ہو کہ مبلغ سات لاکھ بیس ہزار نہ سوار سال سال نزل کے حکام کو کہ طلب کروا و سیت راوند کو رو
 طلب کر کے تعلقہ نزل کی خلعت سے سرفراز کر کے کر با سنکر و کو کیشور ادا نامی زمار و امان ساکن اہلنگ آباد بطور
 میں ہمراہ دیکر نزل کو روانہ فرمایا برطان الدور اجدائے راوند کو رو کے میسرین العابدی نمان اپنے فرزند کو نزل کی
 قائم داری پر چھوڑ کر حیدر آباد چلا گئے او کی حکومت نزل پر کل چہ ماہ رہی ذکر حکومت مست
 زسنکر ادا بن نیکاجی میڈٹ جو قوت کے عمل سنکر ادا کا نراں پر پوچھا نام ہوئے بڑو نکلوزل کے ایک گنت فی
 ہیت چو خواہ کہ ویران کنہ عالمی ہ ہند ملک در پچہ نظامی براوند کو رو نزل کی عایا کے حتمین
 ایک بلا اہم مصیبت کا درد تھا۔ اندھا کار راوند کو رو نزل کے ہر ایک تعلقہ راوند کو رو زمرہ راوند کو رو

کے حالات واقف اور ہر تھا جو جو عریض غیور نواب مبارک الملک دہونہ کے عمل میں بے غلو غش آرام
 و چین سے پوش پائے تھے مفرد حال بہتے تھے راوند کو سب کو شکستہ بلا میں اسیر کر کے رقم مقررہ سکر
 وصول کرنا شروع کیا زمیندار اور افغانی آدمی کی حکومت مردم آزار کیا باعث ہوئے حاصل کلام ہر ایک عریض
 اور زمیندار مر کو خاطر سے نکلے راوند کے مطلع ہوئے کہ بہر کیف تم سکر وصول کیجاں گی سبائی آگاہی سے
 تمام ہوش ناخستہ ہو کر جو بولیت لکھدینے میں بہت معذرت اور حیلہ پیش کئے لیکن زمینداروں ایک کبھی کی
 سفارت و لکھو کو سال اولیٰ تم سکر ہزار شدت کامل خور و صوان ہوئی دوسرے سال میں طوطی تعلقہ اور دکن
 اور ابل جرنہ اور کارکنان کلامی اور مختصر فاون تماموں کو مقید کر کے مال و رموشی زور و زور راوند کے ملک
 بطریق غارت وصول کر کے داخل سکر کیا راوند کو بعض سامیو کو باہر بجائے رر سکر کیلئے درختوں پر
 لٹکا کر اسے قہقہوں کے جلد و ہڈی دیتا تھا بچاری رعایا ایسی ہی سختی ان و عذاب سے مر گئے اور بہت
 سائے امانہ اور گہرٹ جاننے محتاج نان شبینہ ہو کر لڑائی کا پیالہ ہاتھ میں لیئے ڈنڈا تو ان کر سوراہا
 سکر کا کابہر دیا تیسرے سال جمیع رعایا تاعذاب لاکھلا وطنی طرف ایڈالاد اور ہجاری اور کایرا اور بوری اور
 چاندرا اور ناگپور اور جہان جہان موقع اور امن ملا رہ گئے سکونت اختیار کئے چوتھے اور پانچویں سال
 میں تمام دیہات اور فریات تعلقہ نزل کے ظلم و تعدی سے لوٹ کر ویران تھ ہو جا کر باقی رعایا
 پس ماندہ سے بجز غارت اور لوٹنے ایک فلوس وصول نہیں ہوتا تھا بدین جو ظلم و تعدی حاصل سکر کے
 مبلغ دو لک پڑی وصول ہونیکلی نوبت پہنچی بقایا سکر کا زیادہ رہنے لگا بندگان محض کو بھی اس ظلم کے
 ظلم کی خبر پہنچی بلکہ رعایا کے ذریعہ سے ہی کرنا لاش سکر کا میں پہنچی تحصیل سکر کا نے یہ تجویز نکالی کہ زرخواہ
 محمد حسین خان نامی دارو تہ مشعل پلما کنو نزل پر مقرر و محل کیا جائے یہ تجویز سوچ کر محمد حسین خان
 مذکور کو بذریعہ حکم سکر کا سی زمان بھیجے سے خان مذکور نزل پہنچتے ہی راوند کو پر زرخواہ کے واسطے
 سختی اور سزا دی شروع کی راوند کو نے ہر چند باجانی زرخواہ کیلئے سکر کا پوئی اور وڈر دھوپ کی کر

یہ سب پرانے کی قلعہ کے کوئی تجویزین نہ پڑی آخر کار محاسبہ کے جملہ زمین ماخوذ ہوا تھا کہ کوئی غلطی
 پا بجائی نہ تھی وہ اندیکہ اور سکوا اپنے ہمراہ حیدر آباد لجا کر داخل مجلس کر دیا نزل کے دیشہاد و مردود کے
 ویران کئے ہوئے اب تک آباد نہیں ہے پہنچ محل نزل سو یاد اور گنگا راو کے زمانہ سے ہمارا ملک
 وہو نسہ کے زمانہ تک آباد رہی حاصل تھی کوئی حادثہ اور کوئی آفت نہیں ہوئی تھی سو یاد اور گنگا راو
 اور وہو نسہ کے محل میں کیونکہ حال نہیں تھی باوجود کثرت افواج اور ہجوم چشم کے کسی ایک کاہ بلا
 ادائی قیمت ذیت سے یا جبر سے لے اور خلاف قول یک جہز یادہ لیوے اسی سبب تھی عیا
 امر میں میں مذکور الحال فارغ البال بزرگترین زراعت اور تو قیر عمارت میں دگاہ بنتے تھے اور ان ہی سرکار کہ
 بروقت تحصیل بھیجتے تھے۔ راوند کو یہ تو نسہ اس گلزار کا تاشہ دیکھا اور فنا ہو گیا جو چشم خود معائنہ
 کر کے مقصد رازیت خلائی ہو کر عذاب جاوید میں مبتلا ہو گیا اور زمانہ کے لوگوں میں بدنام اور سوا
 را بیت خرابی و بدنامی آید بجز یہ رسید پیش میں این سخن را بغور یاد و مردود چار سال اور چند مہینہ
 حکومت کر کے تنخواہ داران جنہو کے ہمراہ روانہ حیدر آباد ہوا۔ ذکر حکومت راجہ شکر ناگ بن
 گویند ناگ بھونگ کہتے ہیں نایک بھوم قوم برہمن سے باشندہ قدیم قصہ زمر پر گنہ بانگند
 پیشہ تجارت کا کہتا تھا اور دوکان ساہوکاری کی لگایا تھا اور شخص آدم دسا اونیک نیت تھا
 بلکہ ملک بار و پڑاؤ حیدر آباد وغیرہ مقامات پر دوکان ساہوکاری کی جایا تھا جبکہ تعلقہ آرمور مبارک الملک
 کو تفریق بیچ اناکٹ کو کو مبارک الملک کا رزمودہ اور فوجی صلاہ تصور کر کے اسے کہا کہ تمہاری دوکان میں کئی ساہوکار
 قبول کر کے اپنے گماشتہ کو نزل بھیجا کہ مالہ لین دین کا شروع کر دیا جبوقت کہ وہو نسہ غمر کرناگ
 سے نزل آیا نایک مذکور کو آرمور سے طلب کر کے فوطہ دہری خزانہ سرکاری خدمت پر مامور کیا۔
 یہ ماموری نایک مذکور کی اس زمانہ میں ہوئی جبکہ غلام سعید خان بہادر جہاز جنگ قلعہ و سہ سے
 نزل کو پہنچا غلام سعید خان بہادر کا اس سے نزل کو پہنچنے کا ذکر اور یہ لکھا گیا ہے کہ مین و طارانی مبارک الملک نے بشمول

خانہ کو اسکو دی تھی تاکہ کوہ پور میں اسکو قلعہ داری کے قریب مصلحت سے ہی ہوتا رہی ہتھیار سے
 فرض منصبی کو ادا کرتا تھا لہذا منظور نظر ہو کر دوسرا ملک میں ہو کر کوہ پور میں ہر ایک ہوا اور ہوا اور انوقت
 اگر کوہ دوانی اور قد شہنشاہی سے اسکی تعریف کرتے تھے جو قوت بہرہ جگہ کیا دیکھا کہ ایک دور ہوا اسکی
 نیابت پر چیدا گیا چند روز کے عرصہ میں ہر ایک جنگ فوجت دیوانی سے سرفرازی باقی اسی عرصہ میں
 یہاں ہونے کا انتقال ہوا تاکہ کوہ پور کے حکمرانوں میں انشام جنگ کے خیزی خلافت سے نقشہ اتر
 دیکھ کر ہر حال دیدن ان پر ہر شے کے چید آیا دیکھ کر جو کہ بہت دیات اور بعض تعذبات بابتہ بندہ نہ
 حضور کے اسکی تحویل میں تھے وہاں خزانہ حضور کو دیکر سیدت زلیخا کا سب سے بیکر جو کہ چید آباد کی دیکھ کر
 اپنی اقامت اختیار کی چند روز کے بعد دیوانہ مدار لہام کی ملازمت سے شرف ہوا دیوانہ طور سے
 تعریف سابقہ اور وقیعت لاحقہ بجا آوری خدمت بطرف اٹھ اور دانی اطاعت پہنچ سابقہ بعنوان
 امیران اپنے دربار میں معرفت کی اجازت سے اسکو سرفراز کیا اور حکام کی حضور سے فرمائش تھی اسی
 ناک کو تو لغوی تھی اچانک ہوجہ اسکو انجام دیکر حضور میں پہنچا تھا چنانچہ اسی سوئے نزل کے سفر میں ناک
 نہ کو ہر ماہ کا بندگان حضور کو رہا کر انہیں ہر روزہ کو سمجھو پوچھا تھا بعض کہتے ہیں کہ تیس سال
 کی مصلحت میں یہ ناک شریک تھا جبکہ قلعہ نزل وغیرہ مقومنہ رہو نہ تھے فرما لیا دولت تصفی
 کے آگے دیوانہ کو ناک نہ کو کو دیانہ اور کفایت شمار تصور کر کے دروہت ملک تسخیر کو مسیو
 پہنچ محل نزل کے کو حاصل اسکا مبلغ باون لاکھ روپیہ کیا تھا اوس ناک کے سپرد کیا تاکہ کو دو سال ایک ملک
 و مال کا نظام اچھی طرح سے کیا اور مجملہ عایا کو تسلی بخشی کے ساتھ کہ کو خرد شدل اور شاد کام کہتا تھا
 دو سال کی مدت کے بعد محل پر فوجت ہو گیا اور حکومت اسے شکر ناک کا محل طلب اسے چوتھ ہوا
 یہ راجہ شکر ناک تھی فرزند شکر ناک نزل کا بیٹھن خراب کے حیرت ہر طرح سے فکر معیشت میں مشغول
 رہا کہتا تھا اچھی طرح سے تربیت پا کر قابل و مستعد ہو گیا تھا معاملات الی و لکھی بی بی بانی اور جس تھا

لہذا اکابر و ازان حضور نے راجہ کو مدد لینی و غائبی کی کہ سب کے تعلقات کے ساتھ شانت مہا پرورد
خطاب جو چونت بہاد کے لئے یہ یہ نہ کر چکا ہے سزا دے گا تا می اعمال و دیانیاں باب کے وقت اسکی
لو دلا سا بلکہ خط و اور پر دانی کے متعلق کی کے اجرا کے مہر ایک کو اپنے اپنے کام پر بجالا کر کہا اور پھر جہاں
اور برادران حقیقی اور چچا کو ملنے لکھیں اور پھر اور جہاں اور گناہ اور کو خدمات عمدہ اور لائق پرانہ بندہ
صبر پیشانی اور بخشی گری فوج اور احشام و خیرہ پر نامور کر کے آپ اس میں رہ کر انتظام تمام
ملک کا کرتا تھا تاکہ الیزر و سو و جہر میں بن موہن اور پھلکے کو جو کہ منہ بسان قیدی طلب خواہ
جمعیت میں سو سوار پانچ سو پیادہ تعلقات رور در پور ملے گا سہولی بطور جاگیر شہر و حضور سے
ملی تھی بوقت بن کا کھنڈہ سید شیر علی شترال فوج راوینڈا پر دانی طریقہ متصرف انتظام اور انجام
مہم باداوی اور کچر گڑھ کے متوجہ ہوئے اس میں دہراوند کو بھی اپنی جمعیت حاضر ہونا تھا معلوم
ہو کہ کسی کی سب سے ڈر کر ہی سرکار میں حاضر ہو گیا سزا دے کر جب اجت ہوئی فیما بین شہر الملک اور دہراوند کے
برخلاف گئی اس سے پہلے جاگیر کے تعلقات کو اس سے باز رکھتے کہ شکرانہ کو کہ نام حکم بھی کہ میں میں کے
تعلقات جاگیر کو میں نے سبھا کر مہارسی تفویض ہو کر میں اس کا بندہ ہو کر ایک شہر کیا لکھنؤ میں بنام
راجہ کو حسب حکم حضور اپنی جمعیت اتنی اور عیناتی کے ساتھ جو کہ بعد پانچ سو اسوار اور جو امان اس میں اور
تو میں غیر سامان جنگی کے عازم رور ہو کر بعد از یہاں حاضر کیا اور دہراوند کو بھی گویا بھی بنیادی کر چکا
قائد دور کا حکم و مضبوط تھا جس جمعیت موجود تھی کوئی سبیل اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہیں
آئی ایک ایک دن انتظار کیا گیا بعد اسکی احکام حضور کے تاج کی راہ کے نام اجرا ہو کر دہراوند رور وغیرہ میں ہوا
یہ کلہیز کا لی جا کر راجہ پنچنت جنگ کا واکو تفویض میں تھامی کو حکم سرکاری سنہیتے و تلو ویز کو نوکر کے
سیرانہ کو کر دین اس حکم حضور جہاں گزرا روکے افواج یعنی امیر لیگان بہا اور شہر جنگاں تھو جب
وزیر اور جنگاں روشن خان اور ولایت خان وغیرہ امیریاں بلند تھیں اور دوسرے افواج راجہ کو لائیں تندر

اور ماہو کے تخمینہ پچاس ہزار سوار و پیادہ ہر طرف سے پہنچ کر قلعہ مذکور کو محاصرہ کر لئے اور توپوں اور
گرنال کے گولہ باری سے دھوم مچا دی اور قلعہ کی کارروائی بھی شروع کئے راوند کو کی حرم و ہشامیہ کوئی
تیسرا راوند کو کی کارروائی پہنچ نہیں گئی دن توپ قلعہ کو راوند کو نے خوب جواب دی کی گراؤ کا ریل بلب کی غلہ
اور عدم موجودگی سیدہ و بار و تکتے متقابلہ کی نہ لاکر سیکے وقت موصوفہ توڑ پڑی بہادر سنی قلعہ سے باہر ہو کر
جانب قلعہ روپنڈت پر دھمکے جا کر پناہ لیا بعد ازاں اجندہ کو قلعہ و قلعہ کا انتظام کر کے حضور میں عنین کیا
کہ باقیال سرکار اس فری کو تعلقات بہت ہو گئے ان سبکی عہدہ برائی اور انتظام مجاہد کے سے ممکن نہیں شہر
ہے سیر حوصلہ کے موافق بحال فرمائے جائیں اسکی عرضداشت ملاحظہ میں حضور کے پہنچ کر منظور اور مقبول ہو گئے
منجانبہ آؤں لاکھ روپیہ کے تعلقات بعض تعلقات اس سے علیحدہ کر کے صرف تعلقہ نزل میں بیچ محل
مجاہلی تیس لاکھ روپیہ کا بحال رکھا گیا اسی سال میں سبھی رکھاریڈی ویکہ مضاعف اکاؤنٹ کی گئی جو کہ
متصل قلعہ آرمو کے واقع ہے اسباب بنیاد کے ہم پہنچا کر ادا نہیں ہو سکا کے نکال کیا۔ ہوا قلعہ و اچھو
نے بند کا حضور کو متنبہ اطلاع عرض کر کے ویکہ مذکور کی تیسری طرف متوجہ ہو کر شمالی و اجی سے مطیع
وزن سرکار کیا تعلقہ نزل سنگاوند کو القصد سے تغیری پا کر اجندہ مذکور کو تفویض ہوا۔ لنگوینڈ نامی زرا دار
کہ آدم خوش خلق و نیک نیت اور خیر خواہ سرکار کا اور عزت پرور تھا اور ہرگز کوئی سخن دل شکنی کا اور گفتگو
ترش اور تند مزاجی کی کسی ہند نہ تھا نیابت نزل پر مامور ہوا پندت مذکور عام عیال سے ہم سیدہ ظلم
کشیدہ محل محمول کو جہان جہان متفرق اور پر لگن اور جلال و طن ہو گئے تھے ساتھ قرائت و امر متبرک و عجمی اور تقابلی
کے بلا لاکر از سر نو تعلقہ آباد کر کے رقم باجوہی سرکار کو بتدیج وصول کر کے ارسال سرکار کر نیلکا۔ اندونہن
راجہ مذکور بند و بست ماحولی مورت جزوی و کلی اور معاملات سرکار سے فاسخ البال ہو کر موضع کو دور گئے لنگو
آرمو سے جانب شبرق چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں ایک گڑھی مہرہ برج وغیرہ تھیں
مستحق تیار کیا گئے اپنے باپ کے نام سے موعوم کو پندت کیا موضع اور تعلقہ مذکور کی بحال نظام کیا ہے مقرر ہوا وہاں ایک

راجہ نوکر نے کیفیت دیکھ کر ایک سے صلاح و مشورہ پوچھا ہر ایک نے اپنی رسوا و رسانی کے موافق
 صلاح دیتا تھا اور قدیسر بتلاتا تھا اسموقع میں نیست او نامی نثار و اسکا کن گند لوٹھی جو کہ فی الحقیقت
 راجہ مذکور کا تھا اور مسکو بنا برتدیسر زور پیا بجائی زمرہ سرکار کے آدمی معاملہ فہم اور دیانتہ تصور کر کے صدمہ کا
 پرہیز کر دیا وہ غلہ باندہ از حوشے ہی عرض میں تعلق اور چالیسی سترابہ مذکور کے مزارع کو اپنی جانب کر لیا وہ جو کہتا
 راجہ و مسکو علی بن لانا تہمتہ آہستہ آہستہ ہر ایک نے نہیں گھاڑا لیا اسموقع میں شیخ محمد خان ظہیر نوٹس لکھ
 بہادر عظمیٰ الامراستہ جمعیت ویرسوسوار کے بنا برسلعہ پانچ لاکھ روپیہ بابتہ خواہ حضور کے وار د ہو او تقاضا
 شدید شروع کیا اس تقاضا سے بھال سلعہ و لاکھ روپیہ کی تجویز کے پوچھا دیا باقی تین لاکھ روپیہ یہ تجویز سے
 قبول نہیں تعویجی مونی مدینج خانہ کو نے تقاضے شدید ہتھ کر کے لگا کہ با با پی موقوف کر دیا
 او خود گمانی کا گوشت اجہ کے ویر علی الاعلان لال کہہ دیا راجہ مذکور شخص شدتہ اذنا ہو حکمت علی سوار
 سے موضع گویند پٹیا پوچھا تو نامی اپنے احباب اصحاب سے مشورہ لیا تو سب کے سب نے کفرت آبرو کے پکائیے کو
 چند ہزار روپیہ کی طرف جو کہ علاقہ روپیہ پر دیا ان پر چلا جانا مناسب ہوئے عنایت حاجت حضور شخص
 اطمینان اور مجمع کے طلب کے لیے چوک کو آجانا لکھ کو حوادث زمانہ سے مجبوتھا لکھا سپہ سالار متاع لکھا تھا
 اگر تمام اثاثہ و عرض رکھنا چیکر تین لاکھ روپیہ پہنچا پاتا ہوا ملک بنایا اور من ات فرمایا میں بتلانا ہو تاکہ اسکا صلاح و صورت
 سے اپنے ہتھ لکے اپنے متعلقین کو ہر ہر ایک شہادت گیند پیٹ سے کو چکر کے دو گھانٹے لکھا تھے لنگ گودا ویسے
 جو کر کے پارا و پر کر کہ مٹ میں جو کہ بیچ محل محل سے ہے جابو پوچھا وہ ان راجہ رام نامی میل موضع جام
 ملکر سیوئے اور نہ گھلوں کی اس سے موضع دما علی و سویت پر گزرا کہ کیر کیر طرف راستہ بتلادیا یہاں
 تنخواہ و اراں حضور خیر فرسار کیر طرف بغرض تماشہ دھڑے لکھ نوں اجو بہائی نامی جمعہ عرف چو گھوٹ
 کے اوائل سفر میں سیرنگ پٹن کے ہموار کا بنی اب عظمیٰ الامراستہ و کیر بہت محبت و جانفشانی
 اور جانفشانی کے قہر ہوا پس نے عید آبا کے زراعتہ الی و غلیات سوار کے حکم گھمشت تین سو سوار کا

دیگر طرف بجھیکے بھیجا تھا اور تنخواہ مبلغ عیس ہزار روپیہ کی بطور موافقت سواران جمعدا مسطور راجہ کو
 حوالہ کیا تھا جمعدا نے جو چند پانچ سو ارون کو واسطے حمل تنخواہ کو آمرو کو کہہ کر ساتھ سمیت قدیم اور سواران
 نو لاکھ کے دانے قصبہ بھنبین اقامت میں لکھا تھا فرما ہوا ہے راجہ نے دیکھ کر خبر پا کر درپے سرخ ہوا اور یلغار
 اپنی فوج موجودہ کو ہمراہ لیکر موضع ڈھانکی پر پہونچ کر محاصرہ کیا۔ ام کہیہ کا نائب اس وقت نیزہ جمعدا نے دیکھ کر کو کہلا
 بھیجا کہ تعلقا ہر دوسرے کار کو واحد میں اگر اسامی ہتھار سے کار کا ہمارے کار کو علاقہ میں اگر ہر کیا مضائقہ تم
 اپنے آقا کو تحریر کر دین بھی اپنے آقا کو کہہ دو چتا ہوں۔ اسکو بدین فین سے جو حکم ہوگا حسب عمل کیا جاوے گا پس
 جمعدا نے دیکھ کر اسامیوں کو انہیں کہہ کر کے ایک تیار دھار کہیہ کے نائب حاصل کر کے خضو کی بدستیں عمر حداث
 اکا غرض جبہ مذکور کو فرار ہوئے اسکے علاقہ کے تاملی نابان پر لگندہ ہو کر بعض مقید ہو گئے اور بعض بھا
 جا کر دور نکل گئے اس پر حکام نے راجہ میں لگاؤ نہ مل کی نیابت سے موقوف ہو گیا۔ اس پر یہ غرض ہو
 راجہ مذکور کی حکومت چھ سال رہی دیگر حکومت میر بدل بدین خاں نے کیا کہ مگر جنگ پر
 بدالین حسین خاں صاحب دار کٹر آصفی ساکن نواح گاہر کے خاندان مشائخی سو تھو اور ایک دستہ شش
 ہوا کے علاقہ میں تعلقا لگا کر کجی کی نیابت سے تھو جو قوت کے تعلقا سے کار کے شکریا کے ضبطی خاندان
 داخل ہو میر مذکور نے بدینہ متدیان گھر وصول سابق پر مبلغ چاس ہزار روپیہ لے کر قبول کر کے کجی محل
 کی نیابت پر رات ہو چو کہ مذکور طریقہ مشائخی سے عقل سار کہتا تھا لہذا طوائف خوش آواز پر زیادہ
 متوجہ تھا شہر الیہ ہزار دوست سا جہ میں نزل کو عملداری پر پہونچا اور نظام تعلقا بھی تار و اقی کیا بعد
 دو سال کے بند کا محض خود بدو کھرہ کو سپر گئے میر مسطور بھی اپنی فرزند میر خاں نامی کو تعلقہ میں جھپک خود
 اپنی سمیت جو وہ کیسا تھہ شکر گری میں جا ملا جبکہ بند کا خنور فرزند کو رو مروت فرما۔ عظم الامرا سہا
 دار الہام غنیم کو ہاتھ میں لے گئے تھے اور میر مسطور مسولین دارالہام سے تھا اس طلبہ اور نیشہ فرار میں اپنے
 علاقہ وارو علم کی اختیار کر کے ملیاں ویشی فائز نزل ہوا۔ بعد چدر و روپیہ الہی و شیت پزندی

یہ سب نے سوا مادہ اور نامی اپنی مکانی مہار میو گ کے ہلاک ہو گیا اس سبب پونہ کی ریاست میں متخل
واقع ہو گیا اور تمام اراکین نے اپنی فلاح و ہند پر تھے مالاہم ناگور ایک مکان میں باغی تھیں تھا
کوشہ میں مکان کے پوشیدہ ہر قابو جو تھا اور اس قدر کو فوجا غیبی جا ملا اراکین سلطنت بطاعت و ضبط
موافقت پیدا کر کے اوکو حلاہ امور اس کے مشورہ میں شریک کر اپنی رہائی کی صورت و ہند پر تھا غنیمت اپنی اقا
نامہ اراکین کن بندہ مخصوص کو اطلاع دی کہ یہاں کی کیفیت ہو گئی پس اس اطلاع دی پر مالاہم کی تہوڑی
تہوڑی فوج حیدر آباد کو پونہ جا پہنچی اندرون مالاہم کا ایک مکان میں مہر مذکور کو نام پہنچا کہ انا اللہ تعالیٰ
ایجا تائب ک میں حیدر آباد آ رہا ہوں چاہے جس کے حضور افواج استقبال میر واسطے ہو چکے ہوں گے فراموش ہو گئے ہیں
لہذا بنا براہ راست افواج سکاری مبلغ دولاک روپیہ پیش کر کے نزل سے حیدر آباد کر دیا کہ تہااری جس کے روڈ
پہنچو میرے حضور جس کے مالاہم مبلغ مذکور ہوا ہی و ذرا سی پیاس سوار اور ایک سو جوانان پشتونج ارا
سر کر دی میری روشن علی حیدر آباد کو روانہ کیا جبکہ مبلغ مطلوب پہنچنے مالاہم نے کیا غنیمت نامہ
میں یہ مبلغ مذکور کے باپا تحسین فیروز اور امیداری فضل و کرم کو خوشنود کیا بعد ازاں مالاہم مع کچھ
الفاظ فیروز حیدر آباد ہو گئے میرے مذکورہ بعض معتمد شکر کے روانہ خدمت مالاہم کر کے اپنی سرخ کا اٹھایا
اندون میں تعلقہ اندور اور بون اور جینہ جو کہ قبضہ سے پہنچنے کو نیچے کے لئے تھی بعد ضبط کر کے جینہ کے
گدنگر معہ خواست مذکور سندھانی تعلقہ جینہ سے بطور کو حرکت ہوئی بعد بدست عمل جینہ کے چند روز نزل
اور چند روز جینہ میں رہا اور اقامت کھتا تھا آخر ملو نامی بقال سفیر میں کٹر لیکر رفاقت میرے بطور حاضر
رہ کر خرچ خانگی علاقہ جات غیر کا اپنی کو لے کر ابراہیم تھا میرے بطور نامہ کو کھنٹی و جھانکشا و ذخیرہ خواہ دیگر
مستوفی فضل و کرم کیا تھا جبکہ واپس مل کر آیا بقال مذکور کو اپنا نائب کر مختار اور ممتاز کیا بقال مذکور کو
کوٹھی پر تھانہ رونا پری پہنچو دی و علاقہ کی بربادی میں کوشش و سعی شروع کی ظلم اور تعدی
کوٹھی کے وصول لوابھی میں کٹر کے یہ نوبت پہنچی کہ جو ٹیل یا سامی خوشحال نظر آتا ظالم کو کوٹھی فوج

بیچ کر لیا اور علی ہذا زمیندار کو دوا نہ موزا کی کو تاراج کر کے سرکاری قلم کی تکمیل کرنا جب ایسی صورت اور ایسی
 شکل پیدا ہوئی رہا یا تا بہ کوئی دو سال کے عرصہ میں تمام علاقہ ویران ہو گیا۔ زمینداران علاقہ کو کسی کو قسم اور
 غارتگری کو جو بظاہر پریشان ہو کر حضور میں فریاد کو مقصد بیان کا سروریا احوال کے دیانت داری اور اعتبار
 میں میرے طور کو فرق جانے۔ بعد ازاں قلعہ کے حضور میرے ستم علیخان نامی خواہ دارچیس سوار کو قلعہ میں
 پہنچ کر خواہ کا تقاضا شروع کیا اور علاقہ کی عیون کے دریا کے تو معلوم ہوا کہ بچہ آہ و فریاد کو کوئی زبردستی
 آخر کار چارنا چار میں نہ کر کو ہوا اپنی حیدر آباد لگیا۔ اس طرح میرے زور و زناست میں اس کی حکومت کو کیٹ نہ
 جاہ اور ایک بچہ کو پال اؤ کے باغ میں اپنی طرف سے یادگار چھوڑا۔ ذکر حکومت عبدالرشید خان سہیلہ
 خانہ کو تو م افغانہ کو سالن لایت بل قندھار تھا مہتممی اور پیرنگار تھا نہار بنگانہ کا پابند تھا اور خیبر پخت
 وخت کا شایق تھا اور پیر بختیہ کو بزرگوں کی نام کی مذہب و زماطام عمدہ بخت واکے اپنی تہامی رقتا اور سکین
 نزل کہلانا اور ستم کر دانا اور علما اور فضلا کی تعظیم و توقیر بہت تھا۔ یہ شخص مانہ حکومت نواب زار الملک
 دہولہ کی جو انان لایتی اپنی وطن کے ساتھ نزل میں نوکری تھا۔ بعد انقلاب مظلوم کارخانہ احتشام جنگ کے
 نواب الملک کے علاقہ میں نوکری ہو گیا تھا لہذا بادامی اور چند گدہ کو سفر میں ہمراہ رکھ کر ہوا زہم محبت و رجائیت
 کے ادا کیا جبکہ سفر ہوئی اوسکو صلہ و عیون میں اوس خانہ کو کو گدہ کیلئے علاقہ بریڈار لگیا اوس علاقہ
 کی آمدنی میں پندرہ سو روپے انچا لکھ اور سکا بختیا و رشتی پر تھا حکم و وزیر خان می جاگیر کی رفاقت و سکو نصیب
 ایسے حصہ تک رہتا مظلوم کو کہہ لو کہ غیر میں بھی شریک تھا جو قوت کہ فیما بین افواج سرکاری اور لوہ پڈت
 پردہان تھا بختیا ہو اوس عمر میں محمد وزیر خانہ کو رہے خیر میں ان اعمارتین ہلاکت کی۔ منظم خان نامی
 سجا اؤ کے قیام مقام ہو گیا ان معارک کے بعد بنین میں صلح ہوئی بند کا حضور حیدر آباد کو واپس لایا اور
 جگہ جگہ دار فرائض کو ملے مفاہیر خست کی دی خانہ کو منظم خان کے ساتھ تاہم کو اگر چند روز رفاقت ملی
 بعد چند روز قدروانی اور غریب و آسائش میں حق کیلئے سوال برطرفی پیش کر کے خواہ وغیرہ بآئینہ حال کو

پونہ چلا گیا وہاں آیتہ الملک بہاؤ نسہ نے لکھنے کی فکریں تھوڑا سا خاندان کو کہہ کر سوچو بہت شوق ہو ہی
 موقع نیک ہو گیا کہ خاندان کو کو ساتھ فوج الیکٹرار جوان اہل کے بموجب فی جہاں پیدہ در دو سو سوار تھے ہا ہا ہا
 مختلف کو نوکر لکھ لیا جبکہ بہادر مذکور نے پونہ حید آباد پہنچ کر پونہ پونہ کل نزل کو کم رنگ سے واپس لے لیا اور خاندان کو
 تنخواہ فوجیں تفویض کیا گیا جبکہ مذکور فائز نزل ہمارے نامی زناہ دار کو اپنا دیوان اور مختار کار کردار پر
 عباد الیہ میں مشہور ہو گیا دو سال تک اہل کے بقیت الہی فوت ہو کر بموجب وصیت و شوچھیا کے
 قبرستان میں بعد امداد تفویض نامیہ فن ہو کر چھ ماہ کے بعد لکھنؤ قصبہ طبرجیا کر شاہ صاحب گنگ کی پائین
 مدفون ہوا مگر چھ ماہ کے بعد تفویض تو طبعی تھی شیعہ کا ہی اور بعد ازاں وہ فن کو ایک مقام کی دوسرے مقام پر لیا گیا
 دفن کرنا یہ مسلک انیس سو تین سو تین کے بعد تھا کہ ہی خاندان کی پناہ الیہ تیار و ماحبت ہلیہ کی بعد فوت متوفی
 مذکور کے اسکا قایم قائم خان نامی فرستاد اسکا مقبرہ مکی الاکل نظام کا خانہ میں جن طبعی حرح کہ عید اتریم خان
 زمانہ میں تھانہ رہا قبول اہل مرد پس مردہ و تفرقہ پیدا ہو کر تفرقہ پر بھی لغت اب ہو اسی قسم و سوار اہل
 سوار اہل کا گاہ کے متعلق ہو اور یہ خاندان مرزا تاج کاپور و مختاریت نادر پس خیال خام زنا و ادا کو کہ
 خیرہ عجب کہ اسکی خاطر داری اور رات سن پر والی کی لہذا تحصیل ریسرکامین بدلی واقع ہوئی تمام رعایا اور
 زمیندار دست ہمت کی اپنی پہچان پر چہرہ بہت کچھ کوشش کی مگر کوئی بات مفید نہ پڑی غرض الیہ الیہ سے
 ادا عمل کل چھ ماہ رہا مگر خزانہ ہو گیا ذکر حکومت محمد علی خان لودمانی نزرگان خاندان کے چننا بنے
 مغزین عابدی باشندہ قصبہ پونہ اور ہوشیار پور اور آلا دین شاہ حسین صاحب سلسلہ انکا از رو دیا نہ و میر
 محمد خٹک پتہ چننا ہی اور بزرگان خاندان کو کے شاہان تین کے پاس سوچ پیدا کر کے بری جانفشانی سے
 زمینداروں میں ان سر قصبہ کے اپنے ہم پیشین اور ہم عصر زمین بڑی عزت و شان کیساتھ کم و بیش تھوڑا جبکہ
 سرلہ خان میں لکن پور و اہل پور اردن منصفانہ سے علاقہ پنجاب وار و کوئی کر کے راضی میں نوکر
 ہو کر محاسب اسم و پانچ و پانچ بھارت اور بہام وغیرہ جکا حاصل نام نواک رپر کی تھا بعض نواز گیارہ و شہر و

جمعیت میں بڑھ کر سوار اور پیادہ سوار اور تھوڑے منصفی کے کوہنچو تھوڑے اور ہتھیار سوار سی خدمت میں بڑی جماعت
 اور سوار کی کیا شہسور تھے ان دنوں خانہ کور کو شوق فراہم کرنے اپنے اہل کاہنچو اور اہلکے نام شروع کیا
 جو جو ہر اور کسی آئینہ ست و وزیر کیسی تھیں ان کی پیش آ رہا ہوا کہ خصوصاً میں نوکر کہہ کر اپنی رفاقت میں
 رکھتا تھا اور دوسرا اہل وطن کو بھی نامہ پیام بھیج کر فریب کن آئینے دیتا رہا چنانچہ سارخان اور جلال خان
 لودھی ہر دو بڑے حقیقی خانہ کور کے قصبہ پہنچے خانہ نشین رہ کر خوش گذران تھے اور قصبہ مذکور میں سارخان
 تین کو سکر فاصلہ پر پہنچنے کا اتنا قریب ہوا کہ خانہ کور کو تھوڑے اہلکے دو خانہ کورین کی بیداری کی
 سبب سے بنا ہوا اور راحہ کچھ بچھ کر طلب کیا ہر دو کسانہ کور باشتان شکست کی سوار اور اہلکے تھوڑے
 اور کھینچنے والی وغیرہ لوازمات ضرور کیا فائدہ ہو کر خانہ کور کی ملاقات سے سرور ہو چکا ہوا اور بعد ازاں
 حضور کے مشن کروایا اور کور کا انتظام کروایا۔ خانہ کور اپنے چند رفیقوں کے ساتھ پیشی میں حضور کے
 ان ہر دو خانہ کور کو اپنے فرزند سیسی محبوب خان کی رفاقت میں جا کر گت کی طرف روانہ کیا۔ راجا
 خانہ کور کو نواب شمس الہ مرہا کے دربار میں کمال اتھاوا اور گمانیت سمجھتی اکثر اوقات ملاقات کو نواب شمس
 جا کر اختلاط و ارتباط تھا بشیر الملک کے دربار کی اطلاع ہوئی نواب بشیر الملک نے اس کے سنے بہت
 ناخوش و پر دل ہو چکا تھا بعض اشخاص خیر خواہ سے خانہ کور کو ایسا کرتے رہے کہ تمہارا جاننا نواب شمس
 بہادر کے پاس خلاف مرضی بشیر الملک کے دربار کی یا جاننا متوقوف کر دینا مناسب لیکن یہ بابہ نہیں آجی
 بے پروائی کے خانہ کور کو دیکھ کر کہیں نہیں کی اسکی وجہ سے یہ کہ بعد تھوڑے دن کے بعد کا حضور کا
 جاگیر دار آئے انوہا کو جاگیر پر رخصت کرنا کھینچا دیکھ کر محبوب خان نے کہا اس طرح اضافہ کی باری میں کیا
 جوانب بغیر نہ اور گانہ اور سپاہانہ دیکھ روانہ ہوا تھا اس سبب سے غباراں ہوا کہ کور کو دیکھ کر
 تھا تاہو جو وقت تھا ان دنوں راجہ مودہا جی بھونسلہ حب طلب اور پندت پردہان ناچکے
 اسی پونہ ہو کر لایا نیکی کے مقام پر قیام رکھ کر مودہا جی کا حضور کا تھا اور سوخت جاگیر داروں اور

منصب داران حالات صوبہ پٹنہ کی نام سے دریا داخل کرنے مبلغ بابت سو گاہ ودانہ بات متفقہ ایک نام
نامی کمال حکام بند کا حضور و سدا ای جاگہ دار و کو منجملہ محبوب خان بھی جاگیر داران محالہ صوبہ
بڑاڑ کی تعاقبات میں حضور والی دکن کا خانہ کور کو نام صادر ہوا غرض کہ وکیل مذکور تمام عنایت تاج
والی دکن کو مصوبہ ایک شتر سوار حیدر آباد کی طرف بوجھ لیا گیا بعد وصول عنایت نامہ کے
اٹھل پٹھت صوبہ پٹنہ کے ساتھ حجت میں اس سوار کے واسطے وصول کرنے مبلغ مذکور مامول و مقرر کیا
پٹھت مذکور ہر ایک جاگیر دار اور منصب دار کو عنایت نامہ کے حضور پہنچا کر مبلغ معمولی اپنی وصول کرنا
رہا جبکہ جاگیرت محبوب خان سے مبلغ طلب کیے گئے تو خانہ کور متفقہ شہاب جو انگریزی حجتہ کہ
دماغ میں رکھتا تھا بغیر حکام حضور کے خلاف قیاس جانکر متعجبانک ہو گیا پٹھت مذکور نے فہمیش
کو کہ کہا کہ جبکہ سر بلند خان سے اس کے طریقہ اتحاد و مثل طریق برادری کے ہوتے جنگ کن سردار زمین میں کچھ
بالضبط نصف رقم ادا کر دیں اور نصف دیگر برائیدہ رکھیں غرض کہ روزی روزی واقع میں گذر گئے ایک
شخص جو کہ پٹھت مذکور کے پیشے بنا بر سوال جواب کے آمد و رفت کہتا تھا خانہ کور کو اس کو بہت ہی تنبیہ
اور ڈانٹ کے ساتھ انہی درباریوں کا لکھ دیا اور تیسرے روز ازراہ جمالت و زور و پند کی ڈیڑھ سواری لیکر
میدان میں قصبہ پنج گڑھی کے مقابلہ کے پٹھت مذکور کی فوج پر گھوڑوں و کھوڑوں اور اگر کسی لڑائی لڑی کہ پٹھت
مذکور کی فوج میں انتشار پیدا ہو گیا بعضے مقابلہ سے پہلے ہی اختیار کئے اس میں ایک جنگ منافع
ساکن سیونی اور جہاڑہ اور بھوپال کی جو کہ ایک ہزار سواری جو حق حق مقابل ہو کر پڑی شدت و ادب و شجاعت
اور جرات و دہائی و دیگر ہر طرح فرما خانہ کور کو مدد پہلے ہی ان اس کو محاصرہ کر کے داخل ہوئے اس موقع پر شمشیر بازی
اور تفنگ بازی ہر تین بازی میں قریب تین سو آدمی جاں بحق ہوئے اور ایک سو پانچ محبوب خان
مغزوہ کی ہزاروں قصبہ میں ہر بہت مامور کو ذلیل بھی ہوا اور پورے اس کی نہایت ہی کہ جس کو عورتوں
الغرض اس جنگ میں شہباز خان لوہانی بری بہادری سے مقابلہ کر کے مر گیا اور محمد علی خان اور شاہ

ہر دو فرزند ان خاندان خرد سال تھو موضع مہا گاون میں مہ جہد قریب اراں قریب کے نعل علفیت میں
 انیو جی کے یعنی چال خان لوانی آفت آسنا میسے مان پا کروہان تھے چھہ آقامت کے کھکے جیہیت خاطر
 سہ تعلیم اطفال پروردہ دین خوردا یونین متوجہ ہو بعد چند سال کے خود محمد علی خان اور شاہ خان حیدر
 اگر زبیر علیہ نواب شمس الامام بہا دزد کا حضور کی ملازمت مشرف ہو کر جمعیت ایک سو سوار اور وزیر
 ہاتھی و اینٹ لاش لکی نام سرکار ہو کر محمد علی خان باریابان حضور میں منسلک ہو کر ہوا مشیر الملک بہا
 کے آؤر قریب ربار میں حضور جدی رکھا چند روز بعد تنخواہ کی جا ملازمین تعلقہ جو کل و رکست گاون
 خاندان کے نام کو مقرر و مقرر ہو گئے تعلقات مذکورہ خاندان کو توفیق ہو گئی کہ بندہ ایک بھنگ سے
 واپس لیکر آؤ کو کو جو قوت کہ افواج قاسم و سرکاری کسٹ سٹاری و سرکردگی نواب سکندر جاہ بہا اور دیگر
 مالک الہام کو بنا تیغیہ اور اتصال سیرنگ میں کو مامور ہو خاندان کو اس سفر میں بہت جانفشانی بجالا
 مقرب و معزز ہو گیا۔ بعد واپسی سفر کی کمال اسواریا بہا و دلو میر نشی میران بیضا کی سفارش
 سرکار میں ممدوح علیہ ہو کر نظر میں بند کا حضور کے قریب جوار میں برای مغز و کم ہوا۔ بعد الیہ عنایات
 بند کا حضور کے قریب نہرت پیدا کیا ایک مدت تک ٹالیا ہی کام جلا یا اور بند کا حضور خود بھی
 ۱۰۹ء میں خود فرزند نور کا غم فرمایا۔ خاندان کو بھی اس وقت اپنی جمعیت چار سو سوار کو سہرا لیکر کاہیز
 بند کا سندھ کے جاضر کر مقابلہ جنگ کے وقت بہت ہی سہارا نہ بتلایا چنانچہ محمد علی خان لوانی
 خاندان کو کا بار زدہ بھی اسی معرکہ میں بڑی جوانمردی ڈیجھ کر مجروح ہو گیا حاصل کلام اس جنگ
 میں افواج کٹر نظام پونہ کو مرٹوئی محاصرہ میں کامل الیس روز گھر سے جدا ان فیما بین جانین صلح
 واقع ہوئی بعد وقوع صلح کو بند کا حضور حیدر آباد کو امر حبیبے مامو مشیر الملک تہین پھونچکے عزت
 نشین کر دی گئی۔ چند روز میں پونہ کا ریس فوت ہو گیا اس خبر کے استماع سے افواج کٹر نظام سحرشی
 تمام مشیر الملک کے استقبال پونہ آئے خاندان کو بھی موقع خیر محل حسن لیکر اپنی ہمراہی فی نوبت حاضر ہو کر

سب سے پیشتر سبقت استقبال لیا گیا اور دعائیاں پڑھائی گئیں اور اس کے بعد پورے مجمع نے غزنیہ کی جانب رخ کر دیا
 خانہ کو باطلع حضور محمد علی خان کو ہائی اور محمد شاکر خان اپنی سر دہر و زرد و کون وقت ساعت مجبورہ و
 پیکر والا اور وقت تعلقہ نزل محمد اسلم خان نامی حضور کے تغیر ی پالک نے مذکور کو بطریق امامی توفیق ہوا خانہ کو
 خود بغیر بیچکا حضور میں حاضر کر محمد علی خان کو ۱۲۱۱ھ کے لئے اردو سواٹھارہ ہجری میں بنا بند و بست اور نظام
 تعلقہ کے روانہ کر دیا محمد علی خان نے بلانیکر زمانہ میں بالکل فوجانہ پیش بروی آغاز تھا لکن حسن قیج زمانہ
 اور وقوع مسائل میں قید میں مثل یرینہ سال عقلا کو تھا نزل چھوٹی ہی واقعات نزل کو اپنی چشم دید
 پایا بعضے نے بیان کیا کہ جو کہ سابق ہجرین معائنہ کاری ہفتہ خیز کار و بار کا حکم بھی بعضوں نے مانا نہایت کڑی
 حکمت عملی سے تحقیق کر کے داخل میں گذار دیا اور غماص کے لئے درجہ جانی میں بظاہر تباہی و زاری و باطل
 رو اور الفتنان زبرد سر کار بھی تدبیر سے طلبت کو خیر و سرور و آئینہ و کو جامعہ طیل طور یونیورسٹی
 آمیزہ کو گرفتار کر کے باز بخیر موضع نرسا پور پر گئے تھے ان کے ہرین مقید کر دیا جو لوگ معاملات کاری
 اور داخل کینہیں لگزار سی سرکار کو راست بار اور وہ کچھ کچھ کھانے کو کھانے اور کھانے دیکر ساقول قراعت کر
 ہر ایک نے اپنی اپنی خدائے بزرگ پر بھروسہ کیا اور بعد کے چند روز کے بذات خود بغیر نفع و احوال دنیا
 دار و دار فلسفہ و متول تعلقہ اور ملاحظہ کیے نامی و تہہ بالائی اور زراعت ایک قسم تعلقہ کے متوجہ ہو کر
 جس جس میں جس جس جگہ کو رعایا علان سابق اور حال ان سلف ظلم پیشہ تھے اور تہہ ہی کی پر لگندہ
 تباہ ہو کر تھوڑے ہی قدیم اوطان بجا وطن ہوئے تھے اور ان کو تسکین دیکر حکم آبادی دیتا گیا ہر ایک
 موضع ویران کو کوئی داد و خواہی اپنا فرض منصب بنانا گیا غرض سب طرح سے تہہ تعلقہ کا دورہ کر کے
 مبلغ ہزار روپیہ عیا غریب کے سر سامان کو واسطے خیر ریز کے بعنوان تعاونی دیکر رعایا کو خوش کنیا
 اور اس عرصہ میں تھوڑا سا وقت کو ویزا ایف میں بھی مشغول رہا تھا اس شان میں بالاجہی چاہیہ
 نامی دیپاٹریہ پر گئے کہ ہم نے تعلقہ نزل کا انرا فتنہ انگیزی تفرقہ اندازی نظام کلیا تمیں خانہ کو کر کے

اپنی حکایتیں بارہ شریک شمول مردانہ کمان منہ جسد گریز کر کے جاتھا جوانان تھانہ داروں کا نام نہ ہو کہ
 گرفتار کر کے خانہ کو رکھا اور لاپرواہ اور بیان کہ باوجود لہو آوار و قول کاسر کے یا بیضا و کجینہ نہ اپنی تعلقہ کو دور
 تعلقہ کو بھاگتا ہی تھا بلکہ جو بین گریز کرنا ہی اطلاع عرض کیا گیا آئینہ اختیار بیت مختار خانہ کو بجا ہی خود ہر ہم کو
 و پس انداز یہ نہ کر کے کہا کہ میں تو بزرگ و پختہ دلی ملک عایا کیہ اسطر دیا ہوں اور دیتا ہوں باوجود لہو لہو لہو کر کے
 اپنی حکایتیں کیوں بھاگتا اس معلوم تو ہوا کہ بارہ شریک کا کرتا ہی تو بعد اس گفتگو دینا پائیہ کو چند روز زیر
 دریافت بنا ہر جرم ثبوت ارمقید کھلا کر ایک ہفتہ بعد بوزل کے چوک میں منہ لاکر کے اوکو سرکواہی کو میر سے
 بندہ کر دیا اس کیفیت کی تفسیر خود و سر منصفین ریل کو عبرت کرتے تھے کہ پھر تو خانہ کو زور دیکھ لیافا و
 منصفین ریل یا کہ یہ صرف ہو گیا درویش پختہ محل نزل منطی کسرتین داخل ہو گیا مبلغ مالو ابھی سرکار علی
 تعلقہ جو تھنوی ل داخل کرتے تھے چونکہ زمانہ انقلاب مشیت از دیو لکھا اس عورتین بابا پھر کہ یہ
 نامی ایک سرکردہ جماعت پتہ دروہان کے خد نظام میں بغرض اس وجہ سے کالت حیدر آباد میں
 رہتا تھا کسی موقع میں عرض معروض کی وقت مبشر اور شہر لکاکت بہم کہ ورت الہی نام مبشر حیدر آباد بار
 غارت ہی امر کہیں ہوا۔ انہاں سے راہ جمعیت کافی منصفین خانہ کو زور دیا ہم کر کے دیتا و ربات قلم
 سر نظام کو ٹھنا شروع کیا۔ اندر میں قید پٹیلان جبکہ گدہ ہر سار پور خیر آمد پھر کہ یہ منکر ریل دوسرا پٹیل
 اور دو سر زیر رارو کی معرفت خط و کتابت تھی جاری کر پیا کہ یہ جو کہ محمد علی خان لوبالی کا عمل ہر حقین بہت
 اور دشت گانہ سارو کی گہر وین مقید پڑوین اگر تمہاری توجہ حاصل عالی جی اس واسطے نجات کجا
 تو تمہارے حق زاد و اصل کی استعداد مبلغ گدہ زن دیتوین ہم ناخبر و رعب است پٹیلان مقیدین شہر سارو
 و بارہ لکھ کر کہیں سو کچل کر کے موضع نریا پور پہونچکر لوٹ ماشرع کر دی دو سر زاد کو کہ یہاں کانہ کر کو
 شہر سارو ان کے کہ انسا مہل گدہ کو زور دیک پھر پٹیلان امید نہ نامی تھا ورتی مہو تھ جیت کے آئینہ کسی
 طرح اندیشہ و فکر نہ کر تو یہ تشنگ سے مقابلہ مرا کر کلاس لف کی جاسکے دانو کو ترش کر ڈالا آنکار

مخالفت کی جتنی تہذیب و مخروم ہو کر موضع رکھوہ پر گئے بالکل نہ کو اور اس کی کھٹیا چلی گئی اندرون بالکل نہ فوجدار خان
 نامی کو تو بعض تھا اور تو اس قدر خجانی جاگیر اور قلعہ بالکل نہ باغیوں کی طاقتوں کی حمایت کی خبریں گئی جمعیہ
 اور دنیا میں نظم کو استعینہ پر گئے مذکور کو ہم متفق ہو کر مقابلہ کیا اور اس طریقہ تفنگت شکست پر گئے
 اور اس کے مخالفین ہائی نام کام امر گھیر کر یہ طریقہ کیا بعد دفع فساد قلعہ دراصل بندہ کا حضور کو کچھ تہمتیں سننا
 اس کے اگلے اطلاع دی بندہ کا حضور ازراہ عنایت خستہ طرح ہزار روپیہ بخوان فرج سب بندہ کو حرکت کو اور
 پٹانم کو کر کے دو کو بہت ہی آفرین و تحنیں اور انعام لایقہ خوش گو محمد علی خان لوبانی کو نام سے عنایت نامہ
 شاہی صادر ہوا کہ وہ باغی مخالف جس جگہ ہوتا ہے کہ تہذیب چھوڑ کر پیش نہ کر اور کام کر کے ہر گز نہ چھوڑے
 نزل کو کوچ کر کے نرسا پور سپور چکر و مانچے پٹیلان متقدم کو دہان رکھنا مناسب خیال نہ کران کاموں کو اور ہونے
 کجا نہ پڑھا کہ پور پور اور ایسویا وہ ساو کی تعلقہ کہ پتی بیٹہ کو جو کہ سابق خانہ دور کو سر تھا وہ ان کے
 متقدم کو دیا اور قیدیان کتنی بیٹھ کر نرسا پور کو طلب کیا تاکہ اس انتظام میں کوئی فتنہ اور فساد نہ اٹھو پھر اپ
 نرسا پور کو کچھ کر کے اسی امر کے طور پر اس کے پور پور کے پہلے نوٹ سب خان و جمعیہ شارب فوت الیک تھا
 نائیک کے پور پور اس کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے
 حال ہو گیا جمعیہ پھر کہ یہ معجکہ کی دو غیر ناکان مضدین کے باہر اگر کسی فوج مقابلہ کی ہوا ان کا
 بھی یہ فتنہ فتنہ مضدین کا ہوا کہ کوئی فتنہ متبادل ہوا ان کا فوج باغیانہ تائب لا کر گشت
 لگا کر سب کو دوسرے روز تھانہ امر گھیر کی گئی کہ کچھ کا فتنہ کر لیا بل موشی اور غلہ و نقد و جس فتنہ فوج کے
 ان کی اسلحہ اسلحہ کی کچھ فتنہ مضدین کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے
 کیا وہیں نہ ہو گئے خانہ کو کچھ فتنہ دانی کیا تھا دانی کیا تھا دانی کیا تھا دانی کیا تھا دانی کیا تھا دانی کیا تھا
 کے بعض باغی نرسا پور لوٹ کر دہان ال ہستار موشی جو کہ یہ ہم پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے
 ساتھ کارایا کو تروہات فتنہ مضدین غار کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے پور پور کے

تسلط کی آبادی و نیز در ترقی پر ہو گئی اور انجا کہ خانہ کوہ و دریا و قلع و دژ و کشت کسی کے کہنے پر انعام کر کے اپنی محرم و
 عمل اساتذہ چار و پانچ دہین آتا کہ گزرا اور رات دن طر و قہر میں چور و اور مفید کی اپنی وقتا کو بسر کرتا تھا۔ اگر کوئی
 کوئی سر و قلعہ کا تعلق نہ مل میں آ کر خیزی کر تا تو بہر حال اس کا پتہ پلا اور اس شخص اور قصہ پر دہا دار کر عیوض
 اپنی تسفہ کی چور کیا و لیتا غرض کہ مذکور کو عمل میں انفس میں گزرو فوج نہ مل غیر کہ بالکل اونیشتین عزت گزین ہو
 اور عیا قلعہ مامون مصوبہ کر لیا لہو بی کو خودی لاکھ حاضر کر دیکھنے کو ہی غر و حیلہ نہیں کرتے تھے لیکن ان لوہانی کی
 عیشت کسی اور راج محل تہوار و رموز کی کا شہرہ افات میں بھونکیا اس محمد علیخان لوہانی کا مبارک ملک ہو
 کے عمل کے برابر ہو گیا بلکہ قبول ہوا خانہ کوہ کا انتظام تھن ہونے کے انتظام میں و درجہ پنجہ خیا خیر خفہ کا نیلی
 اور فنیانی اولی یہی ہو کہ زمینداران مفید کے گدین فتح کرنا اور مضبوط کرنا جو کو نہ ہم کرنا شل گدہ ہی وضع
 مر لاپلی پر گئے تو شک اور ظفر پانا راجہ پیم سنگہ کا جیہیت اور راجا مار کا نہ تنگ سر کڑوہ جیہیت جہ مذکور کا
 لوٹ لینا موضع امنوتی اور دگ گادون پر گئے مذکور کا اور وارہ ہوجانا کا سنی اور نیند موضع مذکور کا اور سر لکھو پھانیا
 منسا نیا کی غیہ مفیدین تعلق ایلا با و پٹلی کا اور تھیر کا تعلق نہ لوانہ کاراجا مار ہی سوار حسین لینا گدہ جیہیانی
 پٹیر گئے ساتولی کا اور بارہا جاک جلال کرنا جیہیت میرا نام گما شتہ زمیندارنی تعلق ہو کر سی در فوج کر پٹی
 اور نا کر گروں و نیہ میں اگر تھیل میرا یک ہم کی ہی جا تو ہر ایک دفتر علیہ اسکا اٹھو منتخیر رجوالہ دیعیار
 شتہ منورہ ازروا کہ جب وقت آتا ہو تو کوئی نہ کوئی ملت فریاد پیدا ہو جاتی ہو کوئی لازوالی تو نہیں
 برتقبا می زوالا نایان خانہ کوہ ازراہ غرو نایان یار علاو کے تہر اور تلک کو دیکھ کر خود سری اختیار کر کے
 رعایا پر تم شروع کر کے ہر ایک خانہ باندہ کر دیو جو جو اسکا زیادہ ملی کر لکھو پھانیا ہی کاٹ خانہ کوہ کو پھانیا
 دیکھ سن کام کرتے تو لدا عیا ستہ سیدہ متون ہر گز نہ خستون ہر گز نہ تفت ہو بند کا خفہ بعد یہاں عایا
 بلا اسف محمد علیخان تعلق نہ مل لکھو را خفا متہریم کیا و بہ حال ہی نہ تھیا کا نام انتظام ہے اور پھانیا
 علیہ عی کی سونق مہیا تھ سال ہر سال امین خانہ کوہ کی مصوفی نہ کر لگی۔ مذکور حکومت نواب

برادر کی کیفیت گئی میرا دلی کسر و آفتام جنگ سے نیابتی تعلقہ ایلا با وادیا راجہ رشی غیر شرمسار
تھیں میرا دلی ذمہ جو کونسل و ملک کو معاملہ چند رہا اور تھیں نزل غیر کا تعین کیا ایک تالیسی شیر
کا مچلا چند روز بعد ایلا با وادیا راجہ داشت ہو گیا میرا محمود پھر اس انقلاب کے بعد چند کام ہو چکا مصلحت الیگندہ
منشی بن گیا تھو کی سفارش سے تعلقہ ایلا با وادیا راجہ کا راجہ گندل کی نیابت مامور کیا اور جسے بھی چاہے
تو برقیل منشی مل لیں جس کا سرکار لپٹن ہائین صناعیسا نہیں منشی گری کینڈت مامور ہو اور کاجہ راجہ
میرا کار ہو اور کاجہ راجہ ایلا با وادیا راجہ وقت یاوری تقدیر سے تعلقہ پنج محل مرچا کاجہ راجہ سوار شانی نواب علی
صاحب کے تعلقہ میں ہوا تھا میرا تعلقہ سوار شانی نواب کے حکم سے جس کی کی سفارش سے نوازندہ کو کی کشتی
نوازندہ کو تعلقہ بونت کی نیابت مامور ہو چکا چند روز بعد نزل اور کاروانی میرا ملک کی ایک بار اسوابع جو اس ملک
ساحہ قلعہ رشی مل ہو فرار کیا۔ دفعہ اولی میں علی نواب کو کاجہ میرا تعلقہ بھی بیکار ہو گئیں دہر جا و نگر سی
نکر کو نواب کو کی نفقت میں بیکار رہی غیر غلامی میرا جبکہ بار شانی تعلقہ نزل تھیں محمد علی خان مانی ہوا محمد علی
نے ازراہ قدوائی اور جو بر شانی غیر خواہ قدیم دل سویم بانکر نزل کی نیابتی مد قلعہ رشی نزل اور اسٹرو ہوا
کر کے روانہ فرمایا نزل کی وجہ تاملی عایا بنظر عایا سابقہ پانچ بہت شش نصیبی بانکر جانیاب میں بعد شش
بجلا جو چیلان کاس محمد علی خان محل میں مقید تھے اور اشرف الدولہ کو زمانہ میں بعد تعلقہ سوار شانی سال کے
رکبتی ہوئی کے قید کو رہائی بانکر نزل کو کاروان میں نزل ہو چکا میرا تعلقہ اسکی خبر نہ لیا صرف راجہ اور منشی
اور رگی امتیاز کر کے کاروان نامی دہسای کو پناہ میں بانکر مامور ہو گیا کاجہ میرا تعلقہ کا بھی ہو گیا اور
آبادی تعلقہ کی روز بروز خوش ہو گئی میرا تعلقہ بھی خود بہت خبریں انداز دیکھا اور روزانہ نزل وادی آتا کہ
غیر خواہ اور کاجہ شش تھو کاسری ہر ایک کام میں از جز ماکل ہم اطلاع اور نیزہ کی نیابتی کیا اعتبار نہیں کرتے
اور نیزہ کو شخص سبب از صاف الیگندہ دست بکست تھا میرا دلی کاروان کو دشمن حالت تھا اور اپنی قول کی
پس بہت بکست تھا۔ اچھو کو کاسری اخلاق اور شفاق سی پیش آتا کہ میرا نزل وادی کاروان کو ساتھ دشت اور

سخت گوشتی تعمیر میسج مجاری هالایب دبانده شکسته و در خرابی اجزای آنها را نوایجا داد و کندیلک میگما
 سخت و در پنجو کویست نمرین برینه سال در بقین پارسینه خیال و زمینداران امیر و متعین دریافت
 کرکے تو جگال رکبتا تھا اور میر سطور زناعت اراضی مزروع اور غیر مزروع میں بطولی کتو تھو چیا پانی نہ پہنچا
 اپنی سامانی عقل سیردان پانی پہنچا کرکے رکبتا تھا اور زمین فقام کو اندک محال سیر قلع فیکر زناعت
 کرکے تھو یہ میر نکور اس فن کا شکار میں ہمساز تھو اور میر سطور کی طبیعت میں باوجود حکومت کے لطف و شہنشاہ
 تھو بلکا نشان شوکت شہری اور لباس فاقوہ و اعتزاز و اجنبان کلی تھا اور لباس سادہ رویہ کمرات و ترددات
 لادنی اور کشتکار کردور کے وقت کوئی ساہو نہ رہتو تھا گشت کرتے تھے اس وقت لگرو می میر نکور کو کتہا کہ آپ
 جناب رتھہ محنت پو کی پکین گوارا تھو جو باہین کہتا تھا کہ تعمیرت کا تہرارت حکام سیکو تھو کے تاج
 ایک ہی سیر نہیں رہتی ہوا اور اس طرح عاریتہ اعتبار کرنا بری نادانی ہو۔ اور ایک جا کے بھینوسے
 غفلت رہتی ہوتی ہوا و نقل حرکت کے مقامات مختلفہ طبیعت میں جود اور زمینی اور ہوشیاری جاتی ہو۔
 از سجا کہ تمامی نظام تعلقہ سکو ہا رافا سیر سیر کو الہا شرط انسان فی لانیہ بعد اسی و فاشاری کے حید کا
 سیر کیا اپنی ذاتی بہت ہون الغرض خبر سی اور داشت گفتاری سخت کردارنی بانشاری کو کتہا میر سطور کی
 اس شخص میں شہو بہ چند سال اچھی طرح سے کام چلا دھتہ ناسان خانہ کو تعمیر و تعمیران لوہانی کو شل لکندہ اور
 سیر گل اور اندور و بودون در جگال و کتہا و کمر عایا پر دست تعدی و از کر کو تحصیل مقصد و دست یار
 و وصول کرنا شروع کر۔ اس حالت میں خانہ کور کا ایک حکم میر سطور کو آیا کہ میر سطور کو تعلقہ نزل و تعلقہ ملک
 رقم کس میں نصایت کی فکر کرو میر سطور جو باہین لاپسہ جا کر یہ کام مجہ و نہیں رہتا مجھے و تعلقہ کی آبادی
 البتہ ہو سکتی ہو خانہ کور کے واسطے کسی سیر کو بھیجی میں تو اس کام کو دست دار ہوں پس اس تھو میر نکور کو کتہا
 و ایک شخص نہ ویسا ہی ساکن کو رکھ کر اس کو بھیج کر تھو خانہ کور کے طلب کیا ساندو رہا نہ کو تمام رعایا کو نزل کو
 قلعہ میں مقید کر کے انواع و اقسام کی نعمتی اور مقبایا سوز کرکے وصول کر کو روانہ حید آیا ہوا چنانچہ اس حکم سے

تین آدمی قوم کوئی سرتاب نظم کی نہ لکھوین میں اگر مر گئے باقی تمام عایا تعلقات پیدر آبا و جا کر
 حصار میں فریاد ہو۔ علاوہ اسکو قافہ شی اور رنہ بی رام راوناٹ ایڑکی والد خانہ کور کی شکر گئے کرتا تھا
 وہ خبر بھی جھنور میں تحقیق پہنچی لہذا جب کا کھنور سے خانہ کور مور و جتا ہو کر جابجا قافہ قلمسحر منور کیا گیا چنانچہ
 میرے طور بھی اسی لکھنوی مل کی حکومت سے برطانت ہو گئی۔ یہ بارتانی کی حکومت محمد علی خان لودھانہ کی نزل پر
 کل چار سال سے اول کی اور یہ رانی کی حکومت جلد بارہ برس کی رہی۔ (عبدالرزاق مولف) تو محمد علی خان
 لودھانہ کی ذریعہ تک بس کر کے آئے کرتا ہے کہ وہ حکومت منصور علی خان بہادر اور نواب فست الملک بہادر اور
 راجہ بھو چیل شمشیر بہادر کے لکھنوی کا کرتا تھا کہ پشت پر دے مرض اخوٹہ مانع تھیں زیادہ کا کوئی مددگار نہ
 تھیں۔ ^{۲۴} اس میں اہل حدیث کا ورود کن میں ہوا تھا اہل حدیث کے ورود کن میں بعد مولوی سلیم صاحب جو
 مرد عالم فاضل ہندوستانی نزل تشریف لائے تھے کہ اوہ میں لکھنوی کے متقاضی ہوئے تھے وہاں کوئی
 چند روز کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ حکومت شتاب حصار الدولہ بہادر و حیدر آباد اگر کیا پذیر رہی اور وقت میں شہر
 عالم مولوی کر امت علی صاحب حیدر آباد میں تھے تو انکی قدر افزائی و سامین تھی جامع مسجدین میں طلباء
 و مالکے تھے کہ مسافرن حافظین مولویان جامع مسجدین فر دیش ہو تو کچھ مولوی سلیم صاحب بھی بجا
 مسافری اسی مسجدین فر دیش ہو کر مولوی کر امت علی صاحب جس طلباء کو درسیں دیں دیں تو کچھ اور
 کی طرح کی غلطی ملحقین ہو رہی تھی تو اوکو مولوی سلیم صاحب نے تنہا میں ہی عجز و عتاب کیلئے مولیٰ صاحب ممدوح کو
 انکشات و تضحیح فرمایا وہوں کے تسلیم کیا اور وہی شاگرد و پیرو علم ان ہی کو مقرر کر دیا اونٹ مانہ میں مبارک
 بہادر کو عربی تعلیم کیلئے ایک نئی عالم علم کی خدمت میں بھیج دیے تو مولوی کر امت علی صاحب نے انکی تعریف کی
 جسکی وجہ مولوی سلیم صاحب کی رسائی مبارک الدولہ بہادر تک ہو کر وہ انکی عملی خاص مقرر فرمایا مولیٰ صاحب
 مبارک الدولہ بہادر و برادر نواب حصار الدولہ بہادر کو پابند شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر اور انکی قدر
 افزائی مبارک الدولہ بہادر کے پاس یاد دہر گئی تو مولیٰ صاحب موصوفت غنی اللہ کے پابند تھے۔ دلی۔ پشاور

لاہور مدرسہ سہمی سٹور میں اس طرز فکر کے پیرو لوگ کم از کم دو لاکھ آدمی تھے مگر وہ ہندوستان میں آتش
 فتنہ مشتعل ہوئی ہو کر اڑ چکا تھا ہمارے اطلاق کا یہ ہوا کہ اس کی خبر نواب میرالدولہ بہادر کو معلوم ہوئی تو
 مجمع انشا کی حکمرانی کے تحت کار عالی نے نواب میرالدولہ بہادر کو لکھنؤ میں نظر بند کیا اور مولوی سلیم
 عظیم کو لکھنؤ کے زمانہ قید میں مولوی صاحب مدوح نے لکھنؤ میں اسے قید کر لیا چند عرصہ دارن نے اس کو علم و فضل کے لحاظ سے
 اس کو قید کر رکھا لیکن یہاں پر اس کے چند اذکار کا کائنات عہد حکومت ہی تک نہایت کی مگر حکم کو قاری
 مولوی صاحب مدوح جاری ہوا قبل از روئے حکم مولوی صاحب مدوح کا مٹی پاپور علاقہ انگریز زمین چلا گیا اگرچہ کہ بہتید
 و فروغ تادمہ کے نزل کے سوانح میں ان دنوں متناہین کا ذکر از کار مندیج نہیں ہوا اور حال بھی یہ اختصار
 سے دیکھا جاتا ہے حضرت سید ہی محی الدین صاحب جو عام سید ہو کر بہت دین وہ غلط ہو ملکہ اس کا اصل نام سیدی
 محی الدین صاحب ہے وہ راکل لڑیا اسی مقام پر ۱۲۸۰ھ رحلت کی جہاں نزار کا زمانہ کو متصل ہو جو
 لکھنؤ میں شایع ہوا بعد ازاں وہ ہمیشہ نزل میں رہے تھے اطراف و اکنان صحرائیں پھر کرتے تھے موضع
 لکھنؤ چاندہ جو نزل کو چھ کر وہ کافی صاف وہاں ۱۲۸۵ھ میں رحلت کی وہاں سے ان کو لاہور جلی نالاجو اندر
 آبادی نزل جاری ہو کر لاہور کی پراڈ کا نزار ایک حصار کے اندر واقع ہے نواب صاحب مجذوب پر گئے
 سکندہ جو بکیتال کے قریب ہے۔ وہاں سے نکل کر بطور سیاحت نزل آگئے تھے وہ ہمیشہ برہنہ تن جسم پر کوئی کپڑا
 نہیں پہنتے تھے ۱۳۱۰ھ میں رحلت ہو کر میر محمد خان دوم قلعہ ارسلان کی تعمیر و تکمیل کر لیا تھا اور
 لکھنؤ اندرون قلعہ واقع ہے۔

تمت الرحمتہ بنیاد ۱۰۸۰ھ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ ہجری ترمیم کہنا، وراثتہ آبادی قصہ
 نزل سے نظام اور اہم حکام اقام کے آئے گئے جسکی تعداد ہر ایک کے عنوان سے ہو یہاں پر تاقیم
 قیامت مدد ملکہ نزار ہا کا فراد کام رواں تھے بانی لکھنؤ کی خصوصیت اس نزل کی نہیں ملکہ تاقیم
 ولایات کے زمین کی بھی کیفیت یہی تھی پہلی آبادی مارکیٹری حضرت خالق الاضواء والسموات

نے اس دار دنیا میں بڑے بڑے انقلابات لگا رکھے ہیں۔ قدرت ایزدی میں کسی بے گونہ کسی ملک کو کسی جن کو طاقت تخریبی ہے الا ماشاء اللہ۔ یہ سب جہم اس وقت تک ذکر پر بہ عمر ۶۷ سال کی پھونچا ہے۔ بد مذہبوں سے دیکھ رہا ہے بلکہ میری چشم دید حالت یہ ہے کہ میرا لہجہ سبک مبارک الملک ظفر اللہ دہ بونہ ہے۔ یہاں حکومت میں تو بہت کچھ رونق اور فکرت کیا تھا۔ گویا نزل کی ہو گئی میرے ایاں طفلی میں اس مقام نزل پر ہزار روپوں کی فوج رہی تھی۔ چنانچہ بدین نقل میں مسدود پچانہ ایک ہزار سو اربانہ سو ارباں دو سو خاص افغان تھے۔ اعراب خاص عرب حضورت اور میں کہے پانچواں و مشرق و کن کے دو تین سو۔ بایں اس ناچہ گو نزل بہت ہی عزیز و شاداب و آباد تھی۔ نزل بلحاظ اپنے قلعہ محلات اور آبادی دائرہ قدیم کے ایک ایسا مقام ہے کہ بمقابلہ اس کے شاید ہی اور دو سو کے کسی مقام کو تاریخی حیثیت حاصل ہو تو ہواں۔ فرنگ اب تک اس کے قلعہ جات اور عمدہ مواقع جنگ کے جوہن پر تھکے ہوئے ہیں۔

نزل ضلع کابڈ کوٹر ہونے کے قابل ہے۔ مگر نہ معلوم جدید ضلع بندی کی رو سے (جن کا دن مستقر ضلع بنانا کو جو سے قرار دیا گیا ہے۔

دیوان حلیہ نئی آبادی اور وہ آبادی بھی ضلع کی حیثیت سے قائم کرنا بمقابلہ ایک ایسے شہر کے جس کے دو ہاں سے تاریخی وقت ٹپک رہی ہے اور ادنیٰ و اعلیٰ متفق اللسان السکور مفت لینے پر زور ہے۔ رہا ہے سچ ہے نزل کے گرد و خندق پانی سے لمبے در اسکے حوالے کہیں روئل کے فاصلہ کو کل بارہ قلاب پانی سے بھرے ہوئے۔ اڑانی بھی ہر شے کی خاطر خواہ ایک حرفت روپے پیسے کی قلت اور محط تعاب اس وقت میں سے تو ایک جوان نہیں پانچو عربے پچیس عرب دو سو ارباں سے دور میلہ پانچو سو ارب سے پانچ سو اربہ گئے اس قلت انسانہ کو لانی ہر شے کی بدحواسی ایک انقلاب کٹر میں نے اس وقت نزل کی حالت تو رک حشمت وہ نہ ہی جان انہ اس وقت ۱۳۲۷ھ

نزل کی آبادی کی قطع اور وضع دیگر آبادیوں سے قابل تمیز نہیں ہے میں نے اس عرصہ مدت میں اس کے بہت سے شہر اور قصبے دیکھے ہیں مگر ایسی آبادی کہیں نہیں دیکھی اسکی صورت آبادی سے عین
 ہے کہ وہ مقام بہت ہی محکم اور جنگی ہے دور دور اطراف میں قلعہ جات برپا کر رکھا ہے۔ دیکھنے کو
 شائق ہے اٹھینہ کے بور، مانند دیدہ اسکے دروازہ شہر پناہ کے قابل دیدہ ہیں۔ اسکی زمین مردانہ چیز
 ہے۔ اسکے پہاڑوں کے دیکھنے سے بہاوری نمایاں ہے مگر ایسا مقام اسوقت انقلاب میں آگیا :

ان الله واث الیہ مرجعون سچ ہے قال الله تعالیٰ ثلاث الایام نزل اولها بین الناس۔ اس
 واثنا نہیں ہر ایک شے کو تیز تبدیل لگا ہے بلکہ نازل حکم قال الله تعالیٰ کی من علیہا فان کیا ان اور
 کیا حیوان اور کیا آسمان اور کیا زمین اور کیا زمان سب فانی اللہ باقی۔ دکن ارض دکن جو مکہ دارا
 دلی سے جانب جنوب واقع ہے اور زبان ہندی میں سمت جنوب کو دکن کہتے ہیں لہذا یہ خط دکن ہمارا
 ملک کن کے نام سے نامی اقلیم دنیا میں مشہور اور زبان اردو خالق ہو گیا اقسام ارض دکن یہ
 تین قسم اور چھ شلہ پر مشیت ایندوی قضا سے سرحدیں منقسم ہے (۱) ایک تو مرہٹاڑی اس خط
 کی زبان مرہٹی دوسرے تلنگانہ یہاں کی زبان تلنگی تیسرا کرناٹک اسکی دلی کٹری جیسے یہ ہر خط مختلف
 لسانی ہیں علیٰ ہذا تخلیق انسانی اور وضع اور لباس اور غذا بھی ہر ایک کے باہم متباین اور مفادہ ہے
 مرہٹاڑی کے اضلاع میں پیداوار کثرت گیہوں اور جوار اور چنا اور لاک۔ اور بنانا۔ اور نوراس مرہٹا
 آدمی تنومند اور قوی جسم اور عورت ہر دو بدرجہ مساوی راحت صورت ایک لحوت کا نور علیٰ ہذا
 (۲) کرناٹک کے ان بھی کیا عورت کیا مرد درشت اور سخت زبان اس خط کی زمین میں
 پیداوار بافلر باجرا۔ اور جوار۔ اور موٹ اور تور وغیرہ۔ ان ہر دو خط زمین شالی کی پیداوار
 بہت کم (۳) خاص موسم ہار نہیں کی قدر ہو جاتی ہے تلنگانہ میں پیداوار زیادہ شالی کی اور
 اس خط میں ذرا فتح آب پاشی کے بہت اچھے طریقے ہیں زمانہ سلف کی بدترین وجوہ تعین

معاش نے حد بالحد ہزار ہا تالاب تیار کروا کے بارش کے پانی کو روک لیا اور زمین اس خط
 تلنگ کی ریتے لی ہے لہذا یہاں کھجے یا زمین زراعت و فصلد ہوتی ہے بارش کی لذت کو ابی کھجی
 اگر مائی کاشت کو تابی اس قسم کی کٹا در زمی سے یہاں کھجے و قاقین و قارمین کو بکے بار اہینے مشقت
 زراعت سے فرصت نہیں ملنے کے مگر نہیں اور یہاں باغات کا رواج کم ہے ترکاری اور بھوتا
 جو بولیتے ہیں اسی کو باغات کہہ کرنا دیتے ہیں۔ جو کھجے باغات کہتے ہیں اس کا نام
 جیسے فواکہ اور میوہ جات ہوتے ہیں کو سون باغ لگائے کا رسم ہوتا ہے زمین سے جام اور انگو اور
 کوٹنے اور منترے اور اند اور لونا اور بھی اور عین الناس اور لیون یہ ہوتا ہے زمین اور کسی ہتھ
 کرنا ٹانگ میں تھکانہ میں بہت ہی کم کرنا ٹانگ اور ہوتا ہے زمین ترشی ترندی کی نہیں کھاتے ہیں
 کیونکہ ان ہر دو خط زمین روٹی کی نڈا ہے پس اس روٹی کے ساتھ ترش کی ترکاری موزوں اور خوشا
 نہیں ادا دن ہر دو خط زمین پانچے ذرا لچندی مانوسے زمین سیاہ رنگ کی مگر خیر اور
 ایک فصل تلنگانہ کی زمین صغراوی ہے اسلئے حکمت کاملہ الہی ترندی کے اشجار بہت
 بنیاد و کھجے استعمال کے گریہ نہیں بڑے بڑے دیان ولایت ترشی سے نفرت کرنا ولان کر
 ترش کھائے تک چارہ نہیں اور یہاں کی خلقت حکم آیہ مشرف خلق الانسان ضعیفا
 ضعیف زنان تلنگ کی تخلیق برصرت ضعیف ہے ضعیف نہیں صباحت و راحت بیشتر رنگت
 میں ہر خطے مساوی کوئی سرخ رنگ کوئی بنز رنگ کوئی سیاہ فام مگر سیاہی ایسی نہیں
 جیسے رنگستان اور خشتان کی سرخی اور عیدی ایسی نہیں جسے ولایت چین اور فرنگ کی
 مست جرم میں ہے چند سال کے پہلے اس اپنے اقلیم و کن کی حالات اہ وطن کے
 واقعات کو بہت ہی بڑے ساتھ فلم بند کر کے سفر و کن کے نام سے موسوم کیا ہوں
 چند نقول بھی اس کے ہونچکے تھے مگر کہ باعث میری بے استطاعتی کے طبع نہ ہو سکا اسلئے

اس مقدم پر پیرست
 خطوں کی صلات کی تقصیل کو
 ضرور نہیں جانا کیونکہ یہ
 کار دنیا کو تمام مکتوبہ پر چکر غفیر کو
 الحمد للہ حب عدہ تندرہ کار خیر تم ہوا ورنہ عاوا
 منافقانہ سو حکیم حدیث شریف اذا وعد لا
 خلف
 نہو۔

لا تفتنکم
 الامم

